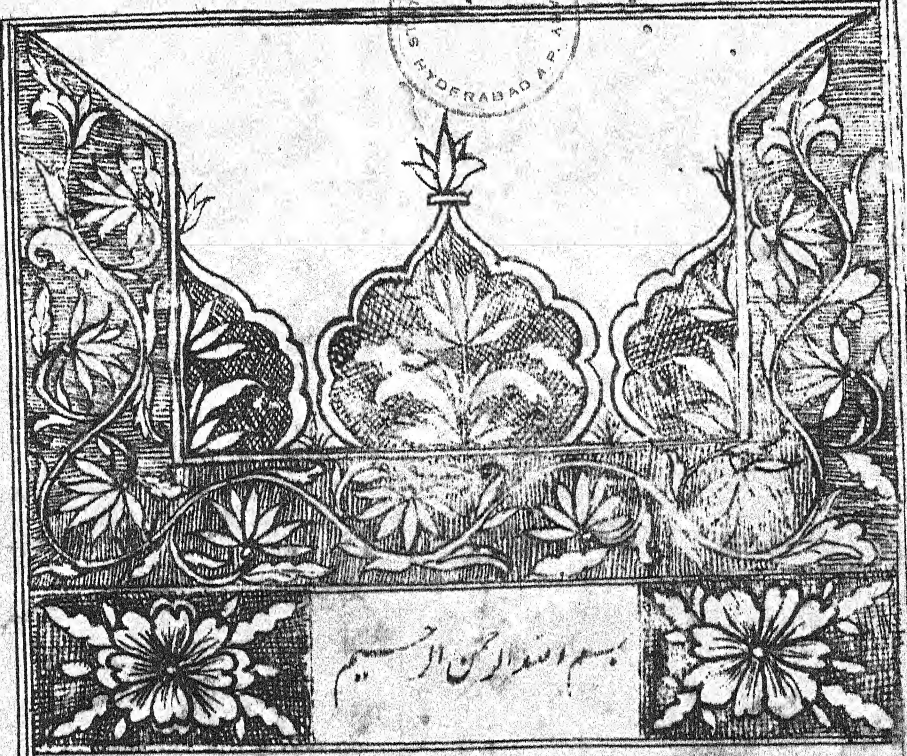
الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس

رضاء الزہرا عن اول الخلفا



مطبع مطلع العلوم مرادآباد میں باہتمام منشی امجد علی چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی وعلی من اتبع الہدی اما بعد مخفی نہین کہ اس زمانہ مین بسبب کثرت رواج مطابع یعنی چھاپہ خانون کی علما وفضلا کے سواے اکثر عامی وجاہل بھی مثل علما کے کتب و رسائل مہمل [illegible] بلکہ از قبیل مشکل امن القول وزور التصنیف کرکے بذریعہ طبع نام آوری وشہرت اپنی چاہنے لگے ہین چنانچہ مباحثہ [illegible] حضرت اقدس مولانا ومقتدانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے کتاب مستطاب تحفہ اثنا عشریہ کو بموجب مصداق [illegible] الانس والجن من الرافضۃ علی ان یاتوا بمثل ذلک الکتاب لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا کے عیاں راچہ بیان جیسا ہونی تھی تحریر و ترقیم فرمائی تھی تو علاوہ اہل علم کے اکثر جہلا و نااہل علم بھی مدعی علم بنکر بزعم خود جواب اوسکے تصنیف کئے اور بہ جد بذریعہ طبع اپنا نام روشن کیا مگر بفضلہ تعالی سواے خفت وخسران ومضحکہ صبیان کے اونکو کچھ نتیجہ اوسکا حاصل نہین ہوا سو فقط یہی جو رسائل صاحب قول [illegible] تحریر کرکے نام آفاق عالم کے علماے شیعہ کی خدمت مین ارسال کئے تو ہرچند کہ آجتک کسیکا جواب انسے نہین [illegible] کسی ذی علم شیعہ نے لکھکر نہین بھیجا لیکن ایک شخص جاہل نااہل علم نے یہ رسالہ مسمی بہ ہدیۃ الحنفاء فی اثبات [illegible] الزہراء [illegible] معاضدہ [illegible] چھاپی [illegible] جواب قول [illegible] کا ایسا بالتحفہ صدمہ کا بھی درج کرکے بذریعہ طبع اپنی نام آوری چاہی ہے [illegible] مثل امن القول وزور التحریر

بد نہیر تبہ تھا کہ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ہدا لہذا اس کمترین سیحی وہنام اوسکے آل محمد ولد سید
بہادر حسین مرحوم ومغفور نے چاہا کہ تنا کرو زور او ربطلان اوسکا لکھکر اوسکو او را اوسکے معاصد کو تنبہ کر دون اور
سموات وارض کو باذن اللہ زوال سے الی حین بچا ہون کہ ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا فاسمع القول
واتبع احسنہ لتکون من الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولوا الالباب وسمیتہا برضاء الزہراء عن اول الخلفاء ربنا تقبل منا
انک انت السمیع العلیم **قال** الحمد للہ الذی فضل فاطمۃ الزہرآء علی سائر النسآء وجعلہا وارثۃ سید الانبیآء والصلوٰۃ علی
محمد مورث بتول العذرآء واشرف الاولیآء ووصیہ علی المرتضیٰ امیر الاتقیآء وصاحب اللوآء والہ النقبا النجباء
الی یوم الجزآء **اما بعد** مین احقر طلبہ خاکسار ذرہ بیمقدار خاکپائے آل اطہار رسول مختار احقر الحجاج والزوار
آل محمد ابن خیر الزائرین حاجی سید اصغر حسین متوطن بلدۂ طیبۂ امروہہ خدمت مین طالبان حق کی ایک
تقریر دلپذیر فدک اور دیگر متروکات جناب سرور کائنات صلعم کے بارہ مین عرض کرتا ہون اگرچہ مین تو
اس لائق نہین کہ کوئی کلام میرا قابل قبول کرنے کی ہو مگر اخلاق سے صاحبان انصاف کے امیدوار
ہون کہ جملہ انصاف پسند لوگ اول رتبہ جناب فاطمہ زہرا نور چشم اور پارہ جگر جناب رسول خدا کو
بغور و تامل سمجھین بعد ازان رضائے خاطر عاطر حضرت زہرا تصور کرکے میری تقریر کیطرف برجوع قلب
خیال فرماوین اور حدیث انظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال کیطرف غور کرکے نتیجہ تقریر خوب فکر کے ساتھ
نکالین اول تو مین خلاصہ تقریر عرض کرتا ہون بعد ازان جو جواب اہل سنت بیان کرتے ہین اونکی ردکی
طرف رجوع کرونگا اور خواہ نخواہ کوئی لفظ ناگوار خاطر مخالف مذہب والون کی اپنی طرف سے اس تقریر
مین نہ لاؤنگا تاکہ سب لوگ کیا مخالف کیا موافق بخوشی دل دیکھین اندرین صورت یہ امید ہے کہ مخالف لوگ
بہی اسکو پسند کرینگے اور اس رسالہ کو مینے مسمی کیا ہی ساتھ **درۃ البیضاء فی اثبات حق
الزہراء** وباللہ التوفیق وبہ نستعین **قولہ** ایک تقریر دلپذیر آمد **اقول** سبحان اللہ برعکس نہند نام زنگی کافور جس
تقریر سے ایمان لرزتا ہی اور نوبت تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ہدا کی پہونچتی ہی اوسکا نام
دلپذیر رکھتے ہو اور جس رسالہ قول فصل کے رد پر کمر باندہی ہے اوسی سے یہ لفظ چراتے ہو جیسا جناب صاحب
قول فصل نے بہی اپنی تقریر کو دلپذیر فرمایا ہی اور تمنے بہی کہا تو ہمنی سمجہہ کر حق تعالیٰ کی جانب رجوع کیا کہ یا رب
دو تقریرین متضاد کیسے دلپذیر ہو سکتی ہین تو ناگہانی وجہ تطبیق یون الہام القا ہوئی کہ واقعی دو قسم کی ہوتے
ہین ایک راسخون فی العلم کی اور دوسری الذین فی قلوبہم زیغ کی فالاول للاول والثانی للثانی یعنی تقریر صاحب



صاحب قول فصل کی والذین یراسخون فی العلم کی ہے اور صاحب درۃ البیضا کی والذین الذین فی قلوبہم زیغ
کی تب وہ تحیر رفع ہو گیا فالحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ **قولہ عرض کرتا ہون**
اقول یہ عرض کرنا پہنچاتی آپکا منصب اظہار ین عقیدتہم کا ہے ورنہ طعن الرماح وتشیید المطاعن وغیرہ بلکہ جنکی پیش نظر
آپ اور بھی ہین کیا اس عرض غرض کیواسطے کافی نہین تہین جو آپنے سچ پوچھو تو یہ تکلیف گوارا کی **قال تقریر**
دلپذیر واضح رہے شریف طالبان حق ہو کہ فدک ایک شہر ہی اور درمیان اوسکے اور مدینہ منورہ کے تین روز کی
راہ ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین مذکور ہے فدک وہی بفتح الفاء والدال المہملۃ بعدہا کاف بلدۃ بینہا
وبین المدینۃ ثلاث مراحل وکانت لرسول اللہ خاصۃ یعنی فدک ایک شہر ہی اور درمیان اوسکے اور مدینہ منورہ کے
تین روز کی مسافت ہے اور وہ خاص حضرت رسول خدا کا تہا اور حدود اربعہ اوسکی لمعۃ البیضا شرح خطبہ فاطمہ زہرا
مین بحوالہ مجمع اسطرح مرقوم ہین **حد اول** کوہ احد **حد ثانی** عریش مصر **حد ثالث** سیف البحر
حد رابع دومۃ الجندل یعنے جوف اصل عبارت یہ ہے وقد حدہا علی حد منہا جبل احد وحد منہا عریش
مصر وحد منہا سیف البحر وحد منہا دومۃ الجندل یعنی الجوف انتہی اور روایۃ ابن اسباط مین بہی ایسا ہی
آیا ہے اور آمدنی اوس کی سالانہ تخمیناً چالیس ہزار دینار کی تہی چنانچہ سنن ابو داؤد مین مذکور ہے ولی عمر بن
عبد العزیز الخلافۃ وغلتہ ای غلۃ فدک اربعون الف دینار الخ اور حسب تحریر مولانا مجلسی علیہ الرحمہ سالانہ آمدنی
اوسکی تین ہزار اور چہ سو تومان کی تہی کہ بحساب ہندوستان علی ما فی تشیید المطاعن ایک لاکہ اور بیس ہزار
روپیہ ہوتے ہین عوام الناس مین فدک اک باغ مشہور ہو گیا ہے ہر چند اوسمین باغ بہی تہے اور چند
چشمہای آب بہی اوسمین جاری تہے اور مقدار اوسکی بقدر ایک بڑے پرگنہ کی تہی جب کہ سب لوگون
کو مقدار اور ماہیت فدک کی معلوم ہو گئی تو اب مین یہہ عرض کرتا ہون کہ حضرت فاطمہ زہرا بذریعہ ہبہ اسکی حقدار
تہین اور یہ چند دلائل عمدہ سے ثابت ہے **قولہ** اب مین یہہ عرض کرتا ہون کہ جناب فاطمہ زہرا بذریعہ ہبہ اوسکی
حقدار تہین۔ **اقول** نہ روایات وقوع عقد ہبہ فدک جناب رسول اللہ سے برای حضرت فاطمہ زہرا بلا معارض
فریقین کے نزدیک ثابت ہین اور نہ روایات دعوی کرنے حضرت فاطمہ کے بعنوان ہبہ بلا معارض ثابت بلکہ
فریقین کے نزدیک جیسے کہ ہبہ اور دعوی ہبہ کی روایات پائی جاتی ہین ویسے ہی معارض اوسکی عدم وقوع ہبہ
اور دعوی ہبہ کی ہی موجود ہین چنانچہ رسالہ قول فصل مین اوسکے مصنف نے عینی شارح بخاری سے ابن
[illegible] کا قول [illegible] ہذا لا اصل لہ ولا تثبت بہ روایۃ وانما ہو امر مستقل لا یثبت اور اوسکے بعد

بحدیث مشکوٰۃ شریف سے بہی روایت اباء وانکار آنحضرت صلعم کی ہبہ سے یا وصف درخواست جناب فاطمہ کی مذکور
ہے اور کتب شیعہ سے روایت ابو البختری کے کہ جسمین خود جناب فاطمہ زہرا اظہار فرماتی ہین کہ لم یعہد الی النبی
بحوالہ لمعۃ البیضا ذکر کر دی ہی اور جب دلائل عقلیہ ہی کہ جسی بالیقین متیقن ہوتا ہے کہ قصہ شان نزول آیہ وآت ذا القربی
حقہ کہ جسکو باعث اول عقد ہبہ گردانتے ہین ہرگز صحیح وحق نہین تو اب خلاصہ یہ ٹھہرا کہ جنگ وجدال وقیل وقال
مابین شیعہ وسنی در مقدمہ فدک جو ہو رہا ہی تو ہر یک فریق مختار اپنا فریق ثانی کی روایات سے ثابت کرتا ہے
مگر بعد اسکے نتیجہ جو دیکھا جاتا ہے تو بموجب منطوق روایت کلینی کہ جسمین فکتب لہا ترک التعرض فخرجت والکتاب
معہا الخ وارد ہے اعتراض رد دعوی ورد شہادت جناب سیدہ اور اونکے زوج اور ابناء معصومین کا حضرت خلیفہ اول
صدیق اکبر پر ہرگز وارد نہین رہتا اور بموجب روایت ابن میثم شارح نہج البلاغۃ کی کہ جسمین فرضیت بذلک واخذت
العہد علیہ الخ وارد ہے خلفاء اربع سے کسی ایک پر بہی وارد نہین رہتا اور بعد ثبوت رضامندی کے ناراضی ہونے
کی روایات کے طرف التفات کرنا موجب تنقیص وتوہین شان جناب فاطمہ کا ہے علی ما سنبینہ ان شاء اللہ تعالیٰ
لہذا ہمارا ایمان تو اوسکو قبول نہین کرتا لیکن تمہارا ایمان اوسکو اگر پسند رکہتا ہی تو بئس ما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین

قال اول اہل سنت کی کتابون مین یہ امر جا بجا مسطور ہے از انجملہ در منثور مین سیوطی کی ہے اخرج البزار وابو یعلی وابن
ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وآت ذا القربی حقہ دعا رسول اللہ فاطمۃ فاعطاہا
فدک انتہی یعنے جسوقت آیہ کریمہ وآت ذا القربی حقہ نازل ہوئی جناب رسول خدا نے اپنی پارہ جگر فاطمہ زہرا کو بلایا
اور فدک اونکو عطا کر دیا اور معارج النبوۃ مین یہ مذکور ہی کہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برای وی حجت نوشت وآن حجۃ
بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابو بکر صدیق آورد انتہی اور حبیب السیر کی جلد اول مین درمیان جزو سوم صفحہ نوے
سطر پچیس مطبوعہ بمبئی مین مسطور ہی و در کتب فریقین بطرق متعددہ سمت ورود یافتہ کہ چون آیہ کریمہ وآت ذی القربی
حقہ نازل شدہ خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوۃ مزرعہ فدک را بفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا مسلم داشت وامیر المومنین
ابوبکر رضی اللہ عنہ در اوائل ایام خلافت خود آن مزرعہ را با سائر متروکات سید موجودات داخل بیت المال
کرد وبفاطمہ بازنگذاشت وچون علی کرم اللہ وجہہ وفاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا درین قضیہ بآنجناب بنای گفتگو نہادند
گفت کہ من از رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شنیدم کہ فرمود کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث انتہی اس عبارت سے
حبیب السیر کی یہ امر ثابت ہی کہ مطالبہ فدک مین حضرت امیر بہی شریک فاطمہ زہرا کے تہے اور اونجناب
نے حضرت زہرا کو اجازت دعوی فدک کی دی تہی دوسرے حضرت امیر علیہ السلام نے شہادت بہی ظاہر

دعوی ہبہ حضرت زہرا کو اجازت دیتا اور اون سے منع نکرتا کہ ای فاطمہ تم جھوٹا دعوی خلیفہ رسول پر نکرو

تیسرے حضرت زہرا کا دعوی ہبہ کرنا ہم کسی طرح سے گمان جھوٹے دعوی کا حضرت زہرا پر نہین کر سکتے کہ اون معصومہ پارہ جگر رسول خدا نے معاذ اللہ جھوٹا دعوی کیا تھا اور دعوی کرنا حضرت زہرا کا درباب ہبہ فدک جواہر العقدین اور کتب دیگر اہل سنت مین جابجا مسطور ہے عبارت جواہر العقدین کی یہ ہے قلت لزید بن علی و ہو اخو الباقر و انا ارید ان اہجن امر ابی بکر ان ابا بکر انتزع من فاطمۃ رض فدک فقال ان ابا بکر کان رجلا رحیما و کان یکرہ ان یغیر شیئا ترکہ رسول اللہ فاتتہ فاطمۃ رض فقالت ان رسول اللہ اعطانی فدک فقرہ آخر کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ ابی بکر کے پاس تشریف لائین اور فرمایا کہ رسول خدا نے مجھکو فدک عطا کر دیا ہے

چوتھی حضرت امیر کا مع ام ایمن و حسنین علیہما السلام پیش ابوبکر درباب ہبہ فدک گواہی دینا چنانچہ شرح مواقف اور دیگر کتب اہل سنت مین مذکور ہے عبارت شرح مواقف کی کہ جو عمدہ کتاب اہل سنت کی ہے اور مکہ معظمہ مین بعنایت باری عز شانہ حقیر کو دستیاب ہوئی اور الحال پیش حقیر موجود ہے یہ ہے و شہد علیہ علی و الحسن و الحسین و ام کلثوم والصحیح ام ایمن فردہا ابوبکر شہادتہم یعنی گواہی دی دعوی ہبہ فدک پر حضرت زہرا کی طرف سے حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام نے مع حسنین و ام کلثوم علیہم السلام اور بجاے ام کلثوم ام ایمن صحیح ہے پس ابوبکر نے گواہی اونکی رد کردی اور قبول نکی انتہت خلاصہ مین اہل مذاہب لوگون سے بجان حضرت زہرا قسم دیگر دریافت کرتا ہون کہ آیا گواہی حضرت امیر کی قابل رد کرنے کے تھی اور دعوی حضرت زہرا کے درصورت اجازت امیر المومنین ع گواہ طلب کرنے چاہیے تھے —

پانچوین حضرت زہرا کا اوس پر متصرف ہونا چنانچہ یہ امر بھی کتب اہل سنت سے بطور نیک ثابت ہے جواہر العقدین مین مسطور ہے ان ابا بکر انتزع من فاطمۃ فدک یعنی ابوبکر نے قبضہ سے حضرت فاطمہ کے فدک کو نکال لیا انتزاع اوسی وقت مین صادق ہوگا کہ جب قبضہ مین ہونا فدک کا حضرت زہرا کے ثابت ہو اور جو نہین تو انتزاع کیسا اور یہی شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید مین ابوبکر جوہری سے منقول ہے اور ایسا ہی دیگر کتب اہل سنت مین آیا ہے اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے مسئلہ مجمع علیہ شیعہ و سنی است کہ موہوب ملک موہوب لہ نمی شود تا وقتیکہ در قبض و تصرف او نرود و فدک بالاجماع در حیات پیغمبر در تصرف زہرا داده نبوده بلکہ در دست آنجناب بود و در دست تصرف مالکانہ میفرمود پس ابوبکر فاطمہ زہرا را در دعوی ہبہ تکذیب نکرد بلکہ تصدیق نمود لیکن سند قبضہ را [illegible] کرد کہ محروم [illegible] موہوب ملک نمی شود تا وقتیکہ قبض متحقق نگردد و درین صورت حاجت گواه و شاہد طلبیدن [illegible]

طلبید ان اصلا نبود اتفاقی بس حیکہ در صورت عدم قبض حاجت گواہ طلب کرنے کی نہی اور خلیفہ اول اہل سنت
نے بہل لک علی ذلک بینۃ کہکر علی ما فی کتاب الانوار گواہ طلب کئے تو ثابت اور معلوم ہوگیا کہ فدک قبضہ مین حضرت
زہرا کے تہا اور جو نہین تو در صورت عدم قبض حضرت ابوبکر نے حضرت زہرا سے گواہ کیون طلب کی شاہ صاحب
فرماتے ہین کہ در صورت عدم قبض حاجت گواہ طلب کرنے کی نہین تہی اور نہج البلاغہ مین کہ سب فریق کے نزدیک معتبر ہی تو
شرح تجرید و کاشف و مفتاح الفتوح وغیرہ ایشان کلام بلاغت نظام وصی خیر الانام حضرت امیر علیہ السلام
سے یہ مذکور ہی بلی کانت فی ایدینا فدک یعنی فدک ہمارے قبضہ مین تہا اب حسب ارشاد فیض بنیاد جناب
امیر ہی فدک پر قبضہ حضرت زہرا کا ثابت ہوگیا اہل سنت کے نزدیک تو حضرت امیر محفوظ اور معصوم اور خلیفہ
چہارم ہین تو ایسی صورت مین اہل سنت کو اونکے فرمانے کو ماننا نہایت ضروری ہی اگر کوئی شخص انصاف سے ان
پر غور کرے تو اوسکو معلوم ہو کہ یہہ بڑی پکی دلیلین ہین ہبہ ہونے فدک پر بنام حضرت زہرا کے انکار اور
نہ ماننے کا ہمارے پاس علاج نہین اگرچہ ہم سے گنہگار اور دنیا کے لوگ بہی کسی اپنے دعوی پر اسدرجہ کا
ثبوت دین تو اپنے دعوی کو پاوین اور حکام عادل اپنی عدالت سے اوسے حسب قوانین مجریہ حق ہمارا مخالف
سے دلاوین چہ جائیکہ حضرت زہرا سی معصومہ بیٹی حضرت رسول خدا کی اشرف الانبیا حضرت محمد مصطفی کی
آنکہون کی نور با تمام تمام پاس ابوبکر کے جاوین اور بذریعہ ہبہ اپنا حق تجویز فرماکر طلب کرین اور حضرت امیر
اونکو اس دعوی سے باز نہ رکہین بلکہ حسنین اور ام ایمن اوس دعوی کی گواہی دین اور بسبب تحریر ملا معین
در معارج النبوۃ وغیرہ حضرت زہرا اپنے دعوی کی سند مین ہبہ نامہ روبروے ابوبکر پیش کرین اور وہ معصومہ
اتنا نہ سمجہین کہ اسپر میرا قبضہ نہین ہبہ کیونکر صحیح ہی اور حضرت امیر فدک پر قبضہ بیان فرماوین اور خود ہی لینے والی حضرت
زہرا کے قبضہ سے شی موہوب کا انتزاع کرین بڑے افسوس کی جا ہی کہ باین ہمہ وہ معصومہ پیغمبر خدا کی جگر
کا ٹکڑا اپنے دعوی مین معاذ اللہ جہوٹی اور کاذب اور دروغگو قرار دیجا کر اپنے حق سے محروم کیجاوین اور وہ معصومہ
نا امید اور رنجیدہ ہوکر بے نیل مرام اپنی دولت سرا کو تشریف لے آوین قسم بخدائے عز و جل حضرت زہرا
کا کبہی ایسا رتبہ نہین کہ جو نا امید کی گئین بلکہ اپنے دعوی مین معاذ اللہ دروغگو اور کاذب قرار دی گئین حضرت کے
کلام اور دعوی پر وثوق نہو المولفہ بضعہ خیر الوری ہی فاطمہ ، زوجہ شیر خدا ہی فاطمہ ، فاطمہ کا جو کرے گا دل ملول
اوسکو منظور ایذائے رسول کہان تہی اوس دن جناب رسول خدا کہ جو اپنی پارہ جگر اور نور چشم کی تعظیم
کرتے اور دلاسا دیتے مومنین یقین کامل کرین کہ اوسدن روح پاک رسول مقبول بیشک و شبہ دروغ منداو

مین ضرور بے چین ہوئی ہوگی حضرت رسول خدا نے اپنی بیٹی فاطمہ کے حق مین بارہا فرمایا ہی من اذاہا فقد اذانی
یعنی جس نے اوسے ایذا دی پس تحقیق اوس شخص نے مجھے ایذا دی اور یہ بھی فرمایا ہی کہ جو کوئی اپنی بیٹی کا نام فاطمہ
رکھی اوس کو نہ مارے مین اوسکے مارنے اور گھڑکنے سے رنجیدہ ہوتا ہون اس لئے کہ نام اوس کا فاطمہ ہی
یہ جائیکہ خاص حضرت فاطمہ پر یہ مصیبت ڈالی جاوے اور اونکو معاذ اللہ جھوٹا قرار دیکر حق او نکا نہ دیا جاوے
کہ جسکے باعث وہ معصومہ دلتنگ اور ملول ہوئین اور اس رنج کو اپنے ہمراہ لیگئین چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم
مین مذکور ہی کما سیاتی اور یہ امر بھی قابل لحاظ ہی کہ یہ جو مسئلہ فقہ کا ہی کہ جب تک شے موہوب پر قبضہ موہوب لہ
کا نہو ہبہ صحیح نہین اور ہبہ مین قبضہ بڑی شرط ہی اس مسئلہ واضحہ اور ظاہرہ کو تو ہم لوگون کے بچے اور بے علم لوگ
بھی جانتے ہین اگر یہ تجویز کیا جاوی کہ حضرت زہرا نے باوجود عدم قبض دعوی ہبہ کیا اور حضرت امیر نے
اونکو اس کی اجازت دی اور منع نکیا بلکہ خود اوسکی گواہی دی تو معاذ اللہ جہالت حضرت زہرا صلوٰۃ اللہ
علیہا اور جناب شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کی اس مسئلہ واضحہ سے قرار پاتی ہی اور اقدام پر باطل اور زلل صریح
اور خطاے فاحش اون حضرت کی لازم آتی ہی ایسے امر کو ہم کسیطرح تجویز نہین کر سکتے اور نہ ایسے امر کو کوئی با ایمان
اونکے لئے تجویز کرے گا یہ بھی بڑی دلیل ہی اسپر کہ فدک حضرت زہرا کے قبضہ مین تھا نہ ہم یہ تجویز کر سکتے ہین
کہ غیر اونکا حق حضرت رسول نے تھا حضرت زہرا کو دیدیا تھا اور اوسپر اپنی بیٹی کا قبضہ کرا دیا تھا مین کہتا ہون
کہ حضرت رسول نے جو قبضہ حضرت زہرا کا فدک پر کرا دیا تھا وہ بطور جایز تھا وہ جایز کیا تھا یہی ہبہ کہ جسکا
دعوی حضرت زہرا نے کیا اور یہ امر بھی بڑے تعجب کی لایق ہی کہ حسب تحریر سیوطی در اتقان گواہی خزیمہ بن
ثابت کی درباب آیات سورہ برات قبول کر لی گئی اور گواہی حضرت امیر علیہ السلام کی درباب ہبہ فدک اہل سنت
کے نزدیک قابل قبول نہوئی باوجودیکہ آنجناب محفوظ از خطا اور معصوم تھے اور بموجب حدیث علی مع الحق و
الحق مع علی بھی حضرت امیر کے فرمانے پر عمل کرنا چاہیے تھا اب منصف لوگ فرماوین کہ کیا بات باقی رہی حضرت
زہرا کے تصدیق اور حقیقت دعوی کے باب مین بجز اسکے کہ کوئی زبردستی کہدے کہ ہم نہین مانتے اور نا واقفون
کے بہکانے کے لئے کچھ تاویلین لچر اور بیجا پڑھ سناوے اوسکا ہمارے پاس کچھ علاج اور جواب نہین ہی ۔ بحث
ان مجیبون کے حضرت زہرا فدک کی دعوی دار تہین **قولہ** اول اہلسنت کی کتابون مین **اقول** یہ کہا کہ باقرار و اعتراف
علماء الذین ابن ہیثم بحرانی شارح نہج البلاغۃ علی ماقی القول الفصل معلوم ہو چکا کہ یہ مین شیعہ اور مخالفین کے ہی
[illegible] اور کلام طویل لایق ہی تو وہ خیط کثیرہ ہی سمجھا جاسکے کہ ہر دو فریق کی روایات اونکی موافق مذہب

مذہب مختار کے بہی موجود ہین اور مخالف اوسکے بہی مروی و منقول ہین پس ہر فریق دوسرے پر روایات مخالفہ اوسکی
اور موافقہ اپنی سے جو اوسکے ہان مروی ہین احتجاج و استدلال لاکر طوالت کلام کرتا ہے اور اسکات ایک کا دوسرے
سے نہین ہوتا لہذا صاحب قول فیصل نے احترازاً عن الخبط و حذراً عن التطویل اختصار کلام اسطور پر کرنا ارشاد کیا ہے
کہ اول ان روایات متخالفہ و متضادہ کو بموجب حصہ روایات دیگر کے عرض کرنا اوپر قران و احادیث دیگر مقبولہ
فریقین کے واجب فرمایا ہے کہ جستے مختار شیعہ کا باطل اور مختار مخالفین کا اونکے حق درست ہوتا ہے یعنی رضامندی
جناب سیدہ کی خلیفہ اول سے جناب سیدہ کی خیر رہتی ہے اور ناراضی مین بموجب قران و احادیث کلینی وغیرہ
کے بڑی شر لازم آتی ہے پس اب اختیار ہے تمکو کہ چاہو اونکی خیر رکھو اور چاہو اونکو شر پہنچاؤ کہ فمن شاء فلیومن و من
شاء فلیکفر اور منشاء وقوع اس خبط کا شیعہ کے یہان تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وجود روایات مخالفہ اونکے مذہب مختار کا
اونکے یہان قول مشہور الکذوب قد یصدق ہوا ہے کہ رضامندی ہے اونکی زبان سے جو امر حق تہا بحکم مذکور مروی و منقول
ہوگئی ہے اور اونکے مخالفین کے یہان ایسا کچھ معلوم ہوتا ہے کہ اونکے استیلا و قہر و غلبہ کے وقتین شیعہ پر شیعہ نے
سرکوبی و کفش کاری سے اونکی جہنجلا جہنجلا کر اونکی تخریب مذہب یون تجویز کری ہے کہ اونکے مخالف اور اپنے
مختار کی موافق روایات بنا بنا کے اونکے یہان درج کردی ہین پس تقیہ کے ذریعہ سے اوس شورش مغلوبی مین
یون جہاد پنہانی اوپر کیا ہے اور موجب اجر و ثواب اوسکو سمجہا ہے چنانچہ انکا تقیہ کرنا اونکی استیلا کے وقتین مجالس المومنین
وغیرہ مین صریح مذکور ہے واللہ اعلم بالصواب اگر کوئی کہے کہ اونکا استیلا بہی مسلم اور انکا تقیہ بہی مسلم لیکن یہ جہاد پنہانی انکا
ثابت ہے تو تمہاری محض بدگمانی ہے کہ رجماً بالغیب اتہام کرتے ہو اگر کچہ ثبوت دو تو باور ہو تو مین کہونگا کہ عقل و نقل دونو
ثبت ہین اما العقل فلبداہتہ انہ لا یمنع بل تعقیقہ اشد الاقتضاء فان تجویز التقیۃ یجوز ذلک النوع من الجہاد الخفی لان ارتکاب
الکذب فیہا اسیاند المذہب علی السوا فکیف لا یجوز ہذا و یجوز ذلک وایضا حرقۃ القلب فی حالۃ التحیر العاجز الیہا لا اضطرار و
اما النقل پس اسی مجالس المومنین مین ذیل بیان احوال محمد بن ابی عمیر الازدی کے کتاب مختار کشی سے یہ قول فضل بن شاذان
کا مذکور ہے کہ پدرم سوال نمود کہ تو با بسیاری از مشایخ عامہ صحبت داشتہ چگونہ حدیث از ایشان نشنیدی گفتم استماع
حدیث از ایشان کردہ ام اما چون بسیارے از اصحاب خود را دیدہ ام کہ چون استماع علم عامہ و علم خاصہ کردہ بر خود ...
مشتبہ ساختند تا آنکہ حدیث عامہ را از خاصہ روایت نمودند و حدیث خاصہ را از عامہ پس کراہت داشتم کہ مرا نیز این خلط و غلط
دست دہد الخ اس سے ہرچند کہ یہ تو ثابت نہین ہوتا کہ یہ خلط و غلط وہ لوگ براہ خیانت کرتے تھے لیکن یہ قطعی ثابت
ہے کہ خلط و غلط اونکی افسون ضرور ہوتا تہا پس جبکہ معلوم فقہ اور عقود و تعبیر کاری جو خاص عطر و گلاب تہی وہ انکی بدولت مخلوط ہو

اب اوس سے ہمکو الزام دینا بہی حیامندی آپکی ہی و نعم ما قیل اذا لقیت جلباب الحیا فافعل ما شئت آپ ہی تو ہماری
علما ملکو منجلاب کرو اور آپ ہی پہر جواب چاہو و تعبد اللتیا والتی اب ہم متحیر ہوکر اور بہ تعجب کرکے اوس سے کہتے ہین
کہ اول تو آنحضرت صلعم نے جو وثیقہ فدک بنام جناب فاطمہ اور وثیقہ خلافت بنام جناب امیر تحریر فرمایا تہا تو اوسپر
سوا امیر و دستخط عامہ صحابہ کے وبالخصوص غاصبین اور اونکے معاونین کے کیون ثبت نہین کرائے تھے بعد اسکے
رواۃ ان امور کے اصحاب رسول صلعم مین سے جو ہین امنسے یہ بڑا تعجب آتا ہی کہ روایت کرنیکو تو ان امور کی ہو گئے اور
موجود ہو گئے مگر عذر داد کے وقت کچہہ بہی عذر داد و نہ کیا حضرت ابو سعید خدری صاحب جو اس قصہ ہبہ کے راوی
ہین کیون انہون نے وقت غصب کے حرب و قتال کا تو کیا ذکر ہی جناب امیر کے ہمراہ ہوکر گواہی بہی اسکی نہ دی تاکہ
عذر غاصبین کا اور بہانہ نہ دینے کا مندفع ہو جاتا الغرض فلیس ہذا علیہم الا فریۃ بلا مریۃ واللہ علی ما نقول وکیل اور بعد
کمال تنزل کے مسلم این روایت ہم کہتے ہین کہ معنی اعطاء فدک ضرور بالضرورۃ یہ معتقد ہونے چاہئین کہ علق نفقتہا بہا
بحیث کانہ اعطاہا ایاہا لا انہ جعلہا ملکا لہا مقبوضا فی یدہا مرفوعا یدہ عنہا فی حین حیاتہ صلعم علی ما ہو مقتضی عقد الہبۃ
لان انکار قبضۃ النبی صلعم واثبات قبضۃ بنتہ علیہا فی شئی من حین حیاتہ صلعم انکار لاجلی البدیہیات واثبات لاخفی المعدومات
واللہ اعلم بالصواب **قولہ** اجازت سلہ دعوی فدک کی دی تہی الخ **اقول** یہ کون کہتا ہی اور کسکو ضرورۃ اسکے کہنے کی ہو
کہ جناب فاطمہ نے دعوی ہبہ فدک تو کیا تہا مگر بلا اجازت حضرت امیر کے کیا تہا اسکا اثبات محض لغو ولا یعنی ہی اظہار
قابلیت باظہار لغو ولا یعنی نکرو کہ ہم تو منکر اصل دعوی ہبہ کے ہین نہ اجازت جناب امیر کے **قولہ** سلہ کسیطرح گمان
جہوٹے دعوی کا الخ **اقول** حضرت زہرا کو جہوٹا کون کہتا ہی ہم تمکو جہوٹا کہتے ہین کہ تم حضرت زہرا پر جہوٹ باندہتے ہو
کہ اونہون نے ہبہ کا دعوی کیا تہا ذرا سمجہو اور حضرت زہرا پر اور بہی جہوٹ نہ باندہو سبحانک ہذا بہتان عظیم اور معصوم
ہونا اونکا اور اونکے گواہونکا جسکو تم دست قدم بنا بنا کر کہتے ہو تو مسلم لیکن موجب تشنیع کا حضرت صدیق پر
نہین ہو سکتا اسلئے کہ حدیث البینۃ علی المدعی مین بلفظ الا المعصوم استثناء وارد نہین ہوا تاکہ یہ حکم شرعی اونسے مرتفع سمجہا جاتا
اور اونسے طلب بینہ حرام ہوتی دیکہو تو جب جناب امیر نے اپنے قاضی شریح کے محکمہ مین ایک شخص پر دعوی درع کا
حضرت طلحہ کی کیا تہا کہ اسنے یوم بصرہ بہ غلول چرالی ہی اور قاضی شریح نے اونسے بینہ طلب کیا اور حضرت امام حسن کو
گواہ انہون نے دیا پہر اونہون نے ایک گواہ پر قناعت نکرکے ایک گواہ اور چاہا انہون نے قنبر غلام اپنے کو دیا پس
جناب امیر نا راضی قضیہ کے تو اوپر ہوئے مگر وجہ کیا ہو سکتی یہ ارشاد فرمائی کہ اول تو آپکو غلول مین بموجب حدیث
رسول کے احتیاج بینہ نہین دوسرا ایک گواہ اور یمین پر بہی حکم دینا چاہئے سیوم مملوک جب عادل ہو تو اوسکی گواہی

گواہی قابل قبول ہے الغرض ان باتو نپر ناراض ہوئی وراس بابت پر ناراض نہوئے کہ مجھہ معصوم سے شہود کیون طلب کئے اور دوسرے معصوم کی گواہی تنہا کی کیون قبول نکی پس جبکہ جناب امیر قاضی شریح سے اسبات پر ناراض نہین ہوئے تھے تو تم کیون حضرت ابوبکر پر اس بابت اسقدر تشنیع و تغلیظ بار بار کرتے ہو اسقصہ کو کتاب مین لا کر مختصر بین ملاحظہ کرکے سکوت کرو اور مونہہ کو لگام دو ورنہ اسکا جواب دو کہ جناب امیر اسوجہ سے کیون ناراض نہوئے ہو اور وجہ ہونے ہوئے **قولہ** تیسرے جواہر العقدین اہ **اقول** جواہر العقدین کی روایت کا جواب تمکو وہی روایت اوسکی دیتی ہے کہ و اما ارید ان یحین ابابکر بس جو شخص کہ تحجین ابوبکر کا ارادہ رکھتا ہو اور خود مقر ہو اس بابت تو اوسکی اس روایت کا ہمکو کیا اعتبار **قولہ** چوتھے حضرت امیر کا مع ام ایمن و حسنین علیہما السلام اہ **اقول** علاوہ خبط اصل شہادت کے جو ماسبق تقریر عن قریب انشاء اللہ تعالی اسقصہ مین یہ ایک عمدہ خبط اور منظر آتا کہ جناب حسنین ع کو بھی یہ لوگ گواہ قرار دیتے ہین باوجود اسکے کہ وہی بوجہ موہوب لہم ہونیکے مثل جناب فاطمہ کی خود مدعی مثل اونکی ہونے چاہئی تھے نہ گواہ اونکے یدل علی ذلک مافی اللمعۃ البیضاء شرح خطبۃ الزہرا من قولہم فان ذلک لم یکن خاصا مخصوصا بہا بل کان لاولادہا مشارکین لہا فیہ الخ فعلیک بالانصاف اور عمدہ عبارت شرح قصیدہ کا آیندہ اوٹھیگا انشاء اللہ تعالی **قولہ** پانچوین حضرت زہرا کا اوپر قبضہ ہونا اہ **اقول** جبکہ حضرت زہرا کا اوپر قبضہ تہا اور آمدنی اوسکی حسب تحریر آپکے مولانا مجلسی کے تین ہزار چھہ سو تومان کے تھے کہ جو بحساب ہندوستان کے علی ما فی تشئید المطاعن ایک لاکہہ بیس ہزار روپیہ ہوتا ہے تو اب ہمکو آپ ثابت کیجئے کہ وہ اسقدر روپیہ جناب فاطمہ کہان صرف کرتی تہین کہان اوسکا خزانہ بنایا تہا اور کیا کیا اوسکے مصارف مقرر کئے تھے کس روز لے تھے حضرت فاطمہ لیکر بیٹہین نہین بیان تو کیجئے ہم تو یہی جانتے ہین کہ اسقدر روپیہ حضرت فاطمہ کو کبہی خواب مین بہی نظر نہین آئے جو تم بیقظہ مین بیان کرتے ہو قل فاتوا برہانکم ان کنتم صادقین اگر حضرت زہرا کا اوپر قبضہ تہا تو مین حیران ہون کہ حضرت زہرا اور حضرت امیر نے اوس قبضہ ہی کو اپنی بینہ اپنے دعوی کا کیون قرار نہ دیا اور حضرت صدیق سے اس قول پر کہ بل لک حق فاقیمی بینۃ علی ما استند کرہ عن کتاب الاکتفاء و اتینی باسود او احمر علی ما فی البلقیمی حضرت امیر اور حضرت حسنین اور ام ایمن کو گواہ بنایا اور یہ کہا کہ یہ میرا ہی قبضہ میرے لیے کچھ بہی علاوہ اسکے بینہ کی احتیاج نہین اگر ایسا کچہہ کرتین تو نہ شوہر ہونیکی وجہ سے جناب امیر مردود الشہادۃ ٹہرتے اور نہ حسنین بوجہ صغر سن یا فرزند ہونیکی اور ام ایمن ایک عورت ہونیکی وجہ سے اور نہ جناب کا کچھ سند ہوتا اور نہ دشمن کو کوئی دیکہتا پہر تو انکا دعوی بیگمان اور دونون بالا تہا انہدام نہ اشتی جناب فاطمہ یا اولی الالباب فاتوا العلم عند ملک الحق الفقیہ [illegible]

اصل الشہادۃ فقید بہ تعقد ولا تمکن من التعادی بہ والله الموفق واما میں **قوله** تو انتزاع لیا اه **اقول** جو خوش
لا تقربوا الصلوۃ ہی کو دیکھتے ہو اور انتم سکاری تمکو نظر نہیں آتا یعنی انتزاع کو تو تمنے دیکھ لیا اور ثبوت قبضہ کا اوسے
سمجھ لیا بڑا دقیقہ سمجھا مگر کان بکر دان لہ بہ شیئا ترکہ رسول الله کو نہ دیکھا اور اوس سے یہ نہ سمجھا کہ فدک کا قبضہ رسول الله
[illegible] ہونا ثابت ہوتا ہے اور حضرت فاطمہ کے قبضہ میں دینے سے تعبیر لازم آتی ہے اور لفظ انتزاع کسیکے کلام میں واقع ہے
اور لفظان ہبہ کیسکے بالجملہ اگر کسی شخص نے ارادہ تحسین ابوبکر کا کر کے لفظ انتزاع کہا تو پھر اوسکا کہا کیا حجت ہے ہمکو
حضرت زید کے لفظان ہبہ سے عدم قبضہ جناب سیدہ کیون نہ سمجھیں جو انتزاع سے قبضہ سمجھیں اور شاید کہ حضرت
زید نے یہ جواب اوسکو علی تقدیر تسلیم ہبہ دیا ہوگا اور اوسنے اوسکے ذکر کرنے میں خیانت کی ہوگی والله اعلم بالصواب
قوله اور خلیفہ اول اہلسنت نے اه **اقول** تو مسلم قوله ہل لک علی ہذا بینہ تو مراد بینہ سے حضرت صدیق اکبر کی یہی
سمجھنی چاہیے کہ ہل لک علی ہذا بینہ ای دلیل القبض لان القبض دلیل الملک اور استفہام بطور انکار سمجھنا چاہیے یعنی
لیس لک علی ہذا بینۃ القبض ولو کان لک بینۃ العقد بدون القبض الموجب حضرت صدیق کے اس قول سے علی تقدیر
تسلیم طلب بینہ علاوہ قبض کے ثابت نہیں ہوتی تا کہ بانضمام قول حضرت شاہ صاحب قبضہ جناب فاطمہ کا اوسپر
ثابت ہو جاوے فقد برد تبہر و لا تمکن من الجاہین **قوله** در شرح البلاغت اه **اقول** شرح البلاغت کی نسبت ہدایۃ الاصول میں
یون لکھا ہے کہ قیل ان ما فیہ من الموضوعات والصحیح انہا مجموعۃ من احادیث وردت عن رسول الله ومن امیر المومنین علیہ
ومن کلام بعض السلف ومن کلام الحکماء ومما وضعہ بعض الرفضۃ ہکذا فی بعض الحواشی علی شرح الجامی پس یہ کتاب قابل
احتجاج اہلسنت نہیں ہو سکتی والله اعلم بالصواب **قوله** تو حضرت امیر محفوظ اور معصوم اه **اقول** آپ سے محفوظ اور خلیفہ چہارم تو
بلا شک ہیں مگر معصوم مثل انبیا علیہم السلام کے اہلسنت میں سے کسیکے نزدیک بھی نہیں پس کسیکی یہ بہکی باتین کیواسطے
[illegible] کی جو بعض اہلسنت کے نزدیک اونکو معصوم آپنے کہدیا ہے وہ بھی بہک کر ہی کہدیا ہے اور یہان مطلق
جو کہا ہے سو یہ بھی بہکاوۂ شیطانی سے بہک کر ہی کہا ہے اہلسنت ایسے غالی تو نہیں جو ایسے غلو کے قول میں **قوله**
اس ایسے ثبوت دین اه **اقول** یہ کیسی باتین کرتے ہو کس خواب خرگوش میں ہو خدا عدالت عالم قیامت میں جاوے تو اور
شوہر اور بیٹیوں [illegible] تو ہم بھی دیکھیں کیا تم دعوی حیات کراوگی یہ جاہلوں کے بہلانے کی باتیں تم کرتے ہو
شرع اور عدالت سے تمکو کچھ کام نہیں **قوله** تو معاذ الله حالت حضرت زہرا اه **اقول** بلحاظ دوم نہی محذورات غیر
[illegible] نے یہ مسلک اختیار کیا و لہذا معنی بیع الکذ اور آپکے بھی ہم اسکے قائل ہیں اور [illegible] کرتے ہیں کہ ایسے پریشان
[illegible] قول نظر آو اور جناب علی اور جناب فاطمہ سے [illegible] گے کہ تمہاری آنکھیں بھی کھلیں اور

ہین قولہ لو انتزاع لیبا ، اقول ہو غرض
انتزاع کو تو تم نے دیکہا یا اور ثبوت قبضہ کا
دیکہا اور اوس سے یہ نہ سمجہا کہ فدک کا قبضہ
لازم آتی ہے اور لفظ انتزاع کے کلام مین
لفظ انتزاع کہا تو پہر اوسکا کہا کیا عجب ہے
ہین جو انتزاع سے قبضہ سمجہین اور شاید کہ حضرت
ذکر کرنے مین خیانت کے ہوگی واللہ اعلم بالصواب
ابیہ لو مراد بنیہ سے حضرت صدیق اکبر کی
الملک اور استفہام بطور انکار سمجہنا چاہیے
غرض حضرت صدیق کے اس قول سے
حضرت شاہ صاحب قبضہ جناب فاطمہ کا
اقول نہج البلاغت کی نسبت
ورد عن رسول اللہ و من امیر المؤمنین
بعض المحاشی علی شرح الجامی لیس بکتاب
معصوم ، اقول آپ سے خلیفہ اور خلیفہ
بہی نہین
وہ بہی
خالی تو نہین
مین
کی جاہلون کے
اقول
بہی مین
کہ تمہاری

[illegible]

سنی ہی کو اختیار کرینگے فانا للہ وانا الیہ راجعون
سے لازم آتی ہے تو مین کہتا ہون لو سلم الیہ دعوٰنا
زہرا نے اپنا قبضہ مشہور کیا ہو اور ہبہ کو تمام
تغیر دیا اور تعلق قبضہ سے زیادہ اونکی تملیک
ہون والی تو فکون دیکہو کہ حضرت صدیق نے
رسول اللہ صلعم باخذ من فدک قوتکم وتقسیم الباقی
وعشاؤ ثابت کیے جاتے ہو کیون اپنے دین کا
فلکتب لہا بترک التعرض پر قناعت کرو واللہ الموفق
دعوی جناب فاطمہ زہرا کا بذریعہ میراث
فدک حقیت فدک مین تہا اور وہ اسطرح ہے کہ
اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین نازل فرمائی
رسول خدا کی تہین اور تمام امت کو رسول خدا کی
اور ترکہ اپنے باپ کا پہونچا اس جہت سے کہ کوئی
رسول خدا کی تو اپنے باپ کا ترکہ پاوینگے
حجت سے حضرت زہرا نے ابوبکر سے اپنا حق
طفیل قال لما قبض رسول اللہ صلعم ارسلت فاطمہ
مین سہم رسول اللہ الخ یعنی ابی طفیل نے کہا ہے
فاطمہ نے طرف ابی بکر کی پیغام بہیجا کہ تو وارث
نہین بلکہ اونکی اہل ہی وارث ہوئی
اہل سنت کے اور علما نے بہی مانا
فاطمہ کا اورابی ہر کتب سے اہل سنت
دعوی وراثت کیا اگر کوئی شخص
خدا صلعم کی طرف سے حضرت زہرا کے

اور یہ بھی کہتے ہو کہ ہونا سو ہو مگر ہمتو عکس اوسکا خدا کا کہ روح ماصنفی ہی کو اختیار کرینگے فانا للہ وانا الیہ راجعون
اندھم یہ مطلب کہ بریں تقدیر جہالت حضرت زہرا کی اس مسئلہ سے لازم آتی ہے تو میں کہتا ہوں لو سلم الیہ دھونا
تسلیم لا یجوز کہ اس سید تعلق کو اپنے نفقہ کے ساتھ فدک کے حضرت زہرا نے اپنا قبضہ تصور کیا ہو اور ہبہ کو تمام سمجھا
مگر چونکہ وہ قدر حسب شرع کافی نہیں تھی حضرت صدیق نے اوسکو تغیر دیا اور تعلق نفقہ سے زیادہ اوسکی تملیک
نکیا چنانچہ جناب امیر نے بھی اپنی خلافت میں ایسا ہی کچھ کیا فاین تذہبون وانی تؤفکون دیکھو کہ حضرت صدیق نے حضرت
زہرا کو اسکے بعد کیا خوبی سے راضی کیا کہ ان لک ما لابیک کان رسول اللہ ص یاخذ من فدک قوتکم ویقسم الباقی ویحمل منہ
لذلک واخذت العہد علیہ کذا فی ابن میثم تو اب تم اونہیں کیوں تعلق و عناد ثابت کیے جاتے ہو کیوں اپنے دین کا
کھوج کھوتے ہو ذرا ڈرو خدا سے ایدہر اودہر کی نظر چھوڑ کر انصاف پر آؤ فکتب لہا بترک التعرض پر قناعت کرو واللہ الموفق
والمعین وہو یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قال او دوسرا دعوی** جناب فاطمہ زہرا کا بذریعہ میراث اپنے
باپ کے ترکہ میں بابت عوالی مدینہ طیبہ اور بعد رد دعوی ہبہ فدک حقیت فدک میں تہا اور وہ اسطرح ہے کہ حق
شانہ نے قران مجید میں در باب میراث یہان آیہ کریمہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین نازل فرمائی
ہے بنا بریں حضرت زہرا بھی وارث اپنے پدر عالی قدر حضرت رسول خدا کی تہیں اور تمام امت کو رسول خدا کی
جسطرح میراث اپنے آبا کی ملتی ہے اوسیطرح اونکو بھی ورثہ اور ترکہ اپنے باپکا پہونچا اس جہت سے کہ کوئی
تخصیص اسبات کی اس آیہ میں نہیں کہ تمام اشخاص امت مرحومہ رسول خدا کی تو اپنے باپونکا ترکہ پاوینگے
اور حضرت رسول خدا کی اولاد ورثہ سے محروم رہیگی چنانچہ اسی حجت سے حضرت زہرا نے ابوبکر سے اپنا حق
طلب کیا احمد حنبل نے اپنی مسند میں روایت کی ہے عن ابی الطفیل قال لما قبض رسول اللہ صلعم ارسلت فاطمۃ
الی ابی بکر انت ورثت رسول اللہ ام اہلہ قال لا بل اہلہ قالت فاین سہم رسول اللہ الخ یعنی ابی طفیل نے کہا ہے
وقتیکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی حضرت فاطمہ نے طرف ابی بکر کی پیغام بھیجا کہ تو وارث
ہوا رسول خدا کا یا اونکی اہل وارث ہوئی جواب دیا کہ میں وارث نہیں بلکہ اونکی اہل ہی وارث ہوئی یہ سنکر حضرت
فاطمہ نے فرمایا کہ کہاں ہے سہم رسول اللہ انتہی ملخصا اسیطرح اہل سنت کے اور علما نے بھی مانند ملا علی قاری
وغیرہ کی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے فللہ الحمد کہ وارث ہونا حضرت فاطمہ کا اقرار ابی بکر کتب سے اہل سنت
کی ثابت ہو گیا **دوسری** دلیل اسپر یہ ہے کہ حضرت فاطمہ نے دعوی وراثت کیا اگر کوئی شخص ناجائز طور سے
دعوی وراثت کو در باب فدک یا دیگر متروکات جناب رسول خدا صلعم میں طرف سے حضرت زہرا کے تجویز کرے

ایسی صورت مین عاقلین با ایمان اوس شخص کو جواب دیوین بہلا اگر حضرت فاطمہ علیہا السلام زہرا البتول ناجائز اپنے باپ کے ترکہ مین رو برو سے ابوبکر دعوی پیش کرتین تو حضرت امیر علیہ السلام اونکو اسکی اجازت کیون دیتے اور خود اونکی ذات قدسی صفات پر بہی ہم ایسا امر بیجا تجویز نہین کر سکتے اور اگر وہ دعوی جہوٹا اور ناروا تہا تو حضرت امیر نے اونکو اس سے کیون نہ باز رکہا بلکہ خود بنفس نفیس وقت طلب ورثہ حضرت زہرا جناب امیر ہمراہ اون معصومہ کے نزد ابوبکر گئے چنانچہ کنز العمال مین کہ جو بڑی معتبر کتاب اہل سنت وجماعت کی ہے یہ روایت مذکور ہے عن ابی جعفر قالت جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب میراثہا وجاء عباس بن عبد المطلب یطلب میراثہ وجاء معہما علی فقال ابوبکر قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فقال علی ورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر ہو ہکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم فقال علی ہذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا ونصرفوا انتہی یعنی ابی جعفر سے منقول ہے کہ حضرت فاطمہ بسوی ابوبکر تشریف لائین اپنے پدر عالی قدر کی میراث طلب کرنے کے لئے اور حضرت عباس بن عبد المطلب اپنی میراث مانگنے کے لئے آئے اور حضرت امیر ساتہ حضرت فاطمہ کے تہے ابوبکر نے کہا رسول خدا نے فرمایا ہے کہ مین ترکہ نہین چہوڑتا جو چہوڑتا ہون وہ صدقہ ہے پس حضرت امیر نے اسکے جواب مین آیہ کریمہ وورث سلیمان داؤد و آیہ کریمہ یرثنی ویرث من آل یعقوب تلاوت فرمائی انتہیٰ خلاصہ بقدر الحاجۃ اس روایت سے وہ مطلب ہمارا یہ اور بہی ثابت ہو گیا کہ اہل سنت رد دعوی توریث مین حدیث احاد اور موضوع اور مکذوب اور باطل زبانی اپنی خلیفہ اول کے کہ جسکا نفع خاص اوس کے قائل کے لئے ہے پیش کرتے ہین وہ حدیث موضوع یہ کہ نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہم گروہ انبیا نہ تو ورثہ پاتے ہین اور نہ ورثہ چہوڑتے ہین جو کچہ کہ چہوڑتے ہین وہ صدقہ ہے تو بحمد اللہ اسکا بہی موضوع ہونا حضرت امیر کے اس فرمانے سے عیان ہو گیا کہ جسوقت ابوبکر نے جواب مین حضرت زہرا کے حدیث موضوع کرکے بیان کی تو جناب علی نے اوسکے رد مین دو آیہ قرانی تلاوت فرمائین کہ جس سے انبیاء سابقین کا ورثہ چہوڑنا اور اونکی اولاد کا ورثہ پانا مانند آفتاب نیمروز روشن اور عیان ہوتا ہے اور صریح معنی اون آیات کے اس حدیث موضوع کے برخلاف ہین پہر جو برخلاف فرمودہ جناب امیر کوئی شخص صریح معنی اون آیات کے اپنے دل سے بناکر پیش کرے یا بیجا قرینے پیدا کرکے تاویلات رکیکہ نا واقفون اور کم علمون کے بہکانے کے لئے پیدا کرے بہلا وہ کسطرح قابل قبول کرنیکے ہوگی کیونکہ اوس مین مخالفت حضرت امیر کے فرمانے کی ہے اور جیسا کہ حضرت امیر قران اور اوسکی تفسیر کو جانتے ہین دوسرا مانند اونکی ہرگز نہین جان سکتا چنانچہ حدیث نبوی انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور حدیث علوی سلونی عن کتاب اللہ فواللہ ما من آیۃ

انیہ الاداناء اعلم المبل نزلت ام نہبار ام فی سہیل ام ...
نے حدیث موضوع نحن معاشر الانبیا کو بیرگز ...

اور علاوہ برین دیگر دلائل اوسکے باطل اور موضو...
ہوگیا حق حضرت زہرا کا ترکہ مین اونکی پدر عالی قد...
مخالف انکار نہین کرسکتا **قولہ** بدرئیہ میراث او...
و نفائس لطیفہ منہا ان اموالہم ہی اموال اللہ تعو...
مجرد التولیۃ من اللہ تعو لئلا یتخافون المواخذۃ علی...
انما ہی علی الملکیۃ المستقلۃ لا علی التولیۃ الصرفۃ و...
عیال اللہ تعو فہو فی حیوتہم و بعد مماتہم ایضا صدقۃ...
واسوار لا نزیۃ للتسبیۃ علی غیر النسبیۃ و منہا انہم...
محصنات لم یتوف عنہن ازواجہن و لذا الیف...
ہکذا المیراث فانہ لیس فی اموال الانبیاء و منہ...
فیہلک بدینہ و اسلامہ و عندا یانہ بذلک الوجہ...
الورثۃ و منہا انہ جعل ترکتہم صدقۃ ولم یجعل میر...
قولہ فلتہ الحمد کہ وارث ہونا اوہ **اقول** لو سلم...
وارث ہوا تو حضرت کے میراث لیلو بالجملہ بالقوۃ...
علمی ہی کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ **قولہ** اگر کو...
المیراث اکلا لما کا ارادہ کیا تہا اور اونکی شا...
نہین کہ کسی وا انکو دون اور اسکا حق میر...
دعوی میراث کیا تہا اور رد حدیث موضو...

صدیق کے بیان سے ثابت در سول...

من رسول اللہ اعلم کذا فی اللغۃ البیضا کہکر...
تبلک الخ کذا فی شرح نہج البلاغۃ اب دو...

انبیاء الا وانا اعلم المبیل نزلت ام نہارا ام فی سہل ام فی جبل وغیرہا سے جو بہ ظاہری پس ثابت ہو گیا کہ جناب امیر
نے حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء کو ہرگز قبول نفرمایا اور قرآن مجید سے سند لا کر اوسے رد کر دیا
اور علاوہ برین دیگر دلائل اوسکے باطل اور موضوع اور مکذوب ہونیکے عنقریب مذکور ہونگے الحمد للہ کہ ثابت
ہو گیا حق حضرت زہرا کا ترکہ مین اونکے پدر عالی قدر جناب رسول خدا کے اور فدک مین بذریعہ ہبہ ایسا کہ کوئی
مخالف انکار نہین کر سکتا قوله بذریعہ میراث اہ اقول اعلم ان فی انتفاء المیراث عن اموال الانبیاء اسرارا دقیقۃ
ونفائس لطیفۃ منہا ان اموالہم ہی اموال اللہ تعالی فہم لا یتصرفون فیہا علی وجہ الملکیۃ المستقلۃ بل تصرفہم انما ہو علی وجہ
مجرد التولیۃ من اللہ تعالی لئلا یخافون المواخذۃ علیہا فی یوم الحساب من این اکتسبت وفیما صرفت لان ہذہ المواخذۃ
انما ہی علی الملکیۃ المستقلۃ لا علی التولیۃ الصرفۃ ومن ہہنا ثبت انہ لا زکوۃ فی اموالہم فان المال مال اللہ تعالی والخلق
عیال اللہ تعالی فہو فی حیوتہم وبعد مماتہم ایضا صدقۃ علیہم لا محالۃ ومنہا ان الانبیاء آباء اممہم فالامۃ کلہا ورثتہم علی
السواء لا ترجیح للنسبیۃ علی غیر النسبیۃ ومنہا انہم احیاء فی عالم البرزخ ولذا حرم علی ازواجہم نکاح آخر بعدہم کانہن
محصنات لم یتوف عنہن ازواجہن ولذا ایضا لیس علیہن عدۃ الوفاۃ کان ازواجہن احیاء لم تعترہم الموت
فکذا المیراث فانہ لیس فی اموال الاحیاء ومنہا انہ لو کان فی اموالہم میراث لتمنی بعض ورثتہم موتہم بحب المال
فیہلک بدینہ واسلامہ وعند ایمانہ بذلک الوجہ ومنہا انہ لو کان فی ترکتہم میراث لظن علیہم انہم یجمعون المال لحب
الورثۃ ومنہا انہ جعل ترکتہم صدقۃ ولم یجعل میراثا لیصل الیہم ثواب الصدقۃ دائما ابدا ہذا واللہ اعلم بالصواب
قوله فللہ الحمد کہ وارث ہونا اہ اقول لو سلم پس مراد یہ ہے اگر وارث ہوتین تو تم ہی ہوتین مین نہ ہوتا نہ یہ کہ تم بالفعل
وارث ہو اور حضرت کے میراث لیلو بالجملہ بالقوۃ کو بالفعل پر محمول کرنا اور ما بین اونکے امتیاز نہ سمجھنا خوب تمہاری خوبی
علمی ہے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ قوله اگر کوئی شخص اہ اقول یہ کوئی نہین کہتا کہ حضرت زہرا نے وہ تاکلون
التراث اکلا لما کا ارادہ کیا تہا اور وہ نکی شان وتحبون المال حبا جما کی تہی یعنی حب مال کے وجہ سے وہ یہ چاہتی
تہین کہ کسی طرح اونکو وہ زمین مل جاوے لیکن ہم یہ کہتے ہین کہ انہون نے بموجب ظاہر عموم قرآن کے
دعوی میراث کیا تہا اور ورود حدیث مخصص کا عموم کے اوسوقت اونکو علم نہین تہا جب علم ہو گیا حضرت

صدیق کے بیان سے تب انت ورسول اللہ اعلم الا انا ابا لک لعدم قبول ہذا وفی روایۃ اخری انت
من رسول اللہ اعلم کذا فی اللغۃ ایضا کہکر آزاد ہو گئین اور حضرت صدیق سے ہرگز ناراضی نہ رہین کہ وصیت
فہلک الخ کذا فی شرح نہج البلاغۃ اب دوست شاد مین اور دشمن برباد ہو تو ابن المطہر قوله تو حضرت امیر اور

اقول حضرت زہرا کا دعوی میراث کچھ جناب ابوبکر کی اجازت پر موقوف نہین تھا فلم لا یجوز کہ انہون نے بلا اطلاع اونکی یہ دعوی کیا ہو اور قبل از اطلاع ہی حضرت صدیق سے فیصلہ کر کے راضی ہو گئی ہون مبارک باد دوست شاد و دشمن برباد اور اگر بعد اطلاع بھی ہو تو شاید یہ حدیث اوسوقت تک اونکے نزدیک محمول اوپر اموال خاص کی مثل نقد و دراہم و دنانیر کی ہو پہر بعد کو انہون نے رجوع کیا ہو خصوص سے طرف عموم کے پس معنی ظاہری متفق علیہ پر اپنی خلافتین عملدرآمد کیا ہو بالجملہ عدم ممانعت از طلب یہان دلیل قطعی اسکی نہین ہو سکتی کہ یہ حدیث جناب امیر کو معلوم تھی اور آپ اسکی خبردار نہین تھے للاحتمال المذکور پس اگر اپنی جناب سیدہ کی جانب سے باوجود علم اس حدیث کی مطالبہ بھی کیا ہو تو کیا بعید ہے واللہ اعلم بالصواب **قولہ** چنانچہ کنز العمال ۱۰ **اقول** بر تقدیر تصحیح نقل جناب امیر کا عملدرآمد موافق اولین کے اپنی خلافتین یقینا ہمکو اس قسم کی روایا کو جو اوسکی مخالف ہون جہوٹا بناتا ہے اور ہمکو یقین دلاتا ہے کہ اس قسم کی روایات جملہ موضوعات اون منافقون کے ہین کہ جو وقت استیلا و غلبہ ہمارے ذرایتہ تقیہ سواری و محقق بودہ خود را شافعی و حنفی منمودند کذا فی مجالس المومنین وغیرہ واللہ اعلم بالصواب و بالجملہ یہ روایت کو اسکی تسلیم کرنے مین جناب امیر کی محبت ہر چند کہ آیات قرآنی سے ہی مگر کمال ضعیف ہوی جاتی ہے اسوجہ سے کہ کتاب اللہ تو ناطق بہ تجسیم و تشبیہ بھی ہے تو اتنا ہی کہدینا کہ ہذا الکتاب اللہ ینطق قائلین تجسیم و تشبیہ کو بھی ہمارے مقابل مین ممکن ہو سکتا ہے ہان اگر جناب امیر در جواب قول ابی بکر کہ انت واللہ تسلم مثل ما اعلم یون فرماتے کہ واللہ لا اعلم الا [illegible] تو البتہ پوری پوری دلیل تمہاری ہوتی و اذ لا فلا و لیس فلیس **قال وجوہ انتزاع فدک قبضہ سے جناب فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کی پہلی وجہ** فدک کے آمدنی سے یہ تجویز کیا کہ حضرت زہرا اور جناب شیر خدا علی مرتضی کو ہم سے کسیطرح بے تعلقی نہو اور حضرت امیر اور جناب فاطمہ زہرا ہمیشہ ہماری دست نگر رہین اور انپر ہمارا قابو رہے اور کم نفوذ ہو کر خلافت کی طرف خیال نکرین **دوسری** لے لینے والونکے یہ اوس سے نفع مقصود تھا خواہ اوسکی آمدنی اپنے صرف مین لاوین یا اپنے ہاتھ سے غیرون کو تقسیم کرین اور نیز جو جسکے ہاتھ سے نفع اوٹھاینگا وہ تو اوسیکا دم بھریگا اس صورت مین انہون نے خیال کیا کہ خلق اللہ ہم سے نفع [illegible] ہی جانیگی اور حضرت امیر کیطرف [illegible] جاے گی پس ہماری خلافت مین کچھ نقصان ہوگا **تیسری** لے لینے والون نے یہ سمجھا کہ اگر مقدار کثیر یعنی ایک لاکھ اور بیس ہزار روپیہ کی سالانہ آمدنی اگر اس طرح اونکی دنیا مین [illegible] اہل دنیا انکی توقیر زیادہ ہوگی اور لوگ انکی طرف رجوع ہونگے دوسرے بسبب اپنی [illegible] آپ [illegible] کرین گے اور تمام آمدنی لوگون کو تقسیم کر دیا کرین گے تو خلق خدا انکے فیضیاب ہو کر انہیں کو ہادی اور

اور انہیں کو امام کہیگی پہر ہمکو کون پوچھیگا ہم نے جو تدابیر بسیار درباب حصول خلافت نبی کی ہین اور جو اوسکو حاصل کرپایا ہی وہ ساختہ اور پرداختہ اور کوشش بلیغ ہماری بالکل جاتی رہیگی ہماری تو خلافت پر زوال آجائیگا لوگ حضرت امیر ہی کو امام جانینگے اس حالت مین بہتر اس سے کوئی تدبیر نہین جسطرح ممکن ہو فدک کو اپنی لیلو یہ سمجھکر اوسے لے لیا واقعی یہ تدبیر اونکے موافق حصول امور دنیا بڑی نیک تہی چنانچہ یہ تیر اونکی تدبیر کا پوری طرحسے نشانہ پر بیٹہا اور مطلب دلی اونکا جیسا کہ چاہئے ویسا ہی بر آیا اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے وجہ فدک کی لیکر واپس نہ دینے کی یہ لکہی ہی کہ در صورت حضرت عباس و ازواج مطہرات نیز دعاوی طلب واکردہ برائے خود ہمین قسم زمینہا و دیہات می خواستند وکار بر ابوبکر تنگ می کردند مین کہتا ہون کہ اصل یہ نہین ہی کہ جو شاہ صاحب نے تحریر فرمایا بلکہ درحقیقت وہ اور ہی وجہ ہی کہ جسکے سبب سے جناب خلافت مآب نے فدک لیکر اور دعوی حضرت زہرا کی تصدیق نکرکر واپس نہ دیا وہ وجہ یہ ہی کہ اونہون نے اپنے دل مین یہ تصور فرمایا کہ اگر حضرت زہرا کے دعوی کرنے پر بینے انکو آج فدک دیدیا تو حضرت امیر انکے شوہر اپنی خلافت کا دعوی تو کر ہی رہے ہین یہ حضرت کل کو اونہین لیکر اپنی خلافت مانگنے کی لئے آکہڑی ہونگی اگر فدک دیدونگا تو خلافت بہی ضرور دینی ہوگی چنانچہ یہی وجہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین علی فارقی مدرس مدرسہ عربیہ بغداد شافعی مذہب سے نقل کی عبارت اوسکی یہ ہی

لو اعطاہا الیوم فدک بمجرد دعوہا لجاءت الیہ غدا وادعت لزوجہا الخلافۃ اور یہ عبارت درمیان ایک عبارت طولانی کے واقع ہی وہ یہ ہی قال سئلت علی بن علی الفارقی الشافعی مدرس المدرسۃ العربیۃ ببغداد فقلت لہ الا کانت صادقۃ قال نعم فقلت فلم لم یدفع الیہا ابوبکر فدک وہی عندہ صادقۃ فتبسم ثم قال کلاما لطیفا مستحسنا مع ناموسہ وحرمتہ وقلۃ دعابتہ قال لو اعطاہا الخ بہلا ناواقف لوگ ان باتونکو کیا جانین اور کم علم بیچارے بڑی بڑی کتابون کے مضامین پر کسطرح مطلع ہون جیسا کہ طرفداران آخذین فدک نے ایک دو بات ادہر اودہر کی بیان کردی یا ایک دو تاویل رکیک تبلا کے بہلا دیا ویسا ہی اونہون نے مان لیا اور اوسکو صحیح اور سچ جان لیا بعضے ناواقفون اور جہال کے دل مین طرفداران غاصبین ارث و حق بتول کی محبت اسطرح ذہن نشین کردی ہی کہ اونکی ذہن مین ایسی تقریرین کسطرح نہین آتین وہ تو کسطرح نہین مانتے کہ حضرت ابوبکر نے ایسا کیا ہو اگر وہ لوگ بہی اس تقریر کو کہ علما کی کتابون سے ماخوذ ہے پورے پورے طور سے غور کرکے سمجہین تو انکا یقین ہی کہ اونکے ذہن مین آجائیگی خصوصا کم علم لوگ ہمارے دیار کے

عربی اور فارسی زبان کی کتابون سے فیضیاب نہوتے تھے اور اچھی طرح یہ حال اونکی سمجھ مین نہ آتا تہا
چونکہ یہ تقریر اون کی زبان مین ہی لہذا اس سے وہ لوگ بہت بڑا نفع اوٹہاوینگے انکا حاصل بعد ثبوت حق و
دعوی صحیح حضرت زہرا فدک اور وراثۃ حضرت ختم الانبیا مین اور بعد بیان وجوہ اخذ فدک اور وجہ واپس ندینے
فدک کے حضرت زہرا کو باوجود اونکی حق ثابت ہونیکے جو نتیجہ اوس سے برآمد ہوتا ہی اوسکو عرض کرتا ہون۔

قولہ وجوہ[۱] انتزاع فدک اہ **اقول** یہ وجوہ بہت پسندیدہ علما پسند مین انکو آپنے ذہن کی رسائی سے گویا عجیب
گلکتراشی کی ہی اگر ہمکو بہی اجازت ہو تو ہم بہی تمہاری تقلید سے کچھ کہین کہ شاید وجوہ انتزاع یہ ہون کہ اول تو
انتزاع اوسکا شاید اس غرض سے اونہون نے کیا ہوگا کہ تاکہ یہ حضرات اوسکی تحصیل اور حفاظت اور صرف کے افکار
غیر متناہیہ سے محفوظ رہین اور فراغ بال انکی مین واسطے عبادت و آسایش وغیرہ کے بوجہ اون افکار کے [illegible]
واقع نہو دوسرے کثرت مال اکثر منجر ہو جاتی ہی بستی دین ہونیکو چنانچہ کسی نے کہا ہی کہ گر بدولت برسی [illegible]
تکرو ہی مردی تو شاید انہونے یہ سمجھا کہ مبادا کوئی انہین سے مال کو مال مست ہو جاوے اور خاندان نبوتکو بٹہ [illegible]
سوم یہ کہ جہان مال ہوتا ہی وہان چور اور ڈکیت دشمن مال ہوکر دشمن جان ہو جاتے ہین تو انکے مال کی [illegible] سے
دشمن جانی پیدا ہو جاوینگے لہذا انکے حقمین انتزاع ہی بہتر تہا اسے اب آپ ان ہماری وجوہ پر اپنی وجوہ کو
ترجیح تو دیجئے بھلا ہم بہی تو دیکہین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین

قولہ مین[۲] کہتا ہون اہ **اقول** تم جو کچھ چاہو سو کہو مثل مشہور ہی کہ مارتی کا ہا[illegible] جاتا ہے مگر کہنے کی زبان
نہین پکڑی جاتی مین حضرت فاطمہ ہی سے تعجب کرتا ہون کہ انہونے اپنے جناب شوہر کی خلافت کا دعوی
اپنے دعوی فدک کی نسبت کیون کلے پر رکہا تہا اول اگر حضرت ابوبکر کو کوشش کرکے یہ معزول خلافت سے
کرپاتین تو فدک کا جہگڑا کہان رہتا فدک کی طلب سے تو خلافت کی تسلیم پائی جاتی ہی علاوہ برین میری آنکہ سے
کتب شیعہ مین کوئی روایت طلب خلافت کی جناب سیدہ سے نہین گذری بلکہ انکی روایات کے دیکھنے سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ جناب سیدہ کو سوای اپنے دعوی فدک کے دعوی خلافت سے کچھ سروکار ہی نہین تہا و ہمچنین
جناب امیر کو بہی سوای دعوی خلافت کے دعوی فدک مین کچھ اہتمام نہین تہا چنانچہ الفاظ ناشایستہ و نابایستہ
اسوجہ سے جو جناب سیدہ نے جناب امیر کو کہے وہ آپکی کتب احتجاج وغیرہ مین موجود ہین نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ

قولہ خلافت[۳] کی [illegible] **اقول** حضرت صدیق کو یہ اندیشہ حضرت زہرا سے کیونکر کوئی تجویز کر سکتا ہی
حالانکہ وہ اگر فدک کو واپس دیتے تو اپنی طرف سے وثیقہ بھی لکہتے چنانچہ کلینی کی روایت مین واپس دینا جو لکہا ہی تو وثیقہ بھی لکہے

کے ساتھ ہر لکھا ہی اور جب وثیقہ اپنی طرف سے لکھتے اور لکھا تھا تو اوسپر بالضرور اپنی مہر یا دستخط بھی بعنوان خلافت
ثبت کرتے اور کئے ہونگے اور اوسکو جناب زہرا جب استناد کیواسطے لی تین یا لیا تھا تو انکی خلافت کو قبول
و تسلیم بالضرور کرتین اور کیا تھا تو پھر کس کی سونہہ سے وہ کل کو خلافت مانگنے آئیں تھیں بالجملہ یہ مخاطرہ حضرت صدیق
کو ہوتا اور ہونیکی لائق نہیں **قال تعجبہ** تقریر کتب اہل سنت مین مسطور ہی کہ جب حضرت زہرا فدک اور ورثہ ملنے
سے ناامید ہوئین اور خلیفہ اول اہل سنت نے واپس دینے سے انکار کیا تو حضرت زہرا غضب مین آئین
اور وہ معصومہ رنجیدہ ہوئین چنانچہ صحیح بخاری مین کہ نزد اہل سنت حلیف کتاب باری ہی بعد دعوی حضرت
فاطمہ یہ مذکور ہی فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فہجرتہ فلم تکلم حتی توفیت و
عاشت بعد النبی ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابا بکر وصلی علیہا یعنی انکار کیا ابوبکر
نے اس امر سے کہ واپس دے حق حضرت فاطمہ زہرا کو پس وہ معصومہ جگر گوشہ رسول خدا یعنی فاطمہ زہرا ابوبکر
پر غضب مین آگئین پس ہجران کیا یعنی چھوڑ دیا ابوبکر کو پس کلام نکیا اوس سے یہانتک کہ وفات پائی اور
زندہ رہین وہ معصومہ چھ مہینے دفن کیا اونکو اونکے شوہر علی ابن ابی طالب نے رات کو اور ابوبکر کو خبر تک نہ کی
اور حضرت نے انکی جنازہ پر نماز پڑہی اور نماز پڑہنے کو بھی اونکی جنازہ پر منع فرمایا انتہت خلاصتہ و نیز یہ حدیث غضب
حضرت زہرا کی ابوبکر پر صحیح مسلم مین کہ جو اہل سنت کی نزدیک اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہی کتاب الجہاد مین مسطور
ہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین ترجمہ بخاری کی روایت کا اسطرح لکھا ہی پس در غضب
آمد فاطمہ پس ہجران کرد ابوبکر را پس ہمیشہ بود ہجرت کنندہ مر او را تا آنکہ وفات یافت و در تقریر اشکال اموال نبی الفیٔ
بعد کہا ہی برنگشت از غضب تا آنکہ بابتدا او کشیدہ و تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را انتہی جبکہ غضب حضرت
زہرا کا بڑی بڑی معتبر کتابون سے اہل سنت کی ثابت ہوگیا تو اب یہ دوسرا امر اور بھی سمجھنا چاہیے کہ حضرت
رسول مقبول نے فرمایا ہی یا فاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبک و یرضا لرضاک یعنی ای فاطمہ بتحقیق اللہ تعالی غضب
مین آتا ہی سبب تیرے غضب کے اور راضی ہوتا ہی تیری رضامندی سے چنانچہ یہ حدیث شریف
کنز العمال ملا علی متقی و صواعق محرقہ ابن حجر اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور مفتاح النجا فی مناقب آل العبا تصنیف
مرزا محمد بدخشانی اور اسد الغابہ وغیرہا کتب معتبرہ اہل سنت مین منقول ہی عبارت صواعق محرقہ کی یہ ہی۔
اخرج ابو سعید فی شرف النبوۃ و ابن المثنی انہ صلعم قال یا فاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبک و یرضا لرضاک و
ابن النجار ایضا اور روایت کنز العمال وہ یہ ہی عن علی قال قال رسول اللہ لفاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبک و

و یرضا لرضاک غرض اسی کتاب میں ہے ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ و یرضی لرضاہا پس اس حدیث شریف سے
یہ امر ثابت ہوا کہ بسبب غضب حضرت فاطمہ زہرا اللہ تعالیٰ بھی ان لوگوں پر غضبناک ہوا کہ جن لوگوں پر حضرت
زہرا غضبناک تہیں اور شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں کہ بڑی معتبر کتاب اہل سنت کی ہے اور الحال پیش نظر
حقیر حاضر ہے یہ لکھا ہے و بصحت پیوستہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاہا فقد اذانی ومن
اغضبہا فقد اغضبنی و نیز آمدہ است کہ ان اللہ یغضب بغضب فاطمۃ و یرضی برضاہا انتہی پس بموجب اس حدیث
کی کہ حسب تحریر شاہ عبدالحق محدث جلیل القدر اہل سنت صحت کو پہونچی ہے ایذا فاطمہ زہرا کی ایذاے حضرت
رسول ہے اور غضب حضرت زہرا کا درحقیقت غضب جناب رسول خدا کا قرار پایا پس بسبب غضب فاطمہ زہرا
جناب رسول خدا بھی غضب میں آئے اور اونکو بھی ایذا پہونچی پس منصف لوگ خود فرماویں کہ جو شخص خدا و
رسول کو غضب میں لاوے اور خدا و رسول اوس پر غضبناک ہوں وہ شخص کیسا اور جبکہ ایذا فاطمہ زہرا کی خدا
و رسول کی ایذا ہے اور یہ امر احادیث کتب معتمدہ اہل سنت سے خوب ثابت ہو لیا تو اب یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ
جل شانہ سورۂ احزاب میں فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لہم
عذابا مہینا یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اوسکے رسول کو اونکو لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت
میں اور رکھی ہے اللہ نے اونکے واسطے ذلت کی مار جو نتیجہ ان مقامات سے برآتا ہے عاقل با ایمان خود سمجھ
لیوین میں کچھ نہیں کہتا ہون فقط روایات اہل سنت اونکی معتبر کتابون سے اور آیہ قرآنی نقل کر دی ہے اور علی ہمدانی
شافعی نے کتاب مودۃ القربیٰ میں کہ جو عمدہ کتاب اہل سنت کی ہے اور اسوقت پیش نظر حقیر حاضر ہے
یہ حدیث لکھی ہے عن زاذان عن سلمان قال قال رسول اللہ یا سلمان من احب فاطمۃ ابنتی فہو فی الجنۃ معی و من ابغضہا
فہو فی النار یعنی فرمایا رسول خدا صلعم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہ اے سلمان جس شخص نے دوست
رکھا میری بیٹی کو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا اور جس شخص نے اوسکے ساتھ بغض رکھا وہ دوزخ
میں جائیگا پھر حضرت رسول خدا فرماتے ہیں یا سلمان حب فاطمۃ ینفع فی مائۃ من المواطن ایسر من تلک
المواطن الموت والقبر والمیزان والمحاسبۃ فمن رضیت عنہ ابنتی فاطمۃ رضیت عنہ ومن رضیت عنہ
رضی اللہ عنہ ومن غضبت علیہ ابنتی فاطمۃ غضبت علیہ ومن غضبت علیہ غضب اللہ علیہ یا سلمان
ویل لمن یظلمہا و یظلم بعلہا علیا و ویل لمن یظلم ذریتہا و شیعتہا یعنی اے سلمان فاطمہ کی دوستی سو مقاموں
میں نفع بخشیگی کہ زیادہ آسان اون میں موت اور قبر اور میزان اور محاسبہ ہے پس جس شخص سے راضی ہوئی میری بیٹی فاطمہ

فاطمہ ہین اوس شخص سے راضی ہوا اور جس شخص سے مین راضی ہوا اوس سے اللہ راضی ہوا اور جس شخص
پر میری بیٹی فاطمہ غضبناک ہوئی مین اوس پر غضبناک ہوا اور جس پر مین غضبناک ہوا اوس پر خدا غضبناک ہوا ویل
ہے واسطے اوس شخص کے کہ اوس پر اور اوسکے شوہر علی پر ظلم کرے اور ویل ہے واسطے اوس شخص کے کہ اوسکی
اولاد اور اوسکے دوستون پر ظلم کرے انتہیٰ خلاصہ اس حدیث سے یہی صاف ظاہر ہے کہ حضرت رسول خدا
نے اون ظالمون سے کہ جو حضرت زہرا اونکی بیٹی پر اور جناب امیر المومنین علی شوہر حضرت فاطمہ اور اولاد
امجاد اور اونکی دوستو پر ہونیوالی تہی اول ہی خبر دیکر اونکی ظالم کے حق مین بد دعا فرمائی تہی اور غضب کو
اپنی دختر اور پارہ جگر کی موجب غضب خدا اور اپنے غضب کا فرمایا ہے اب انصاف پسند لوگ آیہ مذکورہ کو ملاحظہ
فرماکر نتیجہ نکال لین قولہ نتیجہ تقریر اہ اقول ہہ نتیجہ وہ ثمرہ ہے کہ جسکو تم پریشان جہوٹی سچی روایات و
اقوال سے اندہی تنکیہ بہید تمام استنتاج فرماتے ہو اور ایمان اپنا گروانتے ہو اس ثمرہ و نتیجہ سے تو تمام دین و ایمان
تمہارا تباہ و برباد ہوا جاتا ہے اور ہو گیا اگر تمکو تقیہ نہین ہوتی و لکن لا تشعرون افسوس صد افسوس اس ثمرہ اور
نتیجہ کو ذرا آیہ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس اور آیہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم پر اور اون احادیث
کلینی پر کہ جسقدر رسالہ قول فصل مین وسیع مین عرض کرکے دیکہو تو کہ پہر ثمرہ و نتیجہ پر آتا ہے اور کیا وعدہ وکہاتا ہے
خدا کے واسطے یہ تو کہو کہ خدا نے اپنے احکام او امر و نواہی اور وعد و وعید کے ساتھ اورون ہی کو مکلف کیا ہو یا
انپر بہی کچہ تکلیف رکہی ہے کیا اور لوگ تو بشرط کظم غیظ اور عفو عن الناس واللہ یحب المحسنین کی نعمت سے اور الا تحبون
ان یغفر اللہ لکم کی کرامت سے فائز ہونگے اور یہ بلا اس شرط کی ہونگے کیا بموجب حدیث کلینی ان اللہ لیکون مظلوما
فاید ال بدعو حتی یکون ظالما کے اور یہ کوئی مظلوم اپنے ظالم کو کوسنے کاٹنے سے ظالم ہو جاتا ہے یا یہ بہی ہو جاتے ہے
کیا اور یہ الحرقی حدیث الرجل لیغضب فما یرضی ابدا حتی یدخل النار کا مصداق ہو سکتا ہے یا یہ کہی ہو سکتی ہین ہو نہین اور
اپنے دین کو برباد نکرو ان مقدمات اور اس نتیجہ کے اثبات مین تمہارے دین کی خیر نہین ہوتا ہو سو ہو و لکن لا تشعرون
الغرض ہمارا اعتقاد تو یہی ہے کہ اہلبیت رسول اللہ اور اصحاب رسول اللہ سب آپس مین بحکم رحماء بینہم شیر و شکر تہے
اور جو کچہ باہم انکے از قسم مشاجرات ہوئے ہین صحیح اونمین سے محمول اوپر محامل نیک مین اور ناشی ہین خطاء اجتہادی سے
نفسانیت کو اونمین ہرگز دخل نہین اور تمہارا اختیار یہ ٹہرا ہے کہ انکے آپس مین چہری کٹاری ہو جوتی پیزار ہی تہی ہوئی اچہی
روایات ڈہونڈ ڈہونڈ کے تم انکے باہم یہی ثابت کرتے ہو کہ اوسنے فلان سے کہی اور یہی جوت اوسنے ایذا دی اور
اوسکی جہوٹ نعوذ باللہ تم نعوذ باللہ تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ہدا قولہ چنانچہ صحیح بخاری

اقول تو ابتشت صحیح بخاری جو اصح الکتب بعد کتاب الباری ہمارے نزدیک بہی مگر جیسی کہ یہ امر ثابت
و منکشف ہوا ہو کہ وقت استیلا و غلبہ ہمارے اعدا ہمارے بخوف سرکوبی اپنی کے نقال و سیوف ہمارے مصداق
مردوا علی النفاق لا تعلمہم کے ہو کر در زاویہ تقیہ و نفاق متواری و مختفی بودہ خود را شافعی و حنفی منمودند کما فی مجالس
المومنین وغیرہ تب ہی ہمکو اوسکی صحت مین اندیشہ پیدا ہو گیا ہی کہ بعید نہین کہ اس قسم کی روایات مبطلات و مشکلات
مذہب ہمارے کی کار سازی سے انہوں منافقون کی اس کتاب مین بہی وارد ہو گئی ہون اور جبکہ جناب رسول مقبول
نے باوجود فراست نبوت بدون وحی اپنے وقت کی مردوا علی النفاق کو نہین پہچانا کہ لا تعلمہم نحن نعلمہم تو امام بخاری کا
تو کیا ذکر ہی کہ یہ تو معصوم بہی نہین تھے اور نہ فراست نبوت رکھتے تھے تو یہ کیونکر اپنے وقت کے اگلے پچھلے مردوا
علی النفاق کو پہچان سکتے تھے دیکھو تو کشف الغمہ مین در ذکر امام آخر الزمان لکھا ہی کہ الشیخ ابا عبد اللہ الکنجی
کان یسلیم لاہل السنۃ یعنی وہ تقیہ بالتقیۃ والبداء اور منہج الکرامۃ مین لایا ہی کہ قد رایت بعض الائمۃ الحنابلۃ
یقولون انی علی مذہب الامامیۃ فقلت لم تدرس علی مذہب الحنابلۃ فقال لیس فی مذہبکم البغلات والمشاہرات پس
جب ایسے ایسے منافق ہو گذرے ہین تو کیا کچھ کار سازیان انہوں نے تخریب مذہب مین ہمارے نفرمائی ہونگی اب وہ
دو ہی روایات تو نہی ہونگی اور کب انہوں نے اجتہادات نہ کئے ہونگے کو منا وفیقہ ہماری روایات و مجتہدات کی تخریب
مین فرو گذاشت کیا ہو گا خیر اب ہم خاص اس روایت بخاری مین یہان یہ عرض کرتے ہین کہ قاعدہ اصول کا بین الفریقین
یون مقرر ہوا ہی کہ جو روایت بعد ثبوت صحت کے یقینا بلکہ ثبت بہی بظاہر خود اگر مخالف دلائل قطعیہ یقینیہ عقلیہ و نقلیہ
کی ناطق ہو تو ضرور بالضرور اوسکو تاویلات سدیدہ ماول اور محامل نیک پر محمول کرنا واجب ہی اور اگر کوئی تاویل
میسر ہو سکی تو اوسکو از قسم متشابہات قرار دیکر خاموش ہو رہنا ضروری ہی تو یہ روایت بہی چونکہ بظاہر خود مخالف قطعیات
و یقینیات کے ہم پاتے ہین کہ وہ منقصت کرامت حضرت صدیق و جناب فاطمہ کا ہی لہذا ہمپر ضرور ہوا کہ اوسکو ہم بعد تسلیم
صحت روایت کے ماول تاویلات سدیدہ کرین ورنہ مثل متشابہات کے معرض عنہا و لا یلتفت الیہا گردانین
دیکھو کہ تمہارے شیخ ابو جعفر طوسی نے اپنی تفسیر تبیان مین نسبت اون روایات کی کہ جو وقوع تحریف پر قرآن شریف
مین دلالت کرتی ہین کیا لکھا ہی کہ فالاولی الاعراض عنہا و ترک التشاغل بہا لانہ یمکن تاویلہا و لو صحت لما کان ذلک
طعنا علی ما ہو موجود بین الدفتین فان ذالک معلوم صحتہ و لا یعترضہ احد من الامۃ بس ایسی ہی ہم بہی یہان لکھتے ہین
کہ فالاولی الاعراض عن مثل ہذہ الروایات و ترک التشاغل بہا الذین فی قلوبہم زیغ لانہ یمکن تاویلہا علی ما سبق
[illegible] و لو صحت لما کان ذلک طعنا علی الصحابۃ بین لا علی جانب الصدیق ولا علی جانب الزہرا فان فضلہا مقطوعۃ

صحته ومعلوم ثبوته ولا یغیر ضدا احد من الائمه الا اخوان الشیاطین فلا عیا باعتراضهم ولا یلتفت الی سفهاتهم والله تعالی علیٰ ما نقول

وکیل وهو یهدی من یشاء الی سواء السبیل **قوله** جبکه غضب حضرت زہرا کا **اقول** ہمکو تو یہ روایات منظور تہیا بھی

نہین ہو سکتین بوجہ اون روایات کلینی وغیرہ کی کہ جو فقیر رسالہ قول فصل مین مذکور ہین کہ ان العبد لیکون مظلوما

فما یزال یدعو حتی یکون ظالما ولا یفترق رجلان الا استحق احدہما البراءۃ واللعنۃ وربما استحق ذلک کلاہما فقیر المعتب

جعلنی الله فداک ہذا الظالم فما بال المظلوم فقال لانہ لا یدعو اخاہ الی صلته ولا یتعامس له عن کلامه سمعت ابی یقول اذا

تنازع اثنان فعاز احدہما الاخر فلیرجع المظلوم الی صاحبه حتی یقول ای اخی انا الظالم حتی یقطع الہجران بینه وبین صاحبه

الی قال قال رسول الله ایما مسلمین تہاجرا فمکثا ثلاثا لا یکونا خارجین عن الاسلام الحدیث والرجل لیغضب فما یرضی

حتی یدخل النار وشائد پس اگر حضرت فاطمہ کا غضب اور ہجرت اور بالخصوص مرتے دم تک او بالخصوص وہ بھی

انکی و استغنا حضرت صدیق کے فرض کیا جاوے تو یہ کیسی اعتقادی وسلطہ ہمکو تو بقیہ اعتقاد ہے الحمد لله رب العالمین کہ

ہمنو ایسا نکو سمجھتے ہین اور انا لله وانا الیه راجعون کہ تم نہین سمجھے **قوله** تو آپ پر بہ ادراہ **اقول** جبکہ خود جناب

رسول کو غضب فی بعض الاحیان بحکم قوله اللہم انی بشر فای ادعوت علی انسان فاجعل وعا ئی له الا علیه وایدہ

الی صراط مستقیم اور وہ ابن میثم فی شرحه علی نہج البلاغۃ خالی از مصرت تہا اور مستلزم غضب الہی کو نہین تہا تو حضرت

فاطمہ کا غضب بہی اگر فی بعض الاحیان ایسا ہی کچھ ہو تو کیا بعید ہے اور کیا محال لازم آویگا اور جواب تحقیقی یہ ہے

کہ مدح مین مبالغہ مستعمل ہوا کرتا ہے پس جو کلام کہ سرور دو جہان وارد ہو اوس سے ایسا کلیہ نہین حاصل ہو نیکا کہ جو واسطے

کبرویت شکل اول کے ہر جگہ قابل ہو تو فیما نحن فیه مین یون نہین کہ سکتے کہ ان ابا بکر قد غضبت علیه فاطمۃ وکلمن غضبت علیه فاطمۃ غضب الله علیه

لان ابا بکر کان معذورا بحدیث ابیہا فلا یعتبر غضبہا ان سلم وصح والله اعلم بالصواب علاوہ برین یہ کرامت وفضیلت

تو خدا تعالی اوسی شخص کو عطا فرماویگا کہ جسکے قلب سے اس صفت غضب کو بالکل منتزع و سلب فرماویگا ورنہ

ایسا شخص کہ کچہ تو بھی خوشی گہر مین خفا ہوتا ہو گا تو اوسکو یہ فضل و کرامت کا ہیکو عطا کریگا والله علی ما نقول وکیل

قال اب رہی یہ بات کہ شیخ عبد الحق محدث عظیم الشان اہل سنت نے جو شرح مشکوۃ مین لکہا ہے برگشت از

غضب تا آنکہ باستداد کشیدہ تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را پس اس تحریر سے اونکی یہ امر نہایت وضاحت کے

ساتہ عیان ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا تا وقت وفات خود ابوبکر سے ناراض رہین اور بموجب حدیث صحیح مسلم اور

صحیح بخاری لم تکلم حتی توفیت سے بہی یہی عیان ہے کہ حضرت فاطمہ تا وقت وفات خود ابوبکر سے نارضامند

رہین اور یہی مطلب ہے اور صحیح بخاری ہے کہ جو سب سے معتبر کتاب اہل سنت کی ہے یہ مذکور ہے لا تکلم المسلم ابا بکر

اشاره فوق ثلاث لیال یعنی حلال نہین مسلمان کو کہ چھوڑ دے اپنے بہائی مسلمان کو زیادہ تین رات سے اور
یہان تک تاوقت وفات حضرت زہرا کا چھوڑنا ابوبکر کو صحیح بخاری کتاب سے و نیز دیگر معتبر کتابون سے اہل سنت
کی ثابت ہو گیا ہے اب منصف لوگ فرماوین کہ اندرین صورت حضرت ابوبکر اہل عقل و ایمان کے نزدیک
کیا قرار پائی کوئی باایمان رسول کی بیٹی حضرت زہرا صلواة اللہ علیہا پر یہ گمان نہین کر سکتا کہ وہ نور چشم جناب
رسول خدا کہ جسکے واسطے جناب رسول مقبول فاطمة سیدة نساء اهل الجنة اور احب اهلی الیّ فاطمة فرماوین جیسا
نزل الابرار مین ہے اور یہ کتاب الحال پیش نظر حقیر حاضر ہے معاذ اللہ مرتکب فعل حرام اور ناجائز کی ہوئین بلکہ
ان روایات سے یہ امر ثابت ہوا کہ حضرت زہرا سیدة النساء ابوبکر کو مسلمان نجانتی تہین لہذا تا وقت آخر
کبہی اون سے ہمکلام نہوئین اور صاحب قول فیصل نے جو لکھا ہے کہ حضرت زہرا ہجران ابوبکر کیون کرتین اونکو حدیث
اس حدیث لا یحل لمسلم الخ کی ہجران ابی بکر حلال نہین تہا اگر کوئی اسکا معتقد ہو تو حضرت زہرا کے ایمان کے
معاذ اللہ ناقص ہو جاتے ہین پس یہ محض دہوکا دہی ہے اسلئے کہ ناراض رہنا جناب فاطمہ زہرا کا تا وقت وفات
خود ابوبکر سے اوس کی صحیحین مین مندرج ہے اوسکا کیونکر انکار ہو سکتا ہے تو ایسی صورت مین معاملہ بالعکس ہے
اس لئے کہ یہ ہجران حضرت زہرا کا سلب ایمان و اسلام ابی بکر پر بموجب روایات معتبرہ اہل سنت بڑی پکی دلیل
ہے اس جہت سے کہ اگر حضرت زہرا ابوبکر کو مسلمان جانتین تو کبہی تا وقت وفات خود بولنا نہ چھوڑتین اور
ہجران ابی بکر نکرتین اور اگر کوئی از راہ مکابرہ و برائے حفظ خلیفہ اول اس طعن سے کہے کہ ایذائے فاطمہ زہرا
خدا و رسول کی ایذا نہین اور نہ اوسکی حرمت ہماری نزدیک ثابت ہے تو اوسکے جواب کو احادیث مذکورہ کافی
ہین لاکن مزید توضیح ابن حجر کا بہی قول نقل کرتا ہون فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے
فی الحدیث تحریم اذی من یتأذی النبی بتأذیه لان اذی النبی حرام اتفاقا قلیله او کثیره و قد جزم بانه یؤذیه ما اذی
فاطمة فکل من وقع منه فی حق فاطمة شی فتأذت به فهو یؤذی النبی بشهادة هذا الخبر الصحیح ولا شی اعظم من ادخال الاذی
علیها حاصل یہ ہے کہ تحقیق ایذا نبی کی حرام ہے اتفاقاً قلیل ہو یا کثیر ہو اور یہ امر یقینی ہے کہ ایذا پاتے ہین حضرت رسول خدا
اوس چیز سے کہ جس چیز سے فاطمہ زہرا ایذا پاوین تو ہر وہ شخص جس سے فاطمہ کے حق مین کوئی ایسا امر واقع ہو
جس سے جناب مخدومہ نے ایذا پائی پس وہ شخص اس حدیث صحیح کی شہادت سے پیغمبر خدا کا ایذا رسان ہے
اور فاطمہ کی ایذا رسانی سے بڑھ کر کوئی گناہ نہین انتہیٰ خلاصۃً اور اگر کوئی یہ لکھے کہ وجدت کے معنی غضبت کی
نہین پس محض دہوکہ دہی ہے کیونکہ غضب حضرت زہرا کا بسبب نہ ملنے فدک اور دیگر ترکہ رسول خدا کے واقع ہوا تھا

نیر وزر روشن ہی شیخ عبدالحق محدث اہل سنت نے شرح مشکوۃ مین اشکال اسوال ہی التقریر کے بعد تحریر کیا ہو و
مشکلتر ازین قضیہ غضب فاطمہ زہرا است زیرا کہ اگر گوئیم کہ وے رضہ جاہل بود باین سنت بعید است و اگر تیقن کنیم کہ تا باید
اتفاق منقاد اود را استماع این حدیث از انحضرت مشکلتر می شود کہ بعد از استماع این حدیث از ابوبکر و شہادت
صحابہ بان چگونہ قبول نکرد و در غضب آمد و اگر غضب بیش از استماع حدیث بود چرا برنگشت از غضب تا آنکہ
با تشدید قید تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را بلکہ انہین محدث نے شرح مشکوۃ مین ترجمہ حدیث صحیح بخاری کا اسطرح
لکہا ہی پس در غضب آمد فاطمہ پس ہجران کرد ابوبکر را پس ہمیشہ بود ہجرت کنندہ مر او را تا آنکہ وفات یافت جبکہ
محدث اہل سنت نے ہی معنی وحدیث کے غضبت قرار دئے تو اب اہل سنت کو کیا مجال تاویل باقی رہتی ہی
یہ تاویل علیل صاحب قول الفصل کی مردود ہو گئی لیکن مزید توضیح اور تحقیق بہی بیان کرتا ہون وہ یہ ہی کہ جو کہ اہلسنت
جو وعید اس بات کے ہین کہ ہمارے خلیفہ اول ابوبکر نے حضرت زہرا کے گہر جاکر صفائی کرلی اور وہ راضی ہو گئی

چنانچہ ریاض النضرہ مین مذکور ہی عن الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمۃ بنت رسول اللہ غضبت علی ابی بکر فخرج ابوبکر
حتی قام علی بابہا الخ یعنی اوزاعی سے روایت ہی کہ کہا اوسنے مجکو یہ روایت پہونچی ہی کہ تحقیق فاطمہ بیٹی رسول خدا
کی غضبناک ہوئین ابوبکر پر پس خارج ہوا ابوبکر تا اینکہ کہڑا ہوا اوپر دروازے فاطمہ کے انتہت خلاصہ پہر اسی
روایت مین راضی ہونا حضرت زہرا کا لکہا ہی اول تو اس روایت مین ہی لفظ غضبت بصراحت وارد ہوا ہی
دوسرے اون معصومہ کے پاس رائے صفائی اور رضامندی کے لئے جانا دلیل اونکی غضب کی ہی ورنہ در صورت
غضبناک نہونے حضرت زہرا کے اونکو راضی کرنا کیسا اور اونکے پاس صفائی کو لئے جانیکے کیا معنی جو راضی کرنیکی لئے گئے
تو جب ہی گئے ہونگے کہ جب پہلے اس سے حضرت زہرا غضبناک تہین اور اون معصومہ کو پہلا اس سے ابوبکر پر غضب
اور غصہ تہا در صورت عدم غضب حضرت زہرا رائے صفائی و رضامندی جانا کیسی بے معنی بات ہی اس دلیل
سے بہی تاویل علیل صاحب قول الفصل کے باطل ہو گئی **قولہ** اب رہی یہ بات کہ شیخ عبدالحق اہ **اقول** حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ اور مدارج النبوۃ مین جو روایت رضامند ہو جانیکی ہی بعد ذکر روایت ناراضی
کی لکہی ہی مگر تم ایک کا تو ذکر کرتے ہو اور ایک کو اخفا فرماتے ہو یہ کیا ناانصافی ہی اگر جہلا کو دہوکا دیوگے تو دا افتخار ہوگی
تو تمہارے دہوکے مین نہین آنیکے اور رضامندی چونکہ عقلا و نقلا یقینی نہی اور ناراضی اونکی برخلاف اوسکے کہ اوسکو
نہ عقل اہل ایمان کی باور کرسکتی ہی اور نہ نقل ثقات کی تنقیص اوسپر فرماتی ہی بلکہ وہ مستبعد ہی سو وہ قابل تاویل اور بلا تاویل کسی نیک
پر محمول ہو سکتا ہی تو پہر تم کیون ناحق اپنا ایمان بگاڑتے ہو اور کیون مصداق قد ضلوا و اضلوا کے بنتے ہو لاحول ولا قوۃ الا باللہ

قولہ ابوبکر کو مسلمان سمجھاتی تہین اہ اقول چہ خوش اگر حضرت زہرا انکو مسلمان سمجھاتی تہین تو کیا اونکے پدر بزرگوار اور شوہر نامدار بھی انکو
مسلمان سمجھاتے تہے کہ جو حدیث وضع کی ہین کہ ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد کذا فی عیون الاخبار اور فرماتے ہین بخری
ان مثلہما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بہما لجرح فی الاسلام شدید کذا فی [illegible] اور کیا [illegible] کالزرع وکالنجوم مہاجرین وانصار
مجموع من حیث المجموع بھی انکو مسلمان سمجھتے تہے کہ جنہوں نے بیعت [illegible] انکو اپنا امام بنایا تہا یہیں اگر حضرت فاطمہ زہرا [illegible] سمع وبصر وفؤاد کو
اور کالزرع وکالنجوم اصحاب کو بھی مسلمان سمجھاتی تہین تو پس تمہاری [illegible] تمہاری پیشوا اور قبلہ وکعبہ تو وہ جناب فاطمہ زہرا ہین کہ جو سمع وبصر وفؤاد اور کالزرع
وکالنجوم اصحاب کو اپنے پدر عالیمقدار کے ایسا مسلمان جانتی ہون کہ جسپر ان مثلہما فی الاسلام لعظیم کا مصداق [illegible] مثل [illegible] ہوسکا جاوے جیسے
[illegible] نہیں ہوسکتا [illegible] جیسے ہی حضرت ابوبکر کا ایمان اسلام ہین [illegible] ایمان واسلام [illegible] سوا کچھ بھی نہین [illegible] مرتد شد [illegible] تو دین
نہ اسلام [illegible] یہ یاد رکہو کہ ہر فرد [illegible] ایمان واسلام [illegible] اہلبیت [illegible] صحابہ حضرت ابوبکر کا ایمان واسلام [illegible] یقینی [illegible]
[illegible] من حیث المجموع [illegible] ایمان واسلام [illegible] من حیث المجموع [illegible] انکو اپنا امام [illegible] ایمان واسلام [illegible] تو وہ حضرت [illegible] ہوگی جو انکو مسلمان سمجھاتی ہون
سبحانک ہذا بہتان عظیم قولہ مانند آفتاب نیمروز روشن ہوا اقول غضب حضرت زہرا کا مانند آفتاب نیمروز
تو جبہی بالفرض روشن ہے کہ جب وصیت بلا خیانت مروی ہو کہ یعنی غضبت ہے ورنہ اگر بمعنی آنفت ہوگا جیسا کہ قول [illegible]
ہیں ثابت و [illegible] کیا ہے تو کہان اوسکی یہہ روشنی تہی ہے اور اگر غضبت ہے وہ [illegible] معنی تسلیم کیا جاوے تو بھی
ہمکو ممکن ہے کہ ہم کہیں کہ شاید [illegible] حضرت صدیقہ [illegible] ہوگا انہوں نے [illegible] غضب ومہاجرت کا کیا ہو
اور راویوں [illegible] اصل ہو یا حضرت راوی نے بطور مبالغہ اوسکو غضب ومہاجرت سے تعبیر کیا ہو کما فی قولہ
[illegible] فی [illegible] الی اللہ یا غضب حضرت فاطمہ کا حضرت صدیق پر مثل غضب حضرت
موسی کے ہو حضرت ہارون پر [illegible] سے فاخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ کی نوبت پہونچی تہی یا یہہ غضب ومہاجرت بطور ناز
ولاڈ کی ہو کہ [illegible] جائز رکہتی ہے نہ بوجہ عناد وعداوۃ کے کہ جو مسلمانوں کو مسلمانوں سے حرام ہے
یا غضب سے مراد [illegible] النقصان ہو [illegible] فی الحقیقۃ کما فی قولہ تعالی ومکروا ومکر اللہ ونسوا اللہ
فنسیہم فان المکر والنسیان [illegible] من صفات اللہ [illegible] الماکرین [illegible]
[illegible]
[illegible]
الاحتمالات کلہا صحیحۃ [illegible] الاستدلال [illegible] احتمال [illegible]
ایک نظیر [illegible] شرح [illegible] ابن [illegible] عبارت لکہا ہے کہ والذی ثبت من حالہ

حال انہ کان فی حجیب عمرو طلحیا اشتہود انہ لک حتی حضرہ الموت فمات راجعا الی الحق قائلا یہ تو ایسے ہی یہان بھی سمجھا چاہئے
کہ حتی توفیت امی قریب بالوفاۃ فتوفیت راضیۃ عن ابی بکر واللہ اعلم بالصواب اور آخر الدواء الکی ہمارے پاس یہ جو
زخم باقی صدر و علم من حل ہوجود ہی کہ اگر خدا نخواستہ حضرت زہرا ناراض ہی گئی ہون تو جنت مین ہر غل و غش
اونکے قلب سے منتزع ہوجائیگا مگر کسی جانب کو دخول جنت سے مانع نہین ہی جیسکا ہذیان زاید یا نافہ مثل یا ایہا الکریم یہ
ایا نکم انکتم مومنین قال سوا اسکے عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کہ جو نزد اہل سنت محدث عالیقدر اور فقیہ وحید ہی
اپنی کتاب امامۃ و سیاسۃ مین کہ حسب تحریر عمر بن فہد مکی در اتحاف الوری باخبار ام القری وغیرہ تصنیف سے
اسی ابن قتیبہ سنی مذہب کی ہی درمیان ذکر خلافت ابی بکر یہ لکھا ہی فقال ابوبکر لعمر انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد
اغضبناہا فانطلقا جمیعا فاستاذنا علی فاطمۃ فلم تاذن یعنی ابوبکر نے عمر سے کہا ہمارے ساتھ طرف فاطمہ
کی چل تحقیق اونکو ہم غضب مین لائے ہین پس گئے اور اجازت پاس آنے کی طلب کی حضرت زہرا نے اپنے
پاس آنے کا اون ندیا انتہت خلاصہ پس جبکہ غضب مین لانا ابوبکر کا جناب فاطمہ زہرا کو بشہادت ابن قتیبہ
محدث اہل سنت باقرار ابی بکر ثابت ہوگیا تو اب کیا مجال تاویل اہل سنت کو باقی رہی اور اس تحریر سے
ابن قتیبہ کی یہ بھی عیان ہی کہ جناب خلافتماب اون معصومہ کو غضب مین لائے تھے چنانچہ قول ابی بکر فانا قد
اغضبناہا ہمارے دعوی پر بڑی پکی دلیل ہی وہ حضرت از راہ بشریت غضب مین نہ آئی تھین اور ہجران حضرت زہرا
کا ابوبکر کو اپنے وقت وفات تک اسپر ایک اور دلیل عمدہ ہی صحیح بخاری مین ہی فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک
فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت یعنی غضبناک ہوئین فاطمہ ابوبکر پر بیچ اسکے یعنی قصہ میراث فدک مین پس چھوڑ دیا ابوبکر
کو پس نہ کلام کیا یہان تک کہ وفات پائی اون معصومہ نے انتہت خلاصتہ اور دوسری جگہہ تو صحیح بخاری
مین لفظ غضبت بصراحت وارد ہوا ہی چنانچہ فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ وہجرت ابابکر فلم تزل مہاجرتہ حتی
توفیت یعنی غضبناک ہوئین فاطمہ بیٹی رسول خدا کی اور چھوڑ دیا ابوبکر کو اور یہ مہاجرت اونکی نگئی یہان تک
کہ فوت ہوئین انتہت خلاصتہ پس جبکہ حضرت ابوبکر سے ایسا سرزد ہوا ہی کہ اہل سنت کسیطرح اسکا جواب نہین
دے سکتے البتہ پرانے جان بری جناب خلافتماب ہزارون تاویلین کرتے ہین جیسے کہ صاحب قول الفصل
نے کہا ہی کہ وجدت بمعنی غضبت نہین بحمد اللہ رکاکت اوسکی تاویل کی تو ظاہر ہوگئی اب ایک اور تاویل اہل سنت
کی بیان کرتا ہون وہ یہ ہی کہ فلم تکلمہ حتی توفیت کے معنی یہ ہین کہ کبھی حضرت زہرا نے میراث کے باب مین
کلام کیا مین کہتا ہون کہ اسکو تو اہل سنت کے ہی عالمون نے اپنی کتابون مین رد کیا ہی چنانچہ ابن حجر عسقلانی

عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین بعد نقل اس تاویل علیل کے لکھا ہو وتعقبہ الشاشی بان
قرینۃ قولہ غضبت تدل علی انہا امتنعت من الکلام جملۃ وکذا صریح الہجرۃ خلاصہ یہ ہو کہ شاشی نے تاویل
کرنیوالے کا پیچہا کیا ہو کہ لفظ غضبت اسبات پر دال ہو کہ حضرت زہرا نے جملہ کلام ابوبکر سے تا حیات اپنی
ترک کی اور ہجرۃ آخر وقت تک کی یہی بات پر دلالت کرتی ہو اور تنقیح شرح صحیح بخاری مین مسطور ہے کہ فہجرت
ابابکر فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت رد کرتا ہو اوس تاویل کو کہ جو ترمذی نے اپنی اوستاد شیخ علی بن عیسی سے
نقل کی ہو وہ تاویل یہ ہو کہ فاطمہ زہرا نے خاصۃ کبھی میراث مین ابوبکر سے کلام نہین کیا عبارت اوسکی یہ ہے
فہجرت ابابکر فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت ہذا اللفظ یرد ما حکاہ الترمذی عن شیخہ علی بن عیسی انہا لم تکلمہ فی
ہذا المیراث خاصۃ بعد الحمد واللہ کہ اہل سنت کی معتبر کتابون اور معتمد روایتون سے حضرت زہرا کے ابوبکر
پر غضبناک ہونیکے ثبوت مین کوئی دقیقہ باقی نرہا اور وہ مانند روز روشن عیان ہوگیا پس ایسی صورت
مین انکار غضب فاطمہ مکابرہ صریحہ ہو **قولہ** سوا اسکے عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ اہ **اقول** تقلیب المکاذبین ابن قتیبہ جاہد
تخمینہ یہی ہین تین شیعہ و رافضی ہین اور ایک سنی اب چاہو کے اقوال سے ہم سنیون پر احتجاج کرو اور سنیون بیچارونکو
مجبور نہ بناؤ واہ شاباش وصد آفرین سلمنا کہ ابن قتیبہ سنی نے یہ لفظ فقد اغضبنا نقل کیا تو معنی اسکے قہر نا ہیا
انقضینا ہین نہ یہ کہ ہنسے بالقصد والعمد اونکو غضبنا کیا جیسا کہ قال تعالی حتی انسوکم ذکری وایضا قال تعالی رب انہن
اضللن کثیرا من الناس فقد بردالکلام من المجاہلین **قولہ** تو اہلسنت کے ہی عالمون نے اہ **اقول** جن عالمون نے
اہلسنت کے اسکو رد کیا ہو شاید اونکو روایت الملۃ البیضا کی نہ پہونچی ہوگی کہ جسمین جناب فاطمہ خود یون فرماتی
ہین کہ انا ابیا ملکک بعد مجلسی ہذا الیسیر و یہ روایت نے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نہین ترک سوال فدک کو ساتھ ترک
کلام کی تعبیر فرمایا اور ان عالمون نے ترک کلام کو مطلق پا کے عام سمجہا اور خاص مین شبہہ کیا اگر جو اس روایت سے
مطلع ہوگا اوسکو اسمین کچہ شبہہ نہین رہیگا **قال** اور جبکہ یہ تاویلین پیش نہین جاتین تو مجبور ہو کر اہلسنت
یہ کہتے ہین کہ حضرت زہرا اور جناب امیر علیہ السلام کے باہم بہی رنجش ہوئی ہو چنانچہ جب حضرت امیر نے بنت
ابی جہل سے عقد کرنا چاہا تو حضرت زہرا اون حضرت سے ناراض ہو کر اپنے باپ کے پاس شکایت لیگئین حضرت
رسول خدا نے حضرت امیر سے فرمایا کہ نکاح نکر جمع کرنا میری بیٹی کا دشمن خدا کی بیٹی کے ساتھ اچہا نہین
مین اس کے جواب مین عرض کرتا ہون **اول** اہلسنت کی کتابون مین مانند فتح الباری شرح صحیح بخاری کی
تحریر ہو کہ ترک مراعات خاطر شریف جناب امام زین العابدین اس روایت کے بیان کرنے سے ہوا کہ سیاق ہی

مین اسکی غضاضت اون جناب پر ہی اور روایت اس خبر کی منافی اور مخالف او عار دلاور سوخ ومحبت انجناب
ہی تو ہم اسکو کیون قبول کرلین دوسرے یہہ روایت موضوعہ اہل سنت کی ہی ہمپر کیا حجت چنانچہ ابن
ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکہا ہی کہ معاویہ نے کچہہ لوگ اصحاب رسول خدا اور تابعین سے اس بات
کے لئے مقرر کئے تہے کہ حضرت امیر کی شان مین قبیح روایات کہ جسسے اونحضرت پر طعن وارد ہوتا ہو اور لوگ اونکی
طرف سے اون روایات کو دیکہہ کر پہر جاوین بنایا کرین منجملہ اون روایات موضوع کرنیوالون کے صحابہ رسول سے
ابوہریرہ اور عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ اور تابعین سے عروہ بن زبیر ہین عبارت اوسکی یہہ ہی ان معاویہ
وضع قوما من الصحابۃ وقوما من التابعین علی روایۃ اخبار قبیحۃ فی علی تقتضی الطعن فیہ والبراءۃ منہ وجعل لہم
علی ذلک جعلا یرغب فی مثلہ فاختلقوا ما ارضاہ منہم ابوہریرۃ وعمرو بن العاص والمغیرۃ بن شعبۃ ومن التابعین
عروہ بن زبیر بعد اسکے کچہہ احادیث موضوعہ عروہ بن زبیر اور عمرو بن العاص کی بنائی ہوئی بیان کی ہین پہر
ابوہریرہ سے یہہ روایت نکاح بنت ابی جہل نقل کی ہی پہر کہا ہی وذکرہ المرتضی فی کتابہ المسمی بتنزیہ الانبیاء
والائمۃ وذکر انہ روایۃ حسین الکرابیسی وانہ مشہور بالانحراف عن اہل البیت ع وعداوتہم والمناصبۃ لہم فلا تقبل
روایتہ یعنی ذکر کیا ہی اوسکو سید مرتضی علم الہدی نے اپنی کتاب مسمی بہ تنزیہ الانبیاء والائمہ مین اور ذکر کیا ہی
کہ وہ روایت حسین کرابیسی کی ہی اور حسین کرابیسی مشہور ہی انحراف مین اہل بیت رسول خدا سے اور اون
کے عداوت اور نصب مین پس نہین مقبول ہوتی روایت اوسکی پس جبکہ راوی اوسکا حسین کرابیسی منحرف
از عترت اہلبیت رسول خدا ہوا اور وہ عداوت اہل بیت بہی رکہتا ہو اور معاویہ نے اوس سے برائے طعن
جناب امیر موضوع کرایا ہو اور یہہ امر کتب سے اہل سنت کی بخوبی واضح ہو تو ہم اوسکو کسطرح قبول کرلین
اور ابن ابی الحدید نے اس مضمونکو شرح نہج البلاغہ مین ابوبکر جوہری سے نقل کیا ہی اور سید مرتضی علم الہدی
رح فرماتے ہین یہہ خبر باطل اور موضوع غیر معروف ہی اور نزد اہل نقل ثابت نہین ہوئی اسکو کرابیسی نے
واسطے طعن جناب امیر ع کی معارض ذکر شریف الجناب ذکر کیا ہی اور وہ دشمن اہلبیت تہا اور اگر جناب امیر ع
بنت ابی جہل کے ساتہہ نکاح بہی کرتے تب بہی تو باعث طعن حضرت امیر ع پر نہین تہا اس لئے کہ نکاح چار
عورتون کا امت رسول خدا کے مردون کو ایک وقت مین جائز ہی وہ تو موافق شرع ہوتا اور جس خبر کو رسول خدا ص
نے بر سر منبر بار ہا مباح بیان فرمایا ہو اوسکو پہر کیون منع فرماتے کونسی آیہ قران مین اس حکم خدا کے منسوخ
کرنے کے لئے نازل ہوئی تہی یہہ تو بڑی عجب بات رسول خدا پر تجویز ہوتی ہی کہ اول تو جناب نے بر سر منبر بیان فرمایا

کہ چار نکاح کرو تم لوگون کو چار تک بیبیان ہی مہرا اوسی کو منع فرماتے جو حکم کہ خدا نے قرآن مین لوگون کے لئے مباح کی ہی پہلا
اوسکو جناب رسولخدا کیون منع فرماتے تو ان دلیلون سے اوس روایت قصد نکاح بنت ابی جہل کا موضوع اور
بے اصل ہونا ثابت ہوگیا پس جواب اہلسنت صحیح نہین **قوله** تو مجبور ہو کر اہل سنت اه **اقول** اہلسنت کا یہ
کہنا مجبور ہو کر کچھ غلط بات نہین بلکہ محض صحیح و درست ہی ثبوت اسکا اپنی کتاب علل الشرایع مین دیکھلو کہ درباب
العلة التی من اجلها دفنت فاطمة بالليل ولم تدفن بالنهار یہ قصہ لکھا ہی یا نہین اور اسمین ہے حضرت رسولخدا نے فاطمة
بضعة منی وانا منها فمن اذاها فقد اذانی فرمایا ہی یا کہین اور فرمایا تھا اور حق ایسے معاملات مین رنجش کے طرف جناب
امیر کی نہ طرف جناب فاطمہ کی صاحب علل الشرایع نے لکھا ہی یا نہین اور صاحب احتجاج نے یہ کلمات سخیفہ جناب امیر ع
کے واسطے حضرت سیدہ سے نقل کئے ہین یا نہین کہ اشتملت شملة الجنين وقعدت حجرة الظنين الخ اور مابین اونکی
رنجشون کے اصلاحین صاحب جلاء العیون نے در کار بزرگان دین و مقربان درگاہ رب العالمین تفکر نمی باید
کرد الخ لکھا ہی یا نہین اور علل الشرایع ہی مین درباب العلة التی من اجلها صار علی قسیم الجنة والنار ایک قصہ ناراضی
جناب فاطمہ کا حضرت علی سے اور حضرت جبرئیل کا نازل ہونا کہ شکایت فاطمہ کی بیجا ہی مذکور و منقول ہی یا نہین
اور کشف الغمہ مین روایت رنجش کی مابین امیر ع مابین حضرت حسنین ع کے دیکھلو یہان تک کہ بوجہ صلح معاویہ قول
حضرت امام حسین کا لو جز انفی لکان احب الی مما فعله اخی لکھا ہی یا نہین جب ان جملہ مقامات کو دیکھلوگے تب ہمکو
جواب دیجیو ابہی بے دیکھے بے سمجھے کیا کہتے ہو **قوله** پس جبکہ اوسکا اه **اقول** خبط کلام آپ اپنا ملاحظہ کیجیو کہ اوپر تو
حضرت ابوہریرہ کو اس روایت کا واضع آپ نقل کرتے ہین اور یہان حسین کرابیسی کو نقل کرتے ہو کیا دروغگو را
حافظہ نبی باشد تمہاری ہی شان مین وارد ہی **قوله** تو باعث طعن حضرت امیر پر اه **اقول** حضرت امیر پر کسی نے طعن
کیا جو ابہی آپ تم اوسکو دفع کرتے ہو کیا ہوا سے لڑتے ہو **قوله** کیون منع فرمائے اه **اقول** منع فرمانا حضرت
رسولخدا کا اسکو بطور شرع نہین تہا بلکہ بحکم تقاضائے شفقت پدری تہا جناب فاطمہ پر والله اعلم بالصواب مگر اصل مقصد کی
تیز د شیعہ بالغرض بے اصل ہونے سے کچھ بانجن بعد اثباته من وقوع الملال والکدورة بین علی و فاطمة مطلقا بے اصل
نہین ہوا جاتا لما مر انفا من ثبوته بالطرق المتعددة اور اگر مطلق بے اصل ہوتا تو اوسکی اصلاحین ملا باقر مجلسی آپکے اپنی
کتاب جلاء العیون کی فصل معاشرت علی و فاطمہ مین کیون یون فرماتے کہ در کارہای بزرگان دین و مقربان درگاہ
رب العالمین تفکر نمی باید کرد الخ پس اگر ایسے ہی درکارہای حضرت صدیق و حضرت زہرا ایسا ہی کچھ کہا یا کہین تو کیا
زبونی ہوا وہ بہو **قال** اور یہ امر ہی قابل لحاظ ہی کہ شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین پس ابوبکر فاطمہ زہرا

زہرا اور دعوی ہبہ تکذیب نکرد بلکہ تصدیق نمود انتہی مین کہتا ہون جبکہ ابوبکر نے حسب شہادت شاہ صاحب
دعوی ہبہ فدک کے تصدیق کرلی تو پہر حضرت زہرا کو فدک کیون نہ دیا اور چونکہ باوجود تصدیق کرلے نے دعوی
ہبہ کے فدک حضرت زہرا کو واپس نہ دیا تو معلوم ہوا کہ بالقصد اور دیدہ و دانستہ جناب رسول مقبول کی پارہ جگر
کا حق غصب کرلیا تو اس صورت مین وجہ اغضاب حضرت زہرا عیان ہوگیا پس ظاہر ہوگیا کہ جناب فاطمہ زہرا
ازراہ بشریت غضب مین نا آئین تہین بلکہ باوجود تصدیق دعوی ہبہ فدک معصومہ اپنے حق کو نہ پہونچین
لہذا اونکو غضب اور غصہ ہوا اور جبکہ دعوی ہبہ فدک کی ابوبکر نے تصدیق کرلی تہی تو حضرت زہرا سے گواہ کیون
طلب کئے تہے محض اون کے دعوی کرنے پر ہی واپس کیون نہ دیدیا آیا حضرت فاطمہ زہرا پر جہوٹے دعوی کا
شبہ تہا اون معصومہ کا تو محض دعوی ہی کرنا فدک کے واپس کرنے مین کافی تہا اور درصورت گواہ طلب
کرنے کے بہی تو حق اونکا بخوبی ثابت ہوگیا تہا اس لئے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ہبہ فدک کی گواہی دیدی تہی جناب
امیر کی گواہی کب لایق رد تہی خزیمہ بن ثابت کی گواہی تنہا قبول ہوگئی اور حضرت امیر کی گواہی رد کردی اور بموجب
حدیث مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح ہی اتباع جناب امیر کا ضروری تہا شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین لکہا ہی مثل اہلبیتی
فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق دلالت می کند بر آنکہ فلاح و ہدایت مربوط بدوستی ایشان
و منوط باتباع ایشانست و تخلف از دوستی و اتباع ایشان موجب ہلاک انتہی جبکہ اتباع عترت اہلبیت رسولخدا
حسب شہادت شاہ صاحب موجب نجات اور تخلف اوس سے سبب ہلاک ہی تو بموجب اسکی ہی طرف حضرت
امیر کے رجوع کیا ہوتا آپ کیون تجویز کیا اور خلفاے اہل سنت تو مشکلات مین طرف جناب امیر کی رجوع
کیا کرتے تہے چنانچہ ملا نصر اللہ کابلی نے صواقع مین لکہا ہی کہ فلاح اہل بیت کی محبت اور اون کی ہدایت سے مربوط
ہی اور ہلاک اون سے تخلف کرنے پر منوط ہی اور خلفا اور صحابہ مشکلات مین رجوع بافضل اہلبیت یعنی علی ابن
ابیطالب کی طرف کیا کرتے تہے وہ عبارت یہ ہی ولا شک ان الفلاح منوط بولائہم وہدیہم والہلاک بالتخلف
عنہم ثمہ کان الخلفاء والصحابۃ یرجعون الی افضلہم فیما اشکل علیہم من المسائل وذلک لان ولائہم واجب وہدیہم
ہدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی پس اگر اس فدک کے قضیہ کو بہی حضرت امیر سے رجوع کرتے اور جیسے کہ اونہون
نے گواہی دی تہی اوسے مان لیتے اور فدک کو واپس دیتے تو مخالفت ہدایت رسول اور جناب امیر اور اولاد
رسول کی نہوتی اور ہلاکت سے محفوظ رہتے برخلاف فرمودۂ رسول مقبول شہادت جناب امیر کو رد کیا اور حق
گواہی دینے پر حق زہرا اوسپر ضایع ہوا حالانکہ گواہی جناب امیر کی حق تعالی قبول فرما چکا تہا چنانچہ حق سبحانہ تعم

قرآن مجید مین فرماتا ہی افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ اور مراد شاہد سے جناب امیرؑ ہین چنانچہ سیوطی فی
تفسیر درمنثور مین لکھا ہی اخرج ابن مردویہ وابن عساکر عن علی فی الآیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بینۃ من ربہ
وانا شاہد منہ واخرج ابن مردویہ من وجہ اخر عن علی قال قال رسول اللہ صلعم افمن کان علی بینۃ من ربہ انا ویتلوہ شاہد
منہ علی تو بموجب اسکی حضرت امیرؑ بتصدیق جناب رسول خدا کی طرف سے شاہد قرار پائے پس ایسی صورت مین تنہا
گواہی حضرت امیرؑ کی مفید یقین اور لایق تسلیم تہی افسوس کی جا ہی کہ خدا گواہی کو حضرت امیرؑ کی قبول کرے اور یہ لوگ
مسلمانی کا دم بہرکے اونکی گواہی رد کرین اور براہ مکابرہ کہین کہ حضرت امیرؑ اور ام ایمنؓ زوجہ رسول خدا ایک مرد اور ایک
عورت تہی یا تو ایک مرد اور ہوتا یا ایک عورت اور ہوتی تاکہ نصاب گواہونکا پورا ہوجاتا چنانچہ قول شارح مواقف
اماما علی وام ایمن فلقصور ہما عن نصاب البینۃ وہو رجلان او رجل وامرأتان اسپر دال ہی وہ بہی اس دلیل سے رد ہوگیا
سوا اسکے بمزید توضیح اوسکی تردید مین یہ اور بہی کہتا ہون کہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین درمیان تفسیر آیہ کریمہ و
ما افاء اللہ علی رسولہ کے لکہا ہی کہ حضرت رسول خدا کے سوا نے بہی حضرت زہرا کے دعوی کی تصدیق مین گواہی
[illegible] دی تہی چنانچہ عبارت تفسیر مذکور کی یہ ہی فشہد لہا ام ایمن ومولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی گواہی دی
فاطمہ زہرا کی ام ایمن اور مولاے رسول خدا نے اور جناب امیرؑ کا گواہی دینا شرح مواقف سے ظاہر ہی تو ثابت
ہوا کہ حضرت زہرا کے دعوی ہبہ پر حضرت امیرؑ اور ام ایمن زوجہ رسول خدا اور مولا یعنی غلام نے حضرت محمد مصطفی
کے گواہی دی تہی تو اندرین صورت دو مرد اور ایک عورت کا گواہی دینا ثابت ہوا پس حق حضرت زہرا فدک مین
بذریعہ ہبہ پوری پوری طور سے ثابت ہوگیا اور واپس نہ دینے فدک اور قبول نکرنے گواہی کو حضرت امیرؑ کی اور حضرت
زہرا کے جہوٹلانے کا الزام فدک کے آخذین اور غاصبین پر قایم ہوا اور بموجب حدیث ثقلین انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی حضرت امیرؑ کی طرف رجوع کرکے فدک حضرت زہرا کو دیدیا ہوتا کہ اسمین اتباع حکم جناب
رسول خدا اور اونکی عترت اہلبیت کا تہا حضرت رسولؐ نے تو اس حدیث مین حکم اتباع اپنی عترت اہلبیت کا دیا تہا
پہر حضرت امیرؑ کی طرف کیون رجوع نکیا اور اونکی گواہی قابل قبول نہوئی اور اگر اہل سنت یہ کہین کہ حدیث ثقلین مین ہمکو
قرآن پر عمل کرنیکو حکم ہی اور عترت اہلبیت کی محبت کے لئے رسول خدا نے ہمارے لئے ارشاد فرمایا ہی چنانچہ بعض متعصب
جو یہان سکونت گزین ہین یہی امر بیان کرتے ہین پس یہ کہنا اونکا غلط محض ہی اسلیے کہ شاہ عبد العزیز تحفہ مین لکہتے
ہین باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت است کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انی تارک
فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی پس معلوم شد کہ در مقدمات

در مقدمات دینی و احکام شرعی ما را پیغمبر حواله باین دو چیز عظیم القدر فرموده است پس هر چه که مخالف این دو باشد
در امور شرعیه حقیقیه و تقدیم محکم باطل و نامعتبر است پس بموجب اس حدیث کی ہی اس کو طرف حضرت امیر کی رجوع
کرنا چاہئے تہا جو کچھ کہ وہ حضرت فرماتے اوس پر عمل کرتے اور جبکہ حضرت ابوبکر نے باوجود گواہی دینے حضرت امیر
کے فدک نہ دیا اور گواہی اونکی رد کردی تو یہ عمل اونکا بسبب تحریر شاہ صاحب بالکل نامعتبر اور باطل قرار پایا
احکام شرعی مین تو حضرت رسول نے اپنی امت کو اتباع اہلبیت کو حکم فرمایا تہا اور دوسرے در صورت
تسلیم کیا معنی ہیں [illegible] کہ خلیفہ اول [illegible] ہوتے ہی حضرت زہرا سے فدک لے لیا اور در صورت [illegible]
دعوی ہبہ کے [illegible] تصدیق اوس دعوی کی نکی اور [illegible] پارہ جگر رسول کو جھوٹا جانکر [illegible]
دعوی ہبہ پر گواہ طلب کئے اور جبکہ اونکے دعوی پر حضرت امیر اور ام ایمن اور مولائی جناب رسول خدا و حضرت امیر
اور حضرت امام حسن اور امام حسین علیہم السلام نے گواہی دی تو اوسے رد کر دیا اور بسبب تحریر [illegible]
حضرت زہرا نے اپنے دعوی ہبہ کی تصدیق مین ہبہ نامہ [illegible] ابوبکر پیش کیا اوسکو بہی نہ مانا [illegible]
[illegible] ثابت [illegible] دعوی توریث کو بہی نہ مانا اور قبول نکیا ہر چند جناب امیر علیہ السلام نے دو آیہ
قرآنی حضرت زہرا کے دعوی کی تصدیق مین پیش کین اونکو بہی قبول نکیا کہ جسکے باعث وہ معصومہ ناراض ہو
[illegible] اوکو تشریف لے گئین [illegible] تا زیست کلام نہ کی چنانچہ لم تکلمہ حتی توفیت
[illegible] اہل انصاف فرمادین کہ دلآزاری کا نام ہی اور محبت آیا اسی کو کہتے ہین افسوس صد افسوس
کہ حضرت رسول خدا کے وفات پاتے ہی جناب فاطمہ اونکی پارہ جگر کی یہ توقیر ہوگئی اگر حضرت زہرا کے نام پر
فدک [illegible] تو وہ معصومہ دعوی ہبہ کیون کرتین حضرت ابوبکر کے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی یہ جھگڑا
حضرت زہرا سے کیسا شروع ہوگیا اگر اہل سنت جناب خلافت مآب کو اس طعن سے بچائین گی تو حضرت
فاطمہ کے دعوی کرنے کو نا جائز کا جواب دینا ہوگا کیونکہ دعوی کرنا اونکا بربنائے ہبہ کتب اہل سنت کی
روایات اور عبارات سے مانند آفتاب نیمروز روشن ہی چنانچہ گواہ جو ہبہ کی طلب کئے گئی اور صاحب [illegible]
نہونے کا صاحب شرح مواقف وغیرہ نے جواب ہی جو دیا ہی اگر حضرت زہرا نے دعوی ہبہ نہین کیا تہا تو گواہ کیون
طلب کئے گئے اور اگر کیا تہا تو وہ دعوی یا تو سچا تہا تو ابوبکر نے فدک اونکو در صورت صدق دعوی کیون نہ دیدیا
اور اگر بزعم اہل سنت کے وہ دعوی جہوٹا تہا تو حضرت فاطمہ زہرا کی طرف سے جواب دین کہ اونہون نے
رسول خدا کی بیٹی ہوکر العیاذ باللہ جہوٹا دعوی کیون کیا اور [illegible] انصاف پسند لوگون کی خدمت مین یہی عرض

کرتا ہوں کہ بہت حضرت زہرا کی بہی تو اسی امر کی مقتضی تہی کہ جیسے اون معصومہ نے دعوی کیا تہا تو محض اونکی
تشریف لانے کے ہی سبب سے اور دعوی کرنے کے باعث سے ہی بلکہ بنظر رعایۂ تکریم و رعایۂ حق رسول خدا اور
حفظ عہد آنجناب بلا توقف واپس دیتے گواہ طلب کرنے کی کیا ضرورت تہی اور حسب تحریر ابن قاطعہ
حضرت ابوبکر نے جناب فاطمہ سے یہ کہ آپ علی ما ابتغیہ جو کہا اوسکا کیا موقع تہا معاذ اللہ جناب فاطمہ نے
کبہی جہوٹا دعوی کیا تہا ابن ابی الحدید نے بعد نقل کلام قاضی القضاۃ عبد الجبار معتزلی و کلام سید مرتضی
علم الہدی رحمہ اللہ بطریق محاکمہ بین الکلامین یہ لکہا ہے وقد نقل قاضی القضاۃ بلفظہ حکاہا عن الشیعۃ علیہم
علیہا وہی لفظۃ جیدۃ قالت ان الاجمل ان یمنعہم التکریم مما ارتکبوا بہا فضلا عن الدین وہذا الکلام لا جواب عنہ لقد کان
التکریم و رعایۃ حق رسول اللہ و حفظ عہدہ یقتضی ان یعوض ابنتہ بشیء یرضیہا ان لم یستنزل المسلمون عن فدک
و یسلم الیہا تطییبا لقلبہا وقد یسوغ للامام ان یفعل ذلک من غیر مشاورۃ المسلمین اذا رای المصلحۃ فیہ یعنی
تحقیق اجلال کیا قاضی القضاۃ نے ساتہہ اوس لفظ کی کہ حکایت کیا ہے اوس لفظ کو شیعہ سے اور کلام
کیا اوسپر اور وہ لفظ جید ہی ہے شیعہ نے کہا ہے تحقیق کہ جمیل تر یہہ تہا کہ منع کرتا تہا اونکو تکرم اوس چیز سے کہ
ارتکاب کیا ساتہہ اوس معصومہ کے اور یہ کلام ہے کہ جواب نہیں اوس سے وتحقیق کہ تکرم اور رعایت حق
رسول خدا و حفظ عہد جناب رسول مقبول مقتضی اسکا تہا کہ عوض دیتے بیٹی کو حضرت رسول خدا کی فدک
سے ایسی چیز کے ساتہہ کہ جو وہ حضرت راضی ہو جاتین اگر مسلمان لوگ فدک سے دست بردار نہوتے
تہے وتحقیق کہ جایز ہے امام کو کہ ایسا کرے بغیر مشورہ مسلمانان وقتیکہ مصلحت دیکہے انتہت خلاصہ مین
کہتا ہون جبکہ ابوبکر نے ایسا نکیا تو در حقیقت بموجب تحریر ابن ابی الحدید تکریم فاطمہ اور رعایۂ حق
رسول اور حفظ عہد رسول خدا نکیا اب انصاف پسند لوگ فرماوین کہ عدم تکرم حضرت فاطمہ اور رعایت نکرنا
حق رسول خدا کا اور عدم حفظ عہد آنجناب آیا ولائے حضرت فاطمہ تہی کہ جسکو کوشش تمام و با ہتمام مالا کلام
بجالائے ہو سنیی ناظرین ان مطالب کو ذرا تامل کر کے سمجہین قولہ اور یہ امر بہی قابل لحاظ ہے وہ اقول عند العوام
مثل مشہور ہے کہ ... اسکا تہوڑا بہی نہ مصنف صاحب کی تصنیف جو کہ سکو دیکہو تو نیا طریقہ تصنیف کا ایجاد کیا کہ اول
ہبہ کی بحث شروع کی پہر اوسکو ناتمام چہوڑ کر توریث کی شروع کر دی پہر اوسکو چہوڑا اور ہبہ ہی کو پہر لیا
پہر اوسکو ختم کیا پہر توریث کو لیا اور اوسکو ختم کیا یہ ایسا ہوا جیسے اگر کافیہ کا مصنف مثلا مرفوعات کی بحث کو چہوڑ کر
منصوبات شروع کر دیتا پہر منصوبات کو چہوڑ کر مرفوعات کو تمام کرتا پہر منصوبات تمام کرتا یا گلستان کا مصنف باب اول کو چہوڑ کر

جہوڑکر باب ثالث اور باب ثانی کو یوں کہ باب اول ختم کرکے پہر باب ثانی ختم کرتے **قولہ** تو پہر حضرت زہرا کو کیونکر دیا **اقول** حقیقت
تصدیق حضرت زہرا کی دعوی کی حضرت صدیق نے علی حسب شہادت شاہ صاحب کی لو شعر تحقیقا مان یا دعوی یا نتیجہ تفصیل

تصدیق کری تو فدک سے اونکا تعلق اس مسئلہ تفصیل بتفصیل وقسط بقبضہ او ناہ یا ہو حسیتے رہے جو ذوی الید وقابض تھے حضرت
نہونے دیا اسلئے کہ نہ اسکا انہونے ان سوالکی سند سے ظاہر ہوتا ہے کہ دعوی کیا تہا اور نہ حضرت صدیق نے حسب شہادت
شاہ صاحب اسکی تصدیق کی کہ ان شک تم ذوی الید ہو یہ شہادت شاہ صاحب نے کہان دیکھی کہ جسکی بنا حسب حضرت
صدیق فدک کو انکے قبضہ مین دیدیتے **قولہ** یا حضرت زہرا جہوٹے دعویکا اہ **اقول** گواہ اگر بالفرض طلب کیے تہے تو
محض واسطے اقامت حکم نبی شرع کی طلب کئے تہے نہ اوسکے پر عناد تہا اور نہ او نپر کچھ جہوٹ کا شبہ واحتمال کیا تہا مگر چونکہ
انہونے بلکہ کسی نے بہی آنحضرت سے یہ سنا تہا کہ اگر فاطمہ کسی چیز کا دعوی کرین تو گواہ نہ طلب کیجیو یہ ہیں احکم کہ البینۃ علی المدعی
اور وہ ان ہی سب کے واسطے ہی فاطمہ کے واسطے نہیں فاطمہ اس سے مستثنی ہین لاجرم اقامت مسئلہ شرع او نپر بہی ضرور سمجھا گیا
سمجھے گئے اور جب آخر انجام وہ راضی ہو گئین تو دوست شاد اور دشمن برباد اب ایک اور نفیس توجیہ اس جگہ ہم بیان
کرتے ہین کہ بعضی احکام شرع ایسے ہی ہین کہ اونکے مشروع ہونیکی ایک علت قرار دیگئی ہی پس جب وہ علت اگرچہ اب
منتفی ہوگئی ہو یا بعض مواد مین منتفی پائی جائے لیکن وہ حکم بعد تقرر کے اپنی علت کے ہمراہ منتفی نہین ہوا اور نہین ہوتا
بلکہ وہ اپنے حال پر قایم بدستور رہتا ہے جیسے کہ طواف خانہ کعبہ کا کود کود کے مشروع ہوا تہا واسطے جودت قوت
دکہانے کے کفار کو پس حالانکہ کفار وہان موجود نہین مگر یہ حکم قایم بدستور باقی ہی تو ویسے ہی حکم طلب شہود جو حاکم کے
ذمہ پر مشروع ہوا ہے تو بعلت مظنہ کذب مدعی مشروع ہوا ہی پس اگر کسی مادہ مین یہ علت منتفی ہم فرض کرین جیسے
حضرت فاطمہ زہرا اور جناب امیر یا عامہ صحابہ کہ جملہ عادل ہین اور کسی پر اونمین سے مظنہ کذب کا نہین تاہم یہ حکم
طلب شہود کا بر وفق شرع باقی بعد بدستور قایم رہیگا غایۃ ما فی الباب وجوب سے طرف جواز تنزل کر جائیگا کہ
اور مواد مین حاکم پر طلب شہود واجب ہوگی اور صحابہ کی مادہ مین جایز مگر حرام ہرگز نہین ہونیکی وہمچنین نصاب شہود
جو شرع مین مقرر ہوا تو بعلۃ ان تضل احدیہما فتذکر احدیہما الاخری مقرر ہوا ہی اگرچہ مظنہ جناب فاطمہ کے شہود مین منتفی ہو
لیکن حکم وہی رہیگا پس اگر حاکم او نسے گواہ طلب کریگا یا نصاب گواہونکا چاہیگا کسی مصلحت سے کہ آیندہ مین ہم
انشاء اللہ تعالی بیان کرینگے اوس حاکم کو تکذیب حضرت زہرا اور اونکے شہود کی مستلزم کرنا جیسا شاہ صاحب کو ثابت ہی فاعل
وتدبر ولا تکن من الغافلین **قولہ** اوسے مان لیتے اور فدک کو واپس دیتے اہ **اقول** آپکے فرمانے بموجب حضرت صدیق
نے جناب امیر کی گواہی کو بہی مان لیا اور فدک کو بہی واپس دیا ذرا ابن ہشیم مین آنکہ دیکہو کہ حضرت صدیق نے صدق علی کا

یا نہیں کہا اور کلینی میں دیکہو کہ فلتسب تبرک التعرض لہا سو جو دہو یا نہ ہو مگر اوسکو لیا تہی کہ حضرت زہرا نے تنہا اوس
کتابکو ہاتہہ مین لٹکا کر اونکے پاس سے اپنے گہر کو چلین راہ مین بیان عمر صاحب نے اوسکو دیکہکر چہین لیا اور پہاڑ ڈالا پس
حضرت ابوبکر کا کیا قصور ہین اسبا تعجب کرتا ہون کہ حضرت امیر انکو بعد گواہی کے تنہا کیون چہوڑ آئے تہے اور اپنے
ساتہہ کیون نہ لاے تہے اگر دونو ساتہہ آتے تو حضرت عمر صاحب کو چہین پہاڑنیکی کیا مجال ہوتی اور اگر حضرت زہرا
تنہا تہین تو انہونے اوس کتابکو بغل مین چہپا کیون نہ لیا تہا یا تہو مین اوسکو بچاتے کیون لائی تہین اگر وہ کتاب
چہپی اور پوشیدہ ہوتی تو حضرت عمر کیسے دیکہہ سکتے اور پہاڑ ڈالنے کی نوبت کیون پہنچتی ناحق خود کردہ را علاجی نیست
اب بیٹہی رویا کرو ہونا تہا سو ہو گیا اور اگر کہو کہ بعد پہاڑنے عمر کے چاہئے تہا کہ حضرت ابوبکر پہر لکہہ دیتے تو مین
کہونگا کہ حضرت ابوبکر کو مجال مخالفت حضرت عمر کی نہین تہی تقیہ کرکے اونسے بیٹہہ رہے چنانچہ جناب امیر بہی اونسے تقیہ
کرکے اپنی خلافت سے بیٹہہ رہے فلا حول ولا قوۃ الا باللہ **قولہ** اور ام ایمن زوجہ رسول خدا اہ **اقول** اس لفظ کو
سنکر مین حیران ہون کہ یا اللہ خواب مین سنتا ہون یا بیداری مین عقل میری ماری گئی ہے یا اس کہنے والے کی مین یقین
کرتا ہون کہ دنیا مین آجتک کسی نے ام ایمن کو زوجہ رسول خدا نہ کہا ہوگا جو تم علی الشیعہ با وقرار ہے سو واللہ ان
ہذا لشی عجاب جملہ ازواج مطہرات کے اسما ہم اپنی تفسیر صافی مین دیکہلو کہ سب مین ام ایمن کا کہین نام و
نشان بہی نہین ام ایمن تو ایک صحابیہ تہین زوجہ حضرت زید کی اور والدہ حضرت اسامہ بن زید کی اور دایہ آنحضرت کی
تہین اور حاضنہ آپکی اور اولاد کی تہین علی مافی شرح المواقف وغیرہ مگر شیعہ صاحب اونکے تئین آنحضرت ہی کی ایک
لفظ دروغ بیگوئی کا علی مافی جلاء العیون نقل فرماتے ہین اور دوم علی مافی الکلینی یہ بہی نقل فرماتے ہین کہ گویا
اونہون نے حضرت فاطمہ کو تہگ تہگا کر جو کاسہ مین سے طعام لیا تہا تو وہ کاسہ غائب ہو گیا اگر یہ سچ ہین تو وہ
کبہی غائب نہو بالعکس شاید حضرت ابوبکر نے اسوجہ سے انکی شہادت قبول نکی ہوگی لا حول ولا قوۃ الا باللہ
قولہ طرف حضرت امیر کی رجوع کرنا اہ **اقول** جب تمہو دیکہلیا کہ حضرت امیر نے بہی باوصف اپنی خلافت کے اونکی
طرف کو رجوع کیا تہا یعنی وہی عملدرآمد کیا تہا جو اونہون نے کیا تہا تو اب ہم اونکو کس منہ سے یہ الزام دین کہ اونکو جناب
امیر کیطرف رجوع کرنا چاہئے تہا واللہ ان ہذا لشی عجاب **قولہ** ابن ابی الحدید نے اہ **اقول** مین متحیر ہون کہ ابن ابی الحدید
کس قطار وشمار مین علماء اہلسنت کے نزدیک معدود ہین اور اونکی کتاب شرح نہج البلاغۃ کس گنتی مین ہے کہ [illegible]
لوگ بڑے کود کود کے اونکے اقوال ہم پر سند لاتے ہین اگر وہ معتزلی تہے تو سب اکثر اصول تمہارے موافق اور فروع
ہمارے موافق تہے پہر اونکے قول کا کیا اعتبار اور اگر خالص سنی تہے تو اونکی توثیق اور اونکی اس کتاب کی توثیق فرمایا

ہمارے علماء محققین اہلسنت سے ثابت کردیں تب اونکے اقوال سے سند لاؤ وانّی لکم ذلک ودونہا خرط القتاد اور جسکو ہذا کلام
لاجواب کہا ہے اوسکا جواب صاف صریح یہ موجود ہے کہ فرضیت بذلک واغضبت العبد علیہ وکان یاخذ غلتہا
فیدفع الیہم منہا ما یکفیہم الخ علی ما فی ابن میثم تو جب اونہوں نے اونکو راضی کر لیا تو یہہ کلام مورد ملام کیسے لاجواب
شمار کیا گیا تو پھر اسکو بھی جانے دو خود ابن ابی الحدید صاحب بھی یہ روایت لکھتے ہین کہ فلما قالت اصنع بہا
کما کان یصنع ابی قال فلک علی اللہ ان اصنع فیہا کما کان یصنع ابوک قالت اللہ لتفعلن قال اللہ لافعلن قالت اللہم
اشہد فکان ابو بکر یاخذ غلتہا الخ پس اس روایت سے بھی مطلب ہمارا برآیا کہ اونکو راضی کیا وہذا ہو المدعا فالحمد للہ
علی ما تمسکتم بہ موجود ما شاء اللہ قال اور اہل سنت یہہ جو کہتے ہین کہ یہہ ہمارے نزدیک ثابت نہین بلکہ مشکوۃ مین
یہہ روایت موجود ہے وہ یہی ہے کہ فاطمہ زہرا نے اپنے پدر عالی قدر سے اس فدک کو طلب کیا اونحضرت نے
انکار کیا اور آپ اوسکی آمدنی لوگون کو تقسیم کرتے رہے پس یہ کلام بھی اونکا غلط محض ہے اس لئے کہ اول تو یہہ روایت
... ہے ... حجت نہین ہو سکتی ہم اہل سنت کی روایت کو کیون مانین دوسرے یہہ روایت
اسناد و دوسری روایت ایسی کوئی اہل سنت کے ہان بھی نہین تیسرے ابو سعید خدری کی روایت جو
کہ اہل سنت کی ... مسطور ہے اس روایت کی تکذیب کرتی ہے کہ حاکم اور ابن نجار اور بزار اور ابو یعلی اور ابن ابی حاتم
اور ابن مردویہ نے اپنی کتابون مین اوسکو نقل کیا ہے جیسا کہ در منثور اور ... معرفۃ الصحابہ وغیرہا کتب اہل سنت
مین ... ہین چوتھے مشکوۃ کی جو روایت ہے اوسکو ابو داؤد نے باین اسناد روایت کیا ہے حدثنا عبد اللہ
ابن الجراح ثنا جریر عن المغیرۃ قال جمع عمر بن عبد العزیز الخ تو اول راوی اسکا عبد اللہ بن الجراح نزد اہل سنت
کثیر الخطا تھا چنانچہ کاشف ذہبی مین اس راوی کے لئے مذکور ہے قال ابو حاتم کان کثیر الخطا پانچوین جریر کہ دوسرا
راوی اس روایت کا ہے وہ بھی نزدیک اہل سنت کی قبل از موت خود بد حافظہ ہو گیا تھا بیہقی نے اپنے سنن مین
... لکھا ہے کہ آخر عمر مین سوء حفظ کی طرف منسوب ہوا میزان ذہبی مین ہے ذکر البیہقی فی سننہ فی ثلثین
حدیث الجریر بن عبد الحمید قال قد نسب فی آخر عمرہ الی سوء الحفظ سوا ان چھ کے اور بھی حجتین اوسکے رد کی
کتاب تشیید المطاعن مین مرقوم ہین پس یہ روایت اہل سنت کی اونکے بھی نزدیک بسبب ان دلائل متینہ کی
پایہ اعتبار سے ساقط ہے چہ جائیکہ شیعہ لوگ اوسپر کسیطرح حجت نہین ہو سکتی ہمارے مخالف رحمہم اللہ تعالیٰ
اللہ عادتین ہین کہ وہ ایسی روایت اپنی ہمارے مقابلہ مین پیش کرتے ہین کہ اون کے نزدیک بھی بسبب مجروح ہونے
اوسکے راویون کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہے مگر بیچارے کیا کرین حالت اضطرار مین کچھ بھی کہین اگر ایسی نہ کہین

[illegible] نہ پایا ہیں تو کیا اگر یں کسیطرح اس طعن غصب فدک کو بھی پا لیں چونکہ یہ طعن نہایت
[illegible] باطل اور بہ نہادت اور تدلیس مخالفین ظاہر ہو جاتی ہے **قولہ** ہم لوگوں
[illegible] نہیں ہو سکتی اہ **اقول** [illegible] سمجھو کر آپ سمجھتے ہیں کہ اس اپنی روایت کو ہم آپ پسند گردان لیکے
[illegible] آپ نہیں سمجھتے کہ انکی حجت کو ہم اپنے اوپر سے بذریعہ اس اپنی
روایت کے دفع کرتے ہیں [illegible] بعید الاول باطل والثانی جائز عند الفریقین **قولہ** یہ روایت
احادی ہے اہ **اقول** حضرت ابو سعید [illegible] کی یہی روایت احادی ہے کچھ متواتر نہیں اور دوسری اور کوئی روایت
[illegible] فلا ترجیح لہا علی ہذا **قولہ** تکذیب کرتی ہے اہ **اقول** جواب گویا دو متعارض
[illegible] ساقط الاعتبار ہوئیں مگر ہم کیونکر اسکو ساقط سمجھیں کہ اسکو ترجیح
[illegible] اول تو بموجب اپنی روایت کے وقت غصب کے شہادت نہیں دی
[illegible] روایت کرنیکو موجود ہو گئے دوم جابعون خلیفون [illegible] عمل
نہیں کیا [illegible] اور اس اجماع میں حضرت معصوم بھی داخل ہیں تو بالضرور مغلوب و مجروح
[illegible] **قولہ** کثیر النسیان تھا اہ **اقول** بوسلم کثیر النسیان ہونے سے اوسکا دائم
[illegible] لازم نہیں آتا اور ایسے ہی قبل از موت بد حافظہ ہو جانے سے تو اب ہم اس روایت
کو کیونکر [illegible] **قال** یہ بھی بات کہ صاحب قول الفصل نے ازالۃ الغین سے روایت ابو البختری
[illegible] حضرت فاطمہ [illegible] کہا لم یصدقنی فی فدک [illegible] ہیں اس کے جواب میں عرض
[illegible] ابو البختری [illegible] المذہب اور کذاب تھا چنانچہ رجوع کرنے سے طرف کتب رجال
کی معلوم ہوتا ہے [illegible] استدلال [illegible] روایت سے کسیطرح درست نہیں مخالف پہلے ابو البختری کا معتمد ہونا
ہماری کتب رجال سے ثابت کرے بعد ازاں پاسے استدلال اسکو پیش کرے و دونہ خرط القتاد سوا اس کے
صاحب ازالۃ الغین نے ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور ابن ابی الحدید
نے ابو بکر جوہری سے اسکو اسطرح نقل کیا ہے قال ابو بکر حدثنا ابو زید قال حدثنا محمد ابن عمر [illegible] عن
شعبہ عن [illegible] ابی البختری قال قال لہا ابو بکر لما طلبت فدک بابی انت وامی انت عندی الصادقۃ
الامینۃ [illegible] رسول اللہ [illegible] فی ذلک عہدا [illegible] وسلمت الباب فقالت
لم یصدقنی [illegible] فقال اشہد لقد کان رسول اللہ یقول

یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث اور صاحب لمعۃ البیضاء نے شروع فصل مین اس امر کو ظاہر کر دیا ہی کہ ہم اس مقام
مین اکثر روایات مخالف لوگونکی نقل کرونگا چنانچہ قول اونکا و اکثر ما نذکرہ ہہنا من الاخبار انما ہی من طرق العامۃ
دو ورق قبل اس روایت کے ہمارے دعوے پر بڑی دلیل ہی اور ابن ابی الحدید نے بعد نقل اس روایت کے
لکہا ہی و فی ہذا الحدیث من الاشکال ما ہو ظاہر لانہا قد ادعت انہ عہد الیہا رسول اللہ صلعم بذلک اعظم العہد
و ہو النحلۃ فکیف سکتت عن ذکر ہذا لما سالہا ابو بکر و ہذا اعجب من العجب تماشا تو یہ ہی کہ ابن ابی الحدید نے بہی اس
روایت کو قبول نہین کیا اور سکوت حضرت زہرا سے کہ در باب ہبہ اور عہد رسول جو اس مین مذکور ہی تعجب کیا
بلکہ صاف لکہدیا کہ رسول مقبول نے عہد کیا تہا اور وہ اعظم العہد یعنی ہبہ تہا صاحب قول الفصل نے واسطے دہوکہ
دینے کے اوس روایت کو ہماری طرف منسوب کیا اور یا اوسکو یہ شبہ ہوا کہ قبل اس روایت کے یہ مذکور ہی وردنا کا
فیہ تو روی صیغہ ماضی معروف کا نہین صیغہ ماضی معروف مین یہ گمان ہوتا تہا کہ قبل اس کے روایت کشف الغمہ
سے منقول ہی تو صاحب کشف نے اپنی کتاب مین اسکو مذکور کیا ہو کشف الغمہ حقیر کے پاس موجود ہی اوسمین نہ لکہا ہوا
یہ روایت اوسمین ہرگز نہین بلکہ روی فیہ کے معنی یہ ہین کہ روایت کی گئی ہی اس باب مین یا اس مقام مین او روی
صیغہ ماضی مجہول کا ہی قولہ ابو البختری عامی المذہب اہ اقول عامی و کذاب تمہارا ابو البختری نہین تہا بلکہ یہی ہو کہ
سمجہہ کہتے ہو کہ اوسکو کرونا ہو عجب ہی کہ تمہاری ساری کلینی جو فاسد المذہب اور کذابونکی روایات سے بہری ہی چنانچہ شرح
ملا صدرا کے ملاحظہ سے یہ امر عیان ہی تو ان روایات کو تو تم سب کو بسر و چشم رکہتے ہو اور یہ دو روایت ابو البختری نے جو
بیہقی نے روایت کی ہین کہ ایک اونمین سے کلینی مین ان العلماء ورثۃ الانبیاء ہی اور ایک یہ روایت ہی کہ حضرت امیر نے حق نظام ہی
اور نہی کو تم اس بہانہ سے بے اعتبار ٹہراتی ہو یا للعجب کیسی بے انصافی انکی ہی خیر علاوہ اسکے ہم یہ کہتے ہین کہ ابو البختری تمہارا
کیسا ہی عامی و کذاب ہو مگر اوسکی یہ دو نو روایت حق کی موافق ہین کہ جو اجماع صحابہ سے ہے اور انحصار توریث آنحضرت
کی اور اس اجماع مین بالبداہت حضرت معصوم بہی داخل و شامل ہین تو یہ دونو روایت اوسکی شاید بحکم و قد یصدق
الکذوب تو تصدیق کے صادر ہوگئی ہونگی اور جو بعد اس اجماع کی اور کسی روایت کے محتاج نہین رہے کوئی روایت
ہو جہوٹے یا سچے یہ اجماع ہکو ایسی دلیل ہاتھ لگا ہے کہ اسکو لغزش ہرگز نہین ہو سکتی اور طعن الائمہ کی حاشیہ مین ابو البختری
کی روایاتکی نسبت لکہا ہی کہ ایراد انکہ ہمین روایات نہ برای تایید اثبات امور متفق علیہا ست الخ بس جبکہ یہ اجماع امور
متفق علیہا سے ہی تو ایراد این ہمہ روایت برای تایید و اثبات آنچہ اجماعی کی نخواہد داشت و ہو المطلوب قولہ
سوای اسکے صاحب لمعۃ البیضاء اہ اقول یہ تمہارے محض سخن سازی ہے ورنہ صاحب لمعۃ البیضاء نے نہ اسکو ساقط

میں کوئی ایسا لفظ کہا کہ جس سے اسکا منقول ہونا شرح ابن ابی الحدید سے ثابت ہوتا ہو اور نہ کوئی ایسا لفظ [illegible]
اسکی سیاق میں کہا غرض کہ یہ سخن سازی تمہاری محض دروغ بے فروغ ہے باقی رہا ابن ابی الحدید کا اس روایت کو شیخ
شہر حسین ابو بکر جوہری سے نقل کرنا فلو سلم تو لم لا یجوز کہ یہ دونو بھی اپنی اپنی کتابوں میں دونو فریق کی روایات لاتے ہوں اگر
یہ شہوں الزام نکیا ہو کہ صرف اہلسنت ہی کی روایات لاویں [illegible] تم نے اپنے ابن ہیثم کو کہا ہے جیسے [illegible] ابن
ابی الحدید اور ابو بکر جوہری کو کہتے ہیں خاص ہم مذہب سنیوں قولہ ہماری زبانی کچھ دلیل نہو اقول حاشا [illegible]
کبھی دلیل ہے اسلئے کہ اول تو ابو الحدید سے ہونا اس روایت کا کہ وہ راوی [illegible] تمہارا [illegible] دلیل ہو [illegible]
روایت تمہاری ہی ہو ہماری نہیں دوم روی فیہ کا لفظ جو اسکے صدر میں [illegible] شروع کیا ہو تو اسکی معنی سوای
اسکے نہیں ہو سکتے کہ جس کتاب میں [illegible] قبل کی روایت مذکور ہو [illegible]
پس اگر تمکو یہ روایت کشف الغمہ میں دستیاب [illegible] صاحب الغمہ [illegible]
نہو گا سوم طرف مخالف سے وہ روایت لائی ہو کہ جو [illegible] مدعا ہو اور یہ روایت [illegible] شیعہ کے مفید [illegible]
غیر مفید کو غیر کے [illegible] کیوں لا یا [illegible] اسکی [illegible] اس کتاب [illegible]
جگہ تو دکھلاؤ ورنہ اہل علم [illegible] اور [illegible] تمہاری مجہول [illegible] اللہم [illegible]
آمنا و صدقنا کہیں جیسے تمہارے رسالہ پر تقریظات لکھنے والوں نے آمنا و صدقنا کہا قولہ [illegible] ابن ابی الحدید اقول
ابن ابی الحدید اگر پکا سنی ہوتا تو بجای اسکے یوں کیوں نہ لکھتا و من ہذا الحدیث یقع فی [illegible] اشکال ظاہر [illegible]
ان فاطمة اذا انکرت بنفسها و طلبا منها ان النبی صلی الله علیه [illegible] طلبت [illegible] ابن ابی الحدید [illegible]
اس روایت کو باوجود مسند باسناد [illegible] روایت ہے سے باوصف غیر مستند [illegible] اشکال بنایا یا حالانکہ
بالعکس بنانا چاہیے تھا تو خود معلوم ہو گیا کہ رجحان اوسکا طرف رفض کے ہی [illegible]
اب ہمپر اوسکے اقوال کی کیا حجت ہو سکتی ہے قولہ بلکہ روی فیہ کے معنی [illegible] اقول [illegible]
اوسکے کلام میں دکھاؤ کہ کہیں [illegible] روی فیہ کہا ہو اور یہ معنی تمہاری طبع زاد [illegible] قال
بعد اہلسنت یہ جو لکھتے ہیں کہ آیہ کریمہ وآت ذا القربی حقه تو مکہ میں نازل ہوئی تھی اور جس سورہ [illegible]
قران منقسم ہو وہ سورتیں مکیہ ہیں [illegible] فدک [illegible] حضرت رسول خدا [illegible]
تھی فدک تو جب حضرت کے پاس آیا تھا پھر کسطرح ہو جب اس آیت کے حضرت [illegible] فاطمہ [illegible] کو دیا [illegible]
کہنا اونکا محض ناواقفوں کے دھوکا دینے کے لئے [illegible] سورۃ [illegible]

ہجرت ہو چنانچہ اتفاق سیوطی مین مذکور ہو ان المکی ما نزل بمکۃ ولو بعد الہجرۃ اور جناب مستطاب مفتی سید محمد قلی طاب ثراہ
نے تقلیب المکاید مین بعد اس جواب کے تحریر فرمایا ہی و اگر ازین ہمہ مراتب تنزل کنیم پس ممکن است کہ جواب دادہ شود
کہ اگرچہ فدک در مکہ نبود لیکن چون حق تعالیٰ شانہ بعلم ازلی میدانست کہ رسول خدا صلعم را بعد از ہجرت بمدینہ و فتح خیبر
از دست حق پرست حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب ع فدک بدست خواہد آمد حکم آن از پیشتر نازل کردہ و در نزول
حکم امریکہ در استقبال خواہد شد پیش از وقوع آن محا نقضے نیست و امثال بسیار است و فخر الدین رازی در تفسیر کبیر در ذیل تفسیر
قولہ تعالیٰ وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس گفتہ القول الثالث فی الرویا قال سعید بن مسیب رای رسول اللہ
بنی امیۃ ینزون علی منبرہ نزو القردۃ فساءہ ذلک وہذا قول ابن عباس فی روایۃ والاشکال فیہ ان ہذہ الآیۃ مکیۃ وما
کان رسول اللہ بمکۃ منبر قال ویمکن ان یجاب عنہ بانہ لا یبعد ان یری بمکۃ ان لہ بالمدینۃ منبرا یتداولہ بنو امیۃ یہ آیہ ماجعلنا
ہی تو مکہ مین نازل ہوئی تہی اور مکہ مین منبر رسول خدا نہین تہا فخر الدین رازی نے تو اوسکا یہ جواب دیا ہی کہ خبر منبر
رسول کی خدا نے مکہ مین ہی حضرت کو دی تہی اور یہی تفسیر کبیر مین ہی کہ نزول آیات کا دو بار بہی ہوا ہی سورہ فاتحہ کے
بارہ مین لکہا ہی ہذہ السورۃ نزلت بمکۃ مرۃ وبالمدینۃ مرۃ اخری فہی مکیۃ ومدنیۃ یعنی یہ سورہ نازل ہوئی ہی مکہ مین ایکبار
اور مدینہ مین دوسری بار پس یہ سورہ مکیہ مدنیہ ہی اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکہا ہی الم احسب الناس
بعد احد کے نازل ہوئی ہی اور یہ آیت اول سورہ عنکبوت ہی اور یہ سورہ بالاتفاق مکیہ ہی پہر لکہا ہی کہ آیہ مذکورہ
بیشک مدینہ مین نازل ہوئی ہی اوسکو سورہ مکی مین شامل کردیا ہی پس بسبب اکثر ہونے آیات مکیہ کے سورہ عنکبوت
مکی کہی گئی چنانچہ لکہا ہی غلب علیہا النسب المکی لان الاکثر کان بمکۃ پہر کہا ہی کہ مثل اسکی قرآن مین بہت ہی چنانچہ سورہ
نحل مکی ہی بالاجماع اور تین آیتین اوسکی آخر کی مدینہ مین بعد یوم احد نازل ہوئی ہین اصل عبارت یہ ہی ومثلہ فی القرآن
مثل ہذا کثیرۃ السورۃ النحل قالوا انہا مکیۃ بالاجماع وآخرہا ثلث آیات نزلت بالمدینۃ بعد یوم احد پس یا یہ آیت وآت
ذا القربی حقہ دو بار نازل ہوئی ایکبار مکہ مین اور دوسری بار مدینہ مین یا پیشتر ہی خدا نے حکم نازل فرمایا تہا اور یا
مدینہ مین ہی نازل ہوئی اور سورہ مکی مین شامل ہوگئی ہی بہر نوع یہ وجہین جواب مخالفین کے لئے کافی اور وافی ہین اور مسند
ان وجوہ کی کتب اہل سنت مین موجود ہی پس باطل ہوگئی تقریر صاحب قول الفصل کی جو تقلید مین شاہ عبد العزیز کی پیش
کی تہی فللہ الحمد علی ذلک حقیر نے بطور اختصار اسکو لکہا ہی تفصیل اسکی تقلیب المکاید مین مسطور ہی جو چاہے اوسمین دیکہ
لے اور وآت ذی القربی حضرت رسول خدا کی حسب تحریر ثعلبی فاطمہ زہرا علیہا اور انکی اولاد امجاد ہین اصل عبارت یہ ہی قال
علی بن الحسین علیہ السلام لرجل من اہل الشام اقرات القرآن قال نعم قال قرات فی بنی اسرائیل وآت ذا القربی حقہ قال

واٰتِ ذا القربیٰ حقه الیٰ آخر الآیة قال لهم یعنی حضرت امام زین العابدین نے ایک شخص شامی سے فرمایا کہ کیا تو نے
قرآن پڑھا ہے جواب دیا کہ ہاں فرمایا کہ سورۂ بنی اسرائیل میں آیۂ آت ذا القربیٰ حقه بھی پڑھی ہے جواب دیا کہ تم ذوی القربیٰ
ہو ایسے کہ حکم کیا ہے خدا نے اونکو حق دینے کے لئے فرمایا حضرت نے کہ ہاں انتہیٰ خلاصته اور مسلم اور بخاری اور احمد بن حنبل
نے اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کی ہے لما نزلت قوله تعالیٰ قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ قالوا یا رسول الله
من قرابتک الذین وجبت علینا مودتهم قال علی وفاطمة وابناهما یعنی جس وقت نازل ہوئی آیۂ کریمہ قل لا اسئلکم علیه اجرا
الا المودة فی القربیٰ لوگوں نے کہا خدمت بابرکت حضرت رسول خدا میں عرض کی کہ یا رسول الله قریب لوگ آپ
کے کون ہیں ایسے کہ واجب کی ہے الله تعالیٰ نے ہمپر اون کی مودت فرمایا علی اور فاطمہ اور دونوں بیٹے اونکے یعنی حسن
اور حسین علیهما السلام انتہیٰ خلاصته اور مسکین اور ابن السبیل سے مساکین اور ابناء السبیل اولاد حضرت فاطمہ زہرا مراد ہیں
قوله بہر نوع یہ وجہین اه **اقول** یہ تمام وجوہ ہرچند کہ مسلم نہیں لیکن [illegible] منقول کسی سے نہیں پایا
جاتا کہ یہ آیت مدنیہ ہی یا مکی ہے بعد از ہجرت نازل ہوئی تھی یا دو دفعہ نازل ہوئی [illegible] یہ بھی بعید بات ہے کہ اتنی مدت تک
آنحضرت صلعم نے اس آیت پر عمل نکیا ہو یعنی حق ذوی القربیٰ نہ دیا ہو [illegible] ذوی القربیٰ اور اونکے حق
کی بجا نہیں تو ظاہر حال اسیکو تقاضا کرتا ہے کہ یہ آیت قبل از ہجرت مکہ میں نازل ہوئی اور فوراً آنحضرت صلعم نے اوسپر عملدرآمد کیا
الغرض ہماری یہ دلیل عقلی بھی نقلی ظاہر ہے یہ دافع سب تحمل الاحتمالات العقلیة والله اعلم بالصواب **قوله** فاطمہ زہرا اور اونکی اولاد
امجادی اه **اقول** تو شاید حضرت علی آیۂ الا المودة فی القربیٰ میں داخل نہونگے اور اگر ہیں تو وآت ذا القربیٰ حقه میں بھی اونکو
داخل رکھوگے یا نہیں اگر رکھوگے تو وہ بھی موہوب له فدک کے ہوے یا نہوے اگر ہوے تو وہ مدعی بھی ہوے یا گواہ ہی
رہے اول باطل بالبداہت اسلئے کہ کہیں مذکور نہیں کہ انہوں نے اپنے لئے دعویٰ فدک کا کیا تھا اور اگر گواہ ہی رہے
تو انہوں نے باوجود موہوب له ہونیکے کیوں اپنا دعویٰ ترک کیا اور اگر ترک کیا تو جناب سیدہ نے انکی مانند کیوں نکیا
اور اگر موہوب له نہیں تھی تو آنحضرت صلعم باوصف انکی بھی ذوی القربیٰ ہونیکی انکو موہوب له کیوں نگردانا یہ جور ہوا یا
عدل بینوا توجروا الغرض جب تک سیہ کی روایت کو غلط نکہوگے ایسے ہی ایسے جھگڑے قصد او نہیں گے پھر انکو سمجھا چکنا
مشکل ہوگا این الفرار ابن الفر کرتے پہروگے اور کہیں ٹھکانا نہیں ملیگا **قوله** اور مسلم اور بخاری اه **اقول** یہ روایت
صواعق محرقہ میں بحوالہ احمد اور طبرانی اور ابن ابی حاتم اور حاکم مذکور ہے اور یہ بھی اوسمیں مذکور ہے کہ فی سندہ شیعی غال
لکنه صدوق تو ایسی حدیث بخاری و مسلم میں بہلا کیسے ہوتی اور اگر ہوتی بھی تو صاحب صواعق حواله اونکا کیوں
نفرماتے یہ محض آپکی خبط نویسی ہے اگر سچی ہو تو بخاری و مسلم سے اسکی تعیین تحریر کرو اور مراد یہاں حصر نہیں ہے بلکہ

بلکہ اقرب فالاقرب آنحضرت کی اولاد عبد المطلب جملہ الا المودۃ فی القربی مین داخل ہین چنانچہ ثبوت اسکا رسالہ فصل الخطاب
مین از کتب شیعہ موجود ہے تو آت ذا القربی حقہ مین بھی داخل سمجھنا اونکا واجب ہوا آخر یہی حضرت فاطمہ اونمین اقرب
ہوئین لیکن ماسوائے اونکو اس سبب سے بالکل ناحق محروم نہین ہوگئی تو اب بتاؤ کہ اگر آنحضرت نے بموجب اس آیت
کی حضرت فاطمہ کو فدک دیا تو اوروں کو کیا دیا و نیز مساکین و ابن السبیل کے واسطے کیا چھوڑا و نیز تم بھی تو ابنا ذوی القربی
کے ساتھہ مامور ہو تو تم مثل آنحضرت کے اپنی بیٹیون پر کچھہ جائداد اپنی حیاۃ مین ہبہ کیون نہین کیا اگر کیا ہو علی ما ہو مشرح فی الفصل
الفصل **قولہ** اور مسکین اور ابن السبیل سے اہ **اقول** فعلی ہذا آنحضرت صلعم نے اس آیت کی موافق کبھی عمل نکیا نہ مسکین و ابن السبیل
اولاد فاطمہ سے انکے عہد مین کوئی ہوا اور نہ انکا حق آنحضرت نے اونکا کیا تو یہ خوب آیت کلام اللہ مین برآمد ہوئی کہ جسپر حضرت پیغمبر نے
باوجود ما معہ بالخصوص ہونیکے کبھی عمل نکیا ہو دوم یہ تخصیص بلا مخصص کہانسے آئی کہ جسنے تمام زمانیکے مساکین
و ابناء السبیل کو تو مطلق محروم کیا اور اولاد فاطمہ ہی کے مساکین و ابناء سبیل کو خاص حقدار بنایا یہ تخصیص اگر ہے تو روی
زمین کے مساکین و ابناء سبیل اولاد فاطمہ ہی بنجائینگے اور تبدیل نسب کے معصیت مین گرفتار ہونگے یہ عصیان اونکا
تمہارے اعمال نامہ مین ثبت ہوگا سوم مساکین و ابناء السبیل غیر از اولاد فاطمہ تمہارے پیغمبر کو مطعون کرینگے کہ
نہ معلوم ہماری پیغمبر نے بموجب مثل زنان کے کہ گھونسا جو نوی ہے تو بیٹیہی کی طرف کو نوی ہے اپنون ہی کو دیا اور
کسیکو کچھہ نہ دیا نہ زکوۃ مقررہ نسبۃ اپنے مال پر واجب رکھی نہ صدقہ نافلہ سوائے اولاد فاطمہ کے کسی اور کا حق رکھا۔
چہارم جب مساکین و ابناء سبیل غیر از اولاد فاطمہ ناحق ہوگی تو مضطر ہوکر چوری وغیرہ کے مرتکب ہونگے یہ معصیت
بھی اونکی تمہارے نامہ اعمال مین درج ہوگی خدا کے واسطے ایسے تخصیصات اختیار نکرو کہ جنسے غیروں کی معاصی سے
نامہ اعمال تمہارا سیاہ ہو و ما علینا الا البلاغ **قال** سوا اسکے یہ مضمون ہبہ کرنے فدک کا بنام جناب فاطمہ
زہرا صلوات اللہ علیہا بعد نزول آیہ کریمہ و آت ذا القربی حقہ کچھہ ہم اہل حق کی ہی تنہا کتابو نمین مذکور نہین بلکہ
اہل سنت کی بھی کتب معتبرہ مین جابجا مذکور ہے مین اس مقام پر مناسب وقت جا نکر چند سندین اہل سنت
کی کتابون سے مذکور کرتا ہون حبیب السیر مین کہ حسب تحریر شاہ عبد العزیز در باب مطاعن تحفہ اثنا عشریہ کتب
معتبرہ اہل سنت سے ہے یہہ مذکور ہے در مقصد اقصی بدین عبارت مزبور است کہ بعضی گویند حضرت رسالت نبوی
فدک امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بردست او میسر واقع شد بر آن نہج کہ امیر مقصد خون ایشان نکند و حوالیط
خواص از آن رسول باشد پس جبرئیل فرود آمد و گفت کہ حق تعالی فرماید کہ حق خویشان بدہ رسول گفت خویشان
من کیستند و حق ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوالیط فدک بدو دہ و آنچہ از آن خدا و رسول است در

فدک ہم بدو دہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و از برائے او حجتی نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول صلی اللہ علیہ وسلم
پیش ابوبکر آورد و گفت این کتاب رسولخدا ہست کہ از برائے من و حسن و حسین نوشتہ است انتہی اور مقصد اقصی
کے حوالے سے روضۃ الصفا مین یہ عبارت مذکور ہی کہ بعضی گویند کہ حضرت رسالت بسوے فدک حضرت امیر المومنین
علی را فرستاد و مصالحہ بر دست امیر واقع شد بران نہج کہ امیر قصد ایشان نکند و حوایط خاص از آن رسول اللہ
باشد پس جبرئیل فرود آمدہ گفت حق تعمبفر باید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہ فرمود خویشان من کیستند و حق
ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہ ست حوائط فدک را بدو دہ و انچہ از آن خدا و رسول است در فدک ہم بدو دہ پیغمبر
علیہ الصلوۃ والسلام فاطمہ را بخواند برائے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول اللہ علیہ السلام
پیش ابوبکر آورد و گفت این کتاب رسول خداست کہ برائے من و حسن و حسین نوشتہ انتہی آور معارج النبوۃ ملا
معین ہروی مین بہی درمیان وقایع سنہ سابعہ ایسا ہی مذکور ہی آور ریاض ابراہیمی مین یہ مسطور ہی اما ان فدک کان

فی ید فاطمۃ فیدل علیہ ما فی کنز العمال للشیخ علی المتقی فی صلۃ الرحم من کتاب الاخلاق عن ابی سعید قال لما نزلت

وآت ذا القربی حقہ قال النبی یا فاطمۃ لک فدک ای رواہ الحاکم فی تاریخہ قال تفرد بہ ابراہیم بن محمد بن میمون عن

علی بن عابس ابن النجار وفی الدر المنثور للسیوطی فی تفسیر قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ واخرج البزار وابو یعلی و

ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وآت ذا القربی حقہ دعا رسول اللہ فاطمۃ
فاعطاہا فدک خلاصہ یہ ہی کہ فدک تحقیق تہا قبضہ مین فاطمہ زہرا کے دال ہی اسپر وہ چیز کہ کنز العمال شیخ علی متقی
مین درمیان صلہ رحم کے ہی کتاب اخلاق سے وہ یہ ہی کہ ابی سعید خدری سے روایت ہی کہا جسوقت نازل
ہوئی آیہ کریمہ وآت ذا القربی حقہ فرمایا رسولخدا نے اے فاطمہ فدک واسطے تیرے ہی روایت کیا ہی حاکم نے اپنی
تاریخ مین اور تفسیر در منثور مین سیوطی کے درمیان تفسیر قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ کی ہی بزار اور ابو یعلی اور ابن ابی حاتم
اور ابن مردویہ نے ابی سعید خدری سے روایت کی ہی کہ کہا جسوقت نازل ہوئی یہ آیہ وآت ذا القربی حقہ حضرت
رسول خدا نے فاطمہ زہرا کو طلب کیا اور فدک انکو عطا کر دیا انتہی اور عطا بمعنی ہبہ ہی شرح وقایہ مین درمیان
کتاب مہر یہ مذکور ہی ینعقد وہبت ونحلت واعطیت اور جبکہ دعوی کرنا حضرت زہرا کا اوپر ہبہ کے گواہی دینا جناب
امیر اور مولای رسول خدا اور ام ایمن اور حسنین اور ام کلثوم علیہم السلام کا اور تصدیق کرنا دعوی ہبہ کا ابوبکر کا حسب
تحریر شاہ عبد العزیز اور یہ عبارت پس ابوبکر فاطمہ زہرا را در دعوی ہبہ تکذیب نکرد بلکہ تصدیق نمود اور وثیقہ کو حضرت
زہرا کا پیش ابوبکر کے جو لکہا ہوا جناب رسولخدا کا تہا پیش کرنا کہ جو معارج النبوۃ وغیرہ کتب اہل سنت مین با این عبارت

عبارت مذکور ہی پیغمبر فاطمہ را بخواند و برائے وے حجت نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از وفات رسول پیش ابوبکر صدیق
آورد و گفت این کتاب رسول خدا است کہ برائے من و حسن و حسین نوشتہ است اور ابوبکر کا فدک کو قبضہ سے حضرت
زہرا کے نکالنا جو کتب اہل سنت میں مثل کتاب الاکتفا ابراہیم بن عبد اللہ یمنی شافعی باین عبارت مذکور ہی ان ابابکر
انتزع من فاطمہ فدک اور فدک کا حضرت زہرا کے قبضہ میں ہونا کہ جو نہج البلاغہ میں کلام معجز نظام جناب امیر ع
باین عبارت مذکور ہی بلی کانت فی ایدینا فدک اور جو بیاض ابراہیمی میں باین عبارت وارد ہی اما ان فدک کانت
فی ید فاطمہ فیدل علیہ ما فی کنز العمال اور پورے نہونے مضاب کا جواب جو کتب کثیرہ معتمدہ اہل سنت میں جابجا
مسطور ہی اور یہ امور عمدہ طور سی کتابوں سے اہل سنت کی بصراحت ثابت اور متحقق ہین اندرین صورت ایسی
توجیہات بیہودہ یا معد تاویلات رکیکہ اہل سنت کی کسطرح قابل قبول ہونگی اہل عقل و ہوش ذرا تو سمجھین
یہ تو زبردستی دعوی صحیح اور مطالبہ حقہ حضرت زہرا پارہ جگر رسول خدا کو ماننا ہی اہل علم اور صاحبان عقل تو باوجود
ایسے ثبوت سے کہ جو معرض بیان میں آیا اصلا اسطرف خیال نہین کرنے کے البتہ کم علموں اور ناواقفوں سے
بہکانیکے لیے یہ حیلے خوب ہین **قولہ** حسب السیر مدن اہ **اقول** یہ کلام خود کہ بلفظ بعضی میگویند مصدر ہی لہذا اسکا
جواب اسیمین سے پیدا ہوگیا اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال بعض سے مراد یہ ہو مخالفین ہمارے ہوں کہ جو قائل ہین ہبہ اور دعوی ہبہ
کے پس خواہ اونہونے سچ شکر یہ کہا ہو اور خواہ اونکا قول بادصف ظہور تشیع اونکی سے کہ اس کتاب والے نے
نقل کیا ہو اور اوسکے ضعف پر بلفظ بعضی میگویند اشعار فرمایا ہو واللہ اعلم بالصواب **قولہ** اور فیاض ابہی ہی اہ
اقول ہم اول ہی لکھچکے کہ حضرت ابو سعید خدری اگر اسمقدمہ مین گواہی بھی دیتے تب تو یہ روایت اونکی قابل
قبول تھی اور جبکہ وہ وقت گواہی کے تو کام نہ آئے اب جو کبھی پائی اونکی روایت کو کون سنتا ہی کب وہ قابل
سماعت کی ہی مخالفین ہی کی فریب دہی بلا ریب واللہ اعلم بالصواب **قولہ** حسب تحریر شاہ صاحب اہ **اقول** جس کلام کو کہ
حضرت مولانا نے بدین لفظ مصدر کرکے شروع کیا ہی کہ بگفتہ شیعہ این روایت را قبول کردیم او سکلام کو تم حجت
قرار دیتے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ اسکی ذیل مین جو کچھ اونہونے کہا وہ اونکا اعتقاد ہوگیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ
نہی ہی فہمید آپکی اس فہمید پر تصنیف کرنیکو بیٹھ گئے تو علما مصنفین کا بھی اعتبار کھویا اور بدنام کیا شاید مصرع بدنام
کنندۂ نکو نامے چند آپکی ہی مرحمین ہیں وارد ہی **قال** اور شاہ عبد العزیز نے جو تحفہ میں لکھا ہی کہ دعوی ہبہ از حضرت زہرا
وشہادت دادن حضرت علی و ام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات در کتب اہل سنت اصلا موجود
نیست در جواب اس کے مین یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی شاہ صاحب سے دریافت کرے کہ ابراہیم بن

عبد اللہ یمنی شافعی نے جو اپنی کتاب الاکتفا مین لکہا ہے فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطانی فدک
اسکے کیا معنی ہین اور اسی کتاب مین جواب ابی بکر کے بارہ مین جو مذکور ہے فقال لہا ہل لک علی ہذا بینة اسکا کیا مطلب
ہے اور اگر جناب فاطمہ زہرا نے دعوی ہبہ نکیا تہا تو یہ جواب حضرت ابو بکر نے کس بات کا دیا اور گواہ و بینہ
کیون طلب کی اور اسی کتاب مین بعد اسکے یہ جو مذکور ہے فجاءت بعلی فشہد لہا ثم جاءت بام ایمن فقالت
الیس تشہد انی من اہل الجنة قال بلی قالت فاشہد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعطانا فدک شاید یہ عبارت
شاہ صاحب نے نہ دیکہی ہوگی یا دیدہ و دانستہ ناواقف لوگونکو بہکا دینے کے لئے یہ لکہدیا ہوگا مین کم علم لوگون
کے سمجھ لینے کے لئے خلاصہ مطلب عبارت کتاب الاکتفا کا لکہتا ہون وہ یہ ہے یعنی پس آئین فاطمہ زہرا نزد پس
کہا کہ تحقیق رسول خدا صلعم نے مجہے فدک عطا کر دیا ہے اور شرح وقایہ اور ترجمہ فارسی شرح وقایہ مین درمیان کتاب
ہبہ کے ہے کہ عطا اور نحل اور ہبہ کے ایک معنی ہین ابو بکر نے کہا کہ ای فاطمہ تیرے پاس اس دعوی کے گواہ بہی ہین
پس بار دیگر آئین فاطمہ زہرا مع علی ابن ابیطالب کے پس حضرت امیر نے گواہی حضرت زہرا کے دعوی کی دی
بعد اسکے آئین حضرت زہرا ام ایمن زوجہ رسول خدا کی ساتھ پس ام ایمن نے کہا کہ ای ابی بکر آیا تو گواہی نہین دیتا اس
بات کی کہ مین اہل جنت سے ہون ابو بکر نے کہا کہ ہان تم اہل جنت سے ہو ام ایمن نے کہا پس مین گواہی دیتی ہون
اس بات کی کہ تحقیق رسول خدا نے فدک حضرت زہرا کو ہبہ کیا ہے انتہت خلاصتہ اور تفسیر کبیر فخر رازی مین جو یہ مرقوم ہے
فلما مات صلی اللہ علیہ وسلم ادعت فاطمة رضی اللہ عنہا انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ینحلہا فدک یعنی جسوقت وفات
پائی رسول خدا صلعم نے دعوی کیا فاطمہ زہرا نے یہ کہ تحقیق جناب رسول خدا نے مجکو فدک ہبہ کیا ہے تو یہ عبارت
رازی کی بہی شاہ صاحب کے قول کی تکذیب کرتی ہے پہر فخر رازی نے بعد ایک سطر کے لکہا ہے فشہد لہا ام ایمن و مولا
رسول اللہ صلعم یعنی گواہی دی حضرت فاطمہ کی دعوی کی ام ایمن اور مولاے رسول خدا صلعم نے اور شرح مواقف
مین ہے وشہد علیہ علی والحسن والحسین وام کلثوم والصحیح ام ایمن فرد ابوبکر شہادتہم یعنی گواہی دی دعوی پر حضرت
زہرا کی علی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور ام کلثوم علیہم السلام نے اور صحیح یہ ہے کہ ام ایمن نے پس رد
کردی ابو بکر نے گواہی ان سب کی اب اہل ایمان اور صاحبان انصاف فرماوین کہ یہ فرمانا جناب شاہ صاحب کا
کہ دعوی ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی و ام ایمن یا حسنین علی اختلاف الروایات در کتب اہل
سنت اصلا موجود نیست صحیح ہے یا نہین اور جا بجا اسکے صاحب شرح مواقف نے یہ لکہا ہے انما الکلام فی [illegible]
فلم نحکم علیہ لان شہادة الولد لا تقبل لاحد ابویہ واجدادہ عند اکثر اہل العلم وایضا ما کان [illegible] ذلک الوقت [illegible]

واما علی وام ایمن فلقصورہما عن نصاب البینۃ یعنی حسن اور حسین کی گواہی بسبب فرعیۃ کے رد کی اس جہت سے
کہ گواہی اولاد کی قبول نہین ہوتی ماں باپ اور دادی دادا کے لئے نزدیک اکثر اہل علم کے و نیز وہ دونوں
تھے صغیر اسوقت مین اور لیکن علی اور ام ایمن انکی گواہی بسبب پورے نہونے نصاب گواہون کے رد
کردی کہ ایک مرد اور ایک عورت تھی شاہ صاحب اور اونکی مقلدین سے پوچھا جاوے کہ اگر جناب امیر اور ام ایمن
اور حسنین نے در باب ہبہ فدک حضرت زہرا کیطرف سے گواہی نہ دی تھی تو شرح مواقف مین یہ تحقیق اونکی
گواہی کے رد مین کیون مذکور ہے قولہ کہ ابراہیم بن عبد اللہ یمنی اہ اقول حضرت ابو سعید خدری کی اس روایت
نے غیر نقادین فن حدیث کو یہ دہوکا دیا ہے اور نقادین نے صاف فرمایا ہے کہ ہذا امر لا اصل لہ ولم یثبت بروایتہ و
انما ہو امر مستقل کما من عینی شرح البخاری فی السابق لیس ابراہیم بن عبد اللہ یمنی ہون یا امام فخر الدین رازی کا ایسا لکھنا
بلا سند روایت کی قابل اعتماد ہوگا قولہ اور شرح مواقف مین اہ اقول شرح مواقف مین یہ عبارت فان
قیل کی تحت مین بے شبہ مذکور ہے مگر قلنا کی تحت مین نہین آئی قلنا کے تحت مین جواب شروع کیا ہے [illegible] بوجہ
تشبثہ لو سلم کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وقوع دعوی ہبہ مجیب کو تسلیم ہے مگر شرح مقاصد مین جو دیکھا گیا تو اوسمین و لو سلم
صحتہ ما ذکر لکہکر جواب شروع کیا ہے تو پس یا تو یہ لفظ لو سلم کا قلم ناسخین سے سہوا یا خیانۃ شرح مواقف مین
رہا اور یا یہ ساقط اصل مجیب سے رہا ہے واللہ اعلم بالصواب **قال** اب رہا جواب الجواب تحریر صاحب
شرح مواقف کا وہ اسطرح ہے **اول** تو حضرت ابوبکر کا عمل اہل علم کی تحریر پر کب ہے بلکہ اور اہل علم اونکی کیے
ہوئے کو سند گردانتے ہین اگر یہ گواہی حسنین کی مانتے تو اور اہل علم ماں باپ کے لئے گواہی اولاد کی صحیح
جانتے دوسرے شہادت اولاد کی ماں باپ کے لئے اس سبب سے قبول نہوگی کہ اوسکا نفع شاہد کو پہنچے
ہے تو یہ اعتراض اہل سنت جانب ہے مین اپنے اس دعوی کی سند مین ایک قصہ جابر صحابی رسولؐ کا کتب سے
اہل سنت کی نقل کرتا ہون وہ یہ ہے کہ تاریخ الخلفا مین کہ جو معتبر کتاب اہل سنت کی ہے اور پیش نظر حقیر بوقت
تحریر اس تقریر کے حاضر ہے جلال الدین سیوطی نے لکہا ہے اخرج الشیخان عن جابر قال قال رسول اللہ لو جاء
نا مال البحرین اعطیتک ہکذا و ہکذا فلما جاء مال البحرین بعد وفات رسول اللہ قال ابوبکر من کان لہ عند رسول اللہ
دین او عدۃ فلیاتنا فجئتہ فاخبرتہ فقال خذ فاخذت حاصل یہ ہے کہ جابر نے کہا کہ فرمایا رسول خدا نے اگر مال
بحرین آویگا تو مین تجکو ایسا ایسا دونگا جب مال بحرین سے بعد وفات رسول خدا آیا ابوبکر نے کہا کہ جس شخص
کا قرض رسول خدا پر ہوا حضرت رسول خدا نے کسی سے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو وہ میرے پاس آوے

پس مین گیا اور مین نے رسول کے وعدہ کی خبر دی ابوبکر نے کہا لے لے پس مین نے لے لیا انتہت ملخصا
ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین درمیان شرح اس حدیث کے لکہا ہی وفیہ قبول
خبر الواحد العدل من الصحابة ولو جر ذلک نفعا لنفسه لان ابابکر لم یلتمس من جابر شاہدا علی صحة دعواہ یعنی
بیچ اس حدیث کے قبول کرنا خبر واحد عدل کا ہی صحابہ رسول سے اگرچہ نفع اوس خبر کا خاص اوسکے
نفس کے لئے ہو اس جہت سے کہ ابوبکر نے طلب نکئے گواہ اوپر صحت دعوی اوسکے کے یعنی بغیر گواہ لئے
محض جابر کے دعوی وعدہ رسول کو قبول کر لیا اور مال بحرین سے جابر کو دیدیا انتہت خلاصتہ اور
عینی نے اپنی شرح عمدة القاری مین لکہا ہی فیہ قبول خبر الواحد العدل من الصحابة ولو جر ذلک نفعا لنفسه
لان ابابکر لم یلتمس من جابر شاہدا علی صحة دعواہ خلاصہ اسکا قبل اسکے مذکور ہوا پہر گواہ طلب نکرنے کی وجہ
یہ لکہی ہے قلت انما لم یلتمس شاہدا منه لانه عدل بالکتاب والسنة اما الکتاب فقوله تعالی کنتم خیر امة وکذلک جعلناکم
امة وسطا فمثل جابر ان لم یکن من خیر امة فمن یکون واما السنة فلقوله علیه السلام من کذب علی متعمدا الحدیث ولا یظن
ذلک بمسلم فضلا عن صحابی یعنی خبر اینٖ بیت کہ طلب نکئے گواہ جابر سے ابوبکر نے اوسکے دعوی پر اس جہت
سے کہ وہ عادل تہا ساتھ کتاب و سنت کے اما کتاب پس بقول خدا کنتم خیر امة اور اسیطرح سے جعلناکم
امة وسطا اور سنت پس بسبب قول رسول خدا کے کہ خلاصہ مطلب جسکا یہ ہے جس شخص نے میرے اوپر جہوٹ
باندہا بالقصد اور عمدا پس چاہئے کہ دوزخ مین اپنے لئے جگہ مہیا کرے اور مسلمان پر اس بات کا گمان نہین
کیا جاتا کہ باوجود دعوی مسلمانی حضرت رسول خدا پر جہوٹ باندہے چہ جائیکہ صحابی اونکا ہو انتہت
خلاصتہ پس حیف ہی اہل سنت پر کہ ادنی صحابی پر تو تجویز کذب نکرین اور دعوی کو اوسکے بدلیل کتاب خدا و
سنت رسول خدا واجب القبول جانین اور اوسپر بسبب مسلمان اور صحابی رسول ہونے کے گمان اسبات کا
نکرین کہ حضرت رسول پر اسنے وعدہ اداے مال بحرین کا جہوٹ باندہا اور حضرت فاطمہ زہرا پر یہ امر تجویز
کرین کہ اونہون نے معاذ اللہ ہبہ فدک کا جہوٹا دعوی کیا تہا اور اہل سنت کے نزدیک العیاذ باللہ دعوی
ہبہ فدک حضرت زہرا کا واجب القبول تو بجاے خود سے ہی جائز القبول بہی نہو بلکہ اوسپر یہ امر تجویز کیا جاوے کہ
باوجود عدم قبض اونہون نے دعوی ہبہ کیا تہا آئی انصاف پسند لوگو فاطمہ زہرا تو بیٹی رسول خدا کی اور اونکی جگر
کا ٹکڑا بدلیل آیہ تطہیر انما یرید اللہ الایہ اور بموجب حدیث ان اللہ یغضب لغضبک گناہ سے بری اور محفوظ از
خطا اور معصوم تہین وہ کیسے حضرت رسول پر جہوٹ بولتین کہ آن جناب نے فدک میرے نام ہبہ کیا تہا

تہا اونکی پاس تو ہبہ نامہ تہا اور درصورت عدم قبض وہ کیونکر دعوی ہبہ کرتیں اس مسئلہ کو تو کم علم اور بچے ہم لوگ
بہی جانتے ہین اور حضرت امیر ایسے مجہول دعوی کی اونکو کیون اجازت دیتے اور براے گواہی ہبہ فدک بنام
حضرت زہرا اونکے ساتھ جاکر اداے شہادت کیون کرتے وہ حضرت بہی تو صحابی رسول تھے اگر اونہون نے گواہی
ہبہ دی تہی تو باستدلال کتاب و سنت اگرچہ نفع اونکے لئے تہا مانند جابر کی دعوے کی گواہی انکی ابوبکر نے
کیون قبول نکری اور اسکو اہل سنت مانند جابر کے دعوے کی کیون نہین مانتے اور حضرت زہرا کے بہی دعوے
کو مانند دعوی جابر کیون قبول نہین کرتے آخرکار شرف صحبت رسول خدا ﷺ تو وہ حضرت رکہتی تہین بس
باین دلایل اگرچہ نفع اس گواہی کا حسنین اور جناب امیر کو پہونچتا تہا مگر اہل سنت کو مجبوراً ماننا چاہیے اور
قول ابن حجر فیہ قبول خبر الواحد العدل من الصحابۃ ولو جر ذلک نفعا لنفسہ کو دیکہنا چاہیے یہ شق اختیار کرنی چاہیے اور
حضرت فاطمہ اور جناب امیر تو جابر سے بدرجہا شرف صحابیت رسول خدا زیادہ رکہتے تھی اہل سنت کیا
اس شرف کی بہی نفی کرتے ہین تیسرے اگر گواہی اولاد کی مان باپ کے لئے درست نہین تو جناب فاطمہ
زہرا نے حسنین کی گواہی کیون سنوائی کیا وہ اس بات کو نجانتی تہین وہ تو حسب فرمودہ جناب رسول خدا
اعلم تہین کما سیاتی چوتھے حضرت امیر کہ اعلم صحابہ تھے حسنین کی گواہی دینے پر کیون راضی ہو گئے
اور جناب فاطمہ کو منع نفرمایا اور یہ ارشاد نہ کیا کہ ای فاطمہ گواہی اولاد صغیر اور غیر صغیر کی مان باپ کے حق
مین درست نہین تم براے گواہی انکو ہمراہ نلیجاؤ اب رہا یہ امر کہ حسنین علیہما السلام صغیر تھے تو جواب اسکا یہ ہے
کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین درمیان احوال امام محمد تقی علیہ السلام کے ایک قصہ طولانی لکہا ہے مین بسبب
خوف طوالت اصل عبارت چہوڑ کے خلاصہ اوسکا تحریر کرتا ہون وہ یہ ہی کہ از جملہ اتفاقات حسنہ کہ بعد وفات
والد بزرگوار آنجناب بعد یکسال واقع ہوا یہ ہے کہ بغداد کے کوچہ مین لڑکے کہیل رہے تھے اور حضرت امام
محمد تقی بہی اون لڑکون کے کہڑے تھے اور عمر شریف حضرت کی اوسوقت نوبرس کی تہی پس مامون رشید آیا وہ
لڑکے اوسے دیکہکر بہاگ گئے اور حضرت کہڑے رہے خدا تعالی نے محبت انکی مامون کے دل مین ڈالی مامون
نے کہا کہ ای لڑکے تو کیون نہ بہاگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ راہ تنگ نہین کہ جو مین فراخ کرتا اور مین نے
تیرا جرم نہین کیا کہ جو مین تجہسے ڈرتا اور مین یہ بہی جانتا ہون کہ تو اوس شخص کو کہ جس نے تیرا گناہ نکیا ہو ضرر بہی
نہین پہونچاتا مامون رشید اس کلام سے متعجب ہوا اور پوچہا کہ ای لڑکے نام تیرا کیا ہے جواب دیا محمد تقی
بن علی الرضا علیہ السلام پس مامون نے جناب امام رضا پر رحمت بہیجی اور گہوڑا اپنا نکالا اور ہاتہ مین اوسکے باز تھے

جب آبادی سے نکل آیا تو دراج یعنی تیتر پر باز چھوڑا باز نظرون سے چھپ گیا پھر آسمان کی طرف سے بازیہ نیت
آیا کہ منقار مین اوسکی ایک چھوٹی سی مچھلی زندہ تھی مامون نے بڑا تعجب کیا اور پھر آیا پھر لڑکے اوسی جگہ کھیلتے
دیکھے اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بھی وہان تشریف رکھتے تھے سب لڑکے بھاگ گئے مامون پوشیدہ وہ مچھلی اپنی
ہاتھ مین پوشیدہ لیکر پاس حضرت کے آیا اور پوچھا کہ ای لڑکے میرے ہاتھ مین کیا ہے حضرت نے فرمایا
ای امیر یہ ہے کہ خدا نے تعالی نے پیدا کیا ہی دریاے قدرت اپنی مین مچھلیون کو کہ باز شکاری بادشاہون کے
شکار کرتے ہین اور آزمایش کرتے ہین اوس سے سلالۂ اہلبیت پیغمبر خدا کو مامون نے کہا کہ تو براستی بیٹا
امام رضا کا ہی اور احسان واکرام مین حضرت کے اوسنے مبالغہ کیا اور ہمیشہ شفقت رکہتا تھا سبب اسکا کہ
بعد اس قصہ کے فضل اور کمال اور علم اور عظمت برہان آنحضرت باوجود صغر سن شریف ظاہر ہوا اس جہت
سے اپنی دختر کے عقد کرنیکا اون کے ساتھ ارادہ کیا عباسیون نے اس خوف سے کہ شاید انکو مانند اونکے
پدر بزرگوار کے ولی عہد اپنا کر دے عقد سے منع کیا مامون نے کہا کہ مین نے اس طفل صغیر کو اس لئے
واسطے عقد کر دینے دختر کے پسند کیا ہو کہ یہ طفل صغیر فوقیت رکھتا ہی تمام اہل فضل پر ازروے علم ومعرفت
واوصاف صغر سن عباسیون نے مامون سے اون حضرت کے ان اوصاف سے موصوف ہونے مین نزاع
کیا اور یہ امر تجویز کیا کہ کسی دانشمند آدمی کو واسطے امتحان آنحضرت مقرر کرین پس یحیی بن اکثم کو مقرر کیا اور اوسکو بہت
مال دیا اسلئے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو معاذ اللہ مغلوب کرے پس سب لوگ پاس مامون کے
حاضر ہوے اور یحیی بن اکثم بھی اور تنہا مامون نے بحکم خود عمدہ فرش حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے لئے
بچھوایا حضرت اوس پر بیٹھے یحیی بن اکثم نے سوال کئے چند مسئلون کے حضرت سے حضرت امام محمد تقی نے انکو
بہت جواب دئے اور نہایت توضیح سے اونہین بیان فرمایا چنانچہ کتاب مذکور مین مرقوم ہے فسالہ یحیی
مسائل اجاب عنہا باحسن جواب واوضحہ پس مامون نے کہا کہ احسنت اگر تم کوئی مسئلہ پوچھنا چاہو تو
یحیی سے پوچھو حضرت نے یحیی سے کہا کہ کیا کہتا ہی تو اوس مرد کے باب مین کہ دیکھا اوسنے ایک عورت
کو صبح کو نظر حرام اور جب آفتاب بلند ہوا تو وہ عورت اوسپر جایز ہو گئی اور بوقت ظہر پھر حرام ہو گئی اور عصر کے
وقت پھر جایز ہو گئی اور مغرب کے وقت پھر حرام ہو گئی اور عشا کے وقت پھر جایز ہو گئی اور آدھی رات گئے
پھر حرام ہو گئی اور نزدیک صبح پھر جایز ہو گئی صواعق محرقہ مین ہی فقال یحیی لا ادری ایش اعنی پس کہا یحیی نے مین
نہین جانتا بعد اسکے مذکور ہی فقال محمد ہی امۃ نظر الیہا اجنبی بشہوۃ وہو حرام ثم اشتراہا ارتفاع النہار واعتقہا الظہر

وتزوجها العصر وظاہر منہا المغرب وکفر العشاء وطلقہا رجعیا نصف اللیل وراجعہا الفجر فعند ذلک قال المامون للعباسیین
قد عرفتم ما انکرتم ثم زوجہ فی ذلک المجلس ابنتہ ام الفضل انتہی یعنی جناب امام محمد تقی نے فرمایا کہ وہ عورت ایک
کنیز تھی کہ اوسکو مرد اجنبی نے بنظر شہوت دیکھا وہ حرام ہوئی بعد اوسکی اوسنے خرید لیا وقت ارتفاع نہار اور ظہر کے وقت
آزاد کر دیا اور عصر کے وقت اوس سے نکاح کر لیا اور ظہار کیا مغرب کے وقت اور عشا کے وقت کفارہ ظہار
دیا اور آدہی رات کے وقت طلاق رجعی دی اور قریب صبح مراجعت کر لی پس مامون نے کہا عباسیون سے
کہ جس چیز کا تم انکار کرتے تھے اوسے دیکھ لیا بعد اس کے اپنی بیٹی ام الفضل کا اوسی مجلس مین حضرت کے ساتھ
نکاح کر دیا انتہت خلاصہ اب جاننا چاہیے کہ حال جملہ آئمۂ اطہار کا از حضرت امیر تا جناب محمد المہدی ع درحال
طفولیت مانند اور دنیا کی لوگون کی اطفال کے نہین حسنین ع بہی از انجملہ ہین اور صواعق محرقہ مین در بیان احوال
حضرت امام حسن عسکری ع یہ مذکور ہے ولم یخلف غیر ولدہ ابی القاسم محمد الحجۃ وعمرہ عند وفات ابیہ خمس سنین لکن
اتاہ اللہ فیہا الحکمۃ ویسمی القائم المنتظر یعنی حضرت امام حسن عسکری نے عقب نہچہوڑا سوا اپنے بیٹے ابو القاسم
محمد حجت کے عمر اوسکی وقت وفات اوسکے باپ کی پانچ برس کی تہی لیکن بخشی تہی اللہ تعالی نے اس کم سنی مین
اونکو حکمت اور اونکو قائم منتظر کہتے ہین انتہت خلاصہ جبکہ حال اولاد امجاد جناب امام حسن ع اور حضرت امام حسین ع کا
درحال طفولیت ایسا ہو کہ مسائل کے جواب مین بڑے دانشمند لوگون کو تہکا دیا اور علم شرایع ربانیہ اور معالم
حقانیہ رکہتے تھے اور خدا نے کم سنی مین اونکو حکمت عطا کی تہی تو کوئی مسلمان حسنین کے واسطے کبہی برخلاف
اس کے تجویز نکریگا پس دعوی حضرت زہرا تو بسبب عصمت جناب فاطمہ زہرا محض اون کے دعوی کرنے
پر ہی ذہیر بموافق قصہ حاجب بے گواہون کے قابل قبول تہا جناب امیر اور حسنین ع اور ام ایمن اور ام کلثوم اور
مولای رسول نے جو گواہی دی وہ تو نور علی نور ہو گیا اور نخبۃ الفکر ملا علی قاری اور مدینۃ العلوم اور عمدۃ القاری
شرح صحیح بخاری وغیرہا کتب اہل سنت مین مذکور ہے کہ عبد اللہ اصبہانی نے پانچ برس کے سن مین کل قرآن حفظ
کر لیا اور اوسکے اوستاد نے چار برس کے سن مین اوسکا امتحان لیکر سماع حدیث کا اوسے اجازہ لکہدیا
اصل عبارت یہ ہی حفظ القرآن ابو محمد عبد اللہ بن محمد الاصبہانی ولہ خمس سنین فامتحنہ فیہ ابو بکر ابن المقری
وکتب لہ بالسماع وہو ابن اربع سنین پس جبکہ ابو محمد اصبہانی نے قرآن کو کم سنی مین حفظ کر لیا اور اوسکے اوستاد
ابو بکر ابن المقری نے سماع حدیث کا اجازہ چار برس کے سن مین اوسے لکہدیا اور اخذ حدیث اوس کم سنی مین
متعلق کر دیا کہ جسپر دین کا مدار ہے تو حضرت امام حسن ع اور حضرت امام حسین ع کہ جو بیدرجہا ابو محمد سے ہر چیز مین افضل

تھے اور شرف صحابیت بھی رکھتے تھے انکی گواہی درباب ہبہ فدک کس سبب سے لائق قبول نہوگی بڑے تعجب کی
بات ہے کہ ابو محمد جو اعاظم ناصبیت سے تھا اہل سنت کو درباب احادیث اوسکی کلام اور بیان پر تو اعتماد ہو اور حسنین کا
بیان بعد حکم سن لائق ملتفت کی نہو باوجودیکہ اہل سنت اونکو محفوظ از خطا بھی تجویز کرین عجیب تر اس سے یہ ہے
کہ شیخ ابو یحیی زکریا انصاری شافعی نے شرح الفیہ عراقی مسمی بفتح الباقی مین لکھا ہے کہ قاضی ابی عمرو ہاشمی نے
سماعت سنن ابو داود کہ ایک ہے اہل سنت کی احادیث کی کتاب ہے لولوی سے کی اسوقت مین عمر اوس کی
پانچ سال کی تھی اور لوگون نے اوسکے سماع پر اعتماد کیا اور اوس سے احادیث کو اخذ کیا چنانچہ لکھا ہے واعتد
الناس بسماعه وحملوه عنه اور یہ لکھا ہے وقال یعقوب الدورقی حدثنا ابو عاصم قال ذهبت بابنی الی ابن جریج و
سنه اقل من ثلث سنين فحدثه انتهى یعنی کہا یعقوب دورقی نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو عاصم نے کہ گیا
مین اپنے بیٹے کو پاس ابن جریج کی لیگیا اور سن اوسکا تین سال سے کم تھا پس ابن جریج نے اوس سے حدیثین
بیان کین انتہی ملاحظہ کیجئے جبکہ اہل سنت سماع ابن ابو عاصم پر اعتماد کرین کہ جسکا سن تین سال سے بھی
کم تھا تو گواہی حسنین کی اس بیٹے مین اونکو کیون توقف ہو افسوس کا مقام ہے کہ اہل سنت نے سماع ابن ابی
عاصم کو کہ جو تین سال سے کم تھا اوسے مان لیا اور اوسپر اعتماد اور عقد کر لیا او حسنین سے وا کہ جو علم
لدنی رکھتے تھے اور حسب تحریر ابن صباغ مالکی در فصول مہمہ علوم اونکے کسب اور تعلیم پر موقوف نہتی
کہ جسکے سبب سے اونکو زمانہ طفولیت اور شیخوخیت مین تفاوت ممکن نہوین انکی گواہی اونکے نزدیک قابل قبول
نہوی [illegible] ان حضرات کی تقریر کیطرف غور فرماوین قوله اول تو حضرت ابوبکرؓ اقول عجب ہے آپ یہ سمجھ
کر آپ تنہا [illegible] العلم [illegible] کس غرض سے [illegible]
[illegible] حضرت ابوبکر نے [illegible] کہ اگر [illegible] عمل کی [illegible]
[illegible] اہل علم [illegible]
اہل علم کا [illegible] اختلاف [illegible]
[illegible]
[illegible] قوله [illegible] اقول [illegible]
حضرت فاطمہ زہرا [illegible]
[illegible]

نہ ہو سبب قبول کی پس اگرچہ حضرت صدیق کو جایز تہا کہ دعوی ہبہ کا حضرت زہرا سے علی تقدیر تسلیمہ بلا شواہد
قبول رکہتے اور طلب شواہد کرتے جیسے حضرت جابر سے نکیا لیکن ایک ما بہ الامتیاز و ما بہ الافتراق یہان ہمکو معلوم
ہوتا ہے کہ اوسکے لحاظ سے حضرت جابر سے تو قبول کرلیا اور حضرت فاطمہ سے نکیا اور وہ یہ ہے کہ حضرت جابر
کا دعوی نقد مال کا تہا اور وہ بہی بقدر قلیل کہ جسکی ادا سے بلا طلب شہود دیگر اہل اسلام پر گرانی نہوتی تہی اور
حضرت فاطمہ کا دعوی ایک بڑی جایداد کا تہا تو اوسکی قبول مین بلا طلب شہود بر وفق شرع مطہرہ بدظنی اور
گرانی خاطری اہل اسلام کا تہا کہ شاید کسیکی خاطر مین گذرے کہ خلیفہ نے اپنی جایداد کثیر کو کہ جس سے بڑی بڑی کارروائی
اسلام کی اور اہل اسلام کی ہوتی تہین یکبارگی بنسبت رسول اللہ کے حوالہ کر دیکر اون سب کارروائیونکو مسدود کر دیا
تو ضرور رسول اللہ سے بہی کسیکو بری جانتی اور مجیب بہا اور کام اسلام کا بند ہوگا تو اوسکو اچہی طرح حسب شرع تحقیق
کر لینا چاہیے تا مصلحت وقت کے خلاف نہو اور نہ لوگ کسیکو بری جانتے اور نہ مجیب پس جبکہ حسب شرع اوسکی
تحقیقات اپنے مبلغ کو نہ پہونچی تو دوسرے شق جواز پر عمل کیا واللہ اعلم بالصواب و ہذا کلہ علی تقدیر تسلیم ہذہ الموضوعات
المفتریات کلہا والا فلا حاجۃ لنا الی فکر ہذہ التاویلات والمحاملات قولہ اور در صورت عدم قبض اہ اقول بہ تقدیر
در صورت قبض وہ کیون شہود پیش کرتین صرف اپنے قبضہ ہی سے حضرت ابوبکر کو مجبور کرکے دعوی کو اپنے ڈگری
کرا لیتین اور جب یہ ہر دو شق باطل ہوئین تو بس معلوم ہوا کہ یہ قصہ ہی باطل ہے و ہو المطلوب قولہ تیسرے اگر گواہی
کی اہ اقول یحتمل ویمکن فلم لا یجوز کہ در باب فاطمہ یہ گواہی جایز ہو کما ہو قول بعض اہل العلم تو انہونے اپنے مختار کی
موافق کیا ہو اور انہونے اپنے کی واللہ اعلم مگر تجہی تو یہان وہی کلام ہے جو پہلے سابق عرض کیا کہ یہ تو سب بے ہو ہے ہم
تہے انکا گواہی کیا معنی قولہ جو سب سے حضرت کے اعلم صحابہ تہے اہ اقول ہرچند کہ گواہی زوج اور اولاد علی کی نزد
فقہا شیعہ جایز ہی مگر گواہی صغیر اور شریک کی جو جر نفع کرے جایز نہیں کذا فی شرایع الاسلام تو اب ہم نہیں جانتے
کہ حضرت امیر اس مسئلہ کو نجانتے تہے یا شیعہ کے فقہا جناب امیر کی اس گواہی کو کہ اونہون نے جناب حسنین کی
گواہی کا باوجود صغر سن اور شریک فی الہبہ ہونیکے جایز رکہا ہے اور منع نہیں فرمایا اگر کہو کہ ہمارے فقہا نے جناب
حسنین میں اور دیگر صغار و شریک مین بوجہ ہونے فضل و کرامت کے فرق سمجہا ہے تو ہم کہیں گے کہ جناب امیر
نے بلکہ جناب پیغمبر خدا نے یہ فضل اونکا بموجب آیۂ تطہیر کیون نہ سمجہا یعنی کیون اونکو بعد لحاظ جواز کے استشہاد کرنا اور
ہبہ صدیق کے رکہنا اور بعد صدیق اکبر کے عمل تسلیم کیا اور ناحق گردانا باوجودیکہ جس [illegible] دور ہو گیا تہا اور طلب
دونکو حکم بتایا جو فضایل [illegible] حاصل ہو تو اب معلوم ہوا کہ بوجہ فضایل و مناقب کے احکام شرع مرتفع نہیں ہوتی تو

حضرت حسنین بھی اونکی بحکم شرع بیشک بالغ ہوگی صحت گواہی کو اونکی توجیہ جناب امیر کا تم گواہی حسنین سے ممانعت نکرنا بیان
کرنیسے ہوتہ تم بھی جو ہوسنتے ہو تیہ مسئلہ شرع کا غلط ہو اور نہ جناب امیر اوس سے جاہل تھے وہو المطلوب ان تنزلنا و جانے دو
تہوڑا ایک بات تو اور بتاؤ کہ جناب حسنین ع کے سن صغر مین جناب امیر اونکی اقتدا مین نماز بھی پڑہ لیتے تھے یا کسیکو پڑہنے
دیتے تھے کبھی ایسا کچھ ہوا ہو کہین ثابت تو کرو کہ انہوں نے نابالغی کے وقتمین کسیکو نماز پڑہائی ہو اور امام بنکر آگے کہڑے ہوے ہون
جب حضرت حسنین اپنے فضائل رکہتے تھے تو نماز بھی اونکے پیچھے حضرت پیغمبر نے یا حضرت امیر نے کبھی پڑہی ہوگی یا کسیکو
پڑہنیکی اجازت دی ہوگی وانی لکم ذالک فکیف تحکمون وانتم تمہون قال اب کتب اہل سنت سے اس سے بھی بڑہکر
اور بڑا عجیب قصہ نقل کرتا ہون وہ یہ ہی کہ جب ام سلمہ نے حضرت رسول خدا سے اپنا نکاح کیا تو اوسوقت عمر بیٹے
ام سلمہ نے وکالت اپنی ماں کے نکاح کی کری اور عمر اوسکی تین برس سے یا دو سال سے کم تہی بلکہ ایک سال سے
کم ہونیکا بھی احتمال ہی چنانچہ ابن القیم نے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد مین واقدی سے کہ جو نزد اہل سنت امیر المومنین
فی الحدیث ہی یہ نقل کیا ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطب ام سلمة الی ابنہا عمر بن ابی سلمة فزوجہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وہو یومئذ غلام صغیر اگرچہ اس روایت مین غلام صغیر وارد ہوا ہی کہ جسکا مطلب یہ ہی کہ عمر بن
ابی سلمہ اوسوقت لڑکا صغیر تہا اور تحقیق سن کی تصریحت وارد نہین مگر صغیر ہونا تو اس سے بھی ثابت ہی لیکن
اور بحث واسطے ثبوت کے اور اپنے دعوی کی سند مین پیش کرتا ہون وہ یہ ہی کہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ
مین لکہا ہی تزوجہا رسول اللہ سنة ثلث بعد وقعة بدر یعنی تزویج کیا ام سلمہ کو رسول خدا نے سنہ تین ہجری مین
بعد واقعہ بدر کے اور استیعاب مین ہی کہ عمر بن ام سلمہ سنہ دو ہجری مین متولد ہوا چنانچہ اوسکے ترجمہ مین یہ مسطور ہی
ولد فی السنة الثانیة من الہجرة تو اب عمر کی عمر بوقت نکاح اوسکی ماں کے کم از دو سال قرار پائی اور جذب القلوب
مین درمیان وقایع سال چہارم از ہجرت منقول ہی در ہمین سال در شہر شوال ام سلمہ را تزویج فرمود اور
اسد الغابہ مین ہی انہ کان لہ یوم قبض رسول اللہ تسع سنین خلاصہ یہ ہی کہ عمر بن ابی سلمہ وقت وفات سرور کائنات
نو برس کا تہا پس بموجب اسکے عمر اوسکی تین برس سے کم قرار پائی افسوس کہ جناب رسول خدا نے ام سلمہ کے نکاح
مین جو امر شرعی و دینی تہا اوسکے بیٹے کی وکالت حالت صغر سن بلکہ شیرخوارگی مین قبول کی اور حسنین علیہما السلام
کی گواہی درباب ہبہ فدک ان لوگون کے نزدیک بسبب صغر سن قابل قبول نہوئی ہرچند حضرت امام حسن ع
کا سن شریف بموجب تحریر شیخ عبد الحق در جذب القلوب سات سال اور چہہ ماہ کا تخمینا تہا اور سن شریف جناب
امام حسین علیہ السلام کا چہہ سال چہہ مہینے اور چہہ روز کا تخمینا تہا اس لئے کہ ولادت باسعادت حضرت امام حسن ع کی

نصف ماہ رمضان سنہ تین ہجری مین واقع ہوئی اور جناب امام حسینؑ چوتھی یا پانچوین شعبان کو سنہ ۴ ہجری مین متولد
ہوئے جذب القلوب مین درمیان وقائع سنہ تین ہجری مذکور ہے وہمدرین سال امام المومنین حسن بن علی ابن ابیطالب
سلام اللہ علیہم در نصف رمضان ولادت یافت وولادت امام شہید حسین بن علی سلام اللہ علیہما در سنہ
چہارم شد رابع یا خامس شعبان انتہی اور وفات سرور کائنات بارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱ گیارہ ہجری مین علی
اختلاف الروایات درمیان جذب القلوب صفحہ ۱۴۳ سطر ۲ مطبوعہ کلکتہ مین مذکور ہے پس تبا برین حضرت امام
حسنؑ تو اوسوقت ساڑھے سات برس کے تھے اور حضرت امام حسینؑ چھ سال اور چھ مہینے کے اور عمر
بن ام سلمہ اور ابو محمد سے بہر نوع سن انکا زیادہ تہا اور پانچ سال سے متجاوز تہا اور سماع صبی کو جو پانچ
سال سے متجاوز ہو نزد اہل سنت جائز ہے جیسا کہ تحریر سے نووی کی ظاہر ہے کما سیاتی اگر افعال لڑکون کے
لایق قبول نہین تو حضرت رسول خدا نے کیسے وکالت نکاح کو عمر کی سپرد کر دیا اوسکا سن بہی تو کم تہا یہ بہی امر
دینی شرعی تہا اور وہ بہی بہت صغیر تہا اور حسنین بہی صغیر تھے باوجودیکہ حسنین علیہما السلام کا قیاس اور
دیگر لوگون کے ساتھ درست نہین حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے نحن اہل بیت لا یقاس بالناس یعنی
ہم اہلبیت قیاس نہین کئے جاتے سائر ناس کے ساتھ انتہت خلاصتہ اور کم بعض لڑکون کے سماع کو تو
نووی نے شرح صحیح مسلم مین صحیح بتایا ہے اور جو لوگ کہ اسکو صحیح نہین جانتے اونکے رد مین ابن زبیر کی
چار برس کی عمر مین قصہ یوم خندق کے ضبط کرنیکو دلیل گردانا ہے صحیح مسلم مین جو بڑی معتبر کتاب اہل سنت کی
ہے مذکور ہے کہ ابن زبیر نے قصہ خندق کا بیان کیا نووی نے اوسکی شرح مین لکھا ہے وفی ہذا الحدیث دلیل لجواز
ضبط الصبی وتمیزہ وہو ابن اربع سنین یعنی اس قصہ حدیث خندق مین دلیل ہے واسطے جواز ضبط صبی کے
اور اوسکی تمیز کی اسلئے کہ ابن زبیر اسوقت مین چار برس کا تہا اور بعد دو سطر کے لکھا ہے وفی ہذا رد علی ما
قالہ جمہور المحدثین انہ لا یصح سماع الصبی حتی یبلغ خمس سنین والصواب صحتہ یعنی اس مین رد ہے اوپر اوس چیز کے
کہ کہا ہے اوسکو جمہور محدثین نے کہ تحقیق صحیح نہین ہوتا سماع طفل صغیر تا اینکہ وہ صغیر پانچ برس کی عمر تک پہونچے
اور صواب صحت اوسکی ہے پس اب کوئی حجت رد شہادت حسنین مین اہل سنت کے پاس باقی نہین کیونکہ
کہ سماع صغیر اونکے نزدیک جائز ہے اور حضرت زہرا کیا اسباب کو نجا سمجھتی تھین کہ گواہی اولاد کی میرے لیئے
نفع مندگی فرع کی گواہی یعنی اولاد کی ماں باپ کی طرف سے درست نہین اور نہ شوہر کی گواہی زوجہ کی طرف
قابل قبول ہے حضرت زہرا نے گواہی انکی کیون دلوائی اور جبکہ گواہی مین حضرت فاطمہ زہرا نے حضرت امیر اور حسنین ع

کو پیش کیا تو گواہی انکی اہل سنت کو ماننی چاہیے اور جو نہیں تو جہل حضرت امیر اور فاطمہ زہرا اور حسنین کی
تجویز ہوگی معاذ اللہ کوئی با ایمان ایسی جہل مسئلہ کو اونکی تجویز نکریگا کیونکہ بموجب حدیث نبوی کہ جو عنقریب مذکور
ہوگی وہ حضرات سب سے اعلم تھے اور چونکہ ابوبکر نے حضرت زہرا کے پیش کئے ہوئے گواہوں کو رد کر دیا اور
پورے نہونے نصاب کے عذر میں گواہی انکی قبول نکی تو در حقیقت حضرت زہرا اور علی مرتضی کی تعلیم کی
اور اونکے باب میں تقصیر کی اور اونپر تقدم کیا اور حضرت رسول نے اسکو منع فرمایا ہے چنانچہ حدیث ثقلین
میں ارشاد فرمایا ہے فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تقصروا عنہما فتہلکوا ولا تعلموہم فانہم اعلم منکم خلاصہ مطلب یہ ہے
کہ تم قرآن اور اہلبیت پر تقدم نکرو کہ ہلاک ہوگی اور اونکے حق میں کوتاہی نکرو کہ ہلاک ہوگے اور اونکو تعلیم نکرو
پس تحقیق وہ تم سے اعلم ہیں یہ حدیث کنز العمال اور جواہر العقدین وغیرہا کتب اہل سنت میں مذکور ہے پس
اگر اہل سنت اس تعلیم اہل بیت اور عترت رسول خدا کی قایل ہونگے تو در حقیقت ہلاک ابوبکر تجویز ہوگا
میں تعیین کرتا ہوں کہ اس امر کو اہل سنت کسیطرح قبول نکرینگے الحاصل یہ رد شہادت اور تعلیم حضرت
علی مرتضی اور فاطمہ زہرا کی ابوبکر کو کسیطرح جایز نتھی اور نہ اہل سنت کو اسمیں کچھ کلام اور کوئی تقریر پیش
کرنی چاہیے اور علی ہذا القیاس جو امام حسین نے گواہی دی اوسکو بھی علی نور سمجھکر قبول اور تسلیم کر لینا چاہیے
کیونکہ جو تجویز حضرت زہرا اور علی مرتضی کی ہے بسبب اونکے اعلم ہونے کے سب صحیح اور درست ہے اور حسنین ع
کو جو حضرت زہرا نے برلیے گواہی ہبہ فدک پیش کیا اور حضرت علی نے اونکو اس سے منع نکیا اور گواہی اونکی
بسبب صغر سن یا بسبب عذر اولاد ہونے کے ابوبکر نے رد کر دی جیسا کہ تحریر شرح مواقف سے ظاہر ہوتا ہے
تو در حقیقت یہی تعلیم اونکی ہے اگر اس مسئلہ کو وہ جانتے تھے تو اونہوں نے انکو گواہی میں کیوں پیش کیا
اہل سنت کی تحریر کے باعث امر قبیح طرف ان حضرات کی منسوب ہوا میں کہتا ہوں کہ وہ حضرات اسکو ناجایز اور نادرست
نجانتے تھے بلکہ حضرت امیر تو باوجود رد کرنے ابوبکر کے عذر مذکورہ پیش کر کے حضرت امیر وغیرہ گواہ ہوئے تھے یعنی
کو زمان خلافت عمر ابن الخطاب فدک کو حق حضرت زہرا کا بذریعہ ہبہ جانتے تھے چنانچہ نور الدین سمہودی نے
جنکے اوصاف شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی جذب القلوب میں لکھی ہیں اپنی کتاب وفاء الوفا
باخبار دار المصطفی میں درمیان حال فدک حال وقت خلافت عمر کا یہ تحریر کیا ہے وکان علی یفعل ان النبی جعلہا فی
حیاتہ لفاطمة پس اگر فی الواقع ہبہ فدک بسبب نہونے قبضہ یا بسبب پورے نہونے گواہوں کے نصاب کے صحیح نہیں تھا
اور یہ عذر واقعی نفس الامر میں نزدیک ابوبکر کے واقعی سچے تھے تو حضرت اگاہ کرتے ابوبکر کو حضرت امیر کو ان

ان مسائل سے اصرار بر باطل اور عدم تنبہ حضرت علی مرتضیٰ کا لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ اول جھوٹی گواہی تنہا بغیر
دوسرے مرد کے دی اور عدم قبض کی حالت میں ہبہ کو صحیح سمجھا اور اسپر جو ابوبکر نے انکار کیا کہ ہبہ بغیر قبض
صحیح نہیں اور نصاب گواہوں کا پورا نہیں تو صحابی رسول کے کہنے کو نہ مانا اور تا زمان خلافت عمر ابن الخطاب
بذریعہ ہبہ حق حضرت زہرا کا ہی سمجھی گئی اور جناب فاطمہ بھی ان مسئلوں کو زبانی صحابی رسولؐ کی سنکر اور حدیث
نحن معاشر الانبیا کو سماعت فرما کر نہ مانیں اور بسبب نہ ملنے فدک کے غضب میں آگئیں معاذ اللہ ایسے نقایص
عظیمہ کس طرح کوئی با ایمان مانند خوارج و نواصب کے حضرت امیرؑ اور جناب فاطمہؑ پر تجویز کریگا اور جناب
شاہ صاحب تحفہ میں در میان رد دعوے ہبہ اور فدک کے واپس نہ دینے کی حجت میں بطرف اپنی خلافت
مآب کی منسوب کرکے یہ جو فرماتے ہیں لیکن مسئلہ فقہیہ بیان کرد کہ مجرد ہبہ موجب ملک نمیشود تا وقتیکہ قبض متحقق
نگردد یہ **فرمانا** جناب شاہ صاحب کا لائق سننے کے ہے اس جہت سے کہ وہ جناب پہلے اس سے
فرما چکے ہیں کہ دعوی ہبہ از حضرت زہراؑ و شہادت دادن حضرت علی و ام ایمن یا حسنینؑ علی اختلاف الروایات
در کتب اہل سنت اصلا موجود نیست عاقل لوگ اور با ایمان اشخاص سمجھتے ہیں تو اسبات کو کہ اگر حضرت زہرا نے
دعوی ہبہ فدک نکیا تھا تو یہ جواب ابوبکر نے کس بات کا دیا کہ مجرد ہبہ موجب ملک نہیں جبتک کہ موہوب لہ
کا قبضہ متحقق نہو نہیں معلوم کہ یہ حجت زبان سے حضرت ابوبکر کی درصورت عدم دعوی حضرت زہراؑ کس
بات کے مقابلہ میں ارشاد ہوئی تھی جو مضامین عالیہ اس سے پیدا ہوتے ہیں ہم انکو عرض نہیں کرسکتا
عاقل لوگ ان دونوں فقروں کے معنی تبادیں اور دونوں کلاموں کو شاہ صاحب کے باہم مطابق کریں
ہمارے سمجھ میں تو انکے معنی نہیں آتے شاید جناب شاہ صاحب نے از راہ دعابت و خوش طبعی ایسا کچھ فرمایا ہے
قولہ بکتب اہلسنت ہیں اھ **اقول** ان کتب اہلسنت کا کچھ حال دریافت کرو مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ بعضی محققین
اہلسنت کو یوں تحقیق ہوا ہے کہ کتب واقدی ہیکی ترجمہ ہیں کتب ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی مدنی کا کہ جو اصحاب امام
محمد باقر اور امام جعفر صادق سے تھا و عامہ محدثین اہلسنت بنابر ان اور ا ضعیف شمردہ اند پس یہ روایت دلالت کا
پس ام سلمہ کی کہ جسکو نہ عقل تجویز کرتی ہے نہ نقل کسی منافق کی گھڑی بات ہے اما عقل پس ام سلمہ کو بحسب شرع
اپنے نکاح میں ساتھ جناب رسولؐ کے نہ کسی وکیل کی احتیاج تھی نہ کسی ولی کی و اما النقل پس مدارج النبوۃ میں
دیکھلو کہ اس واہی بات کا کہیں پتہ و نشان بھی نہیں ایسے واہیات باتیں کیوں پیش کرتے ہو اور اپنی ہماری تضیع اوقات
کیوں فرماتے ہو **قولہ** چنانچہ نور الدین سمہودی اھ **اقول** بر تقدیر صحت نقل معنی فقرہ کا ذکر نا سابقا ان النبی

جعلها فی حیاته لفاطمة ابی علی نقضها بها کانه جعلها لها الا انه جعلها ملکا لها ورفع ملکه عنها حاشا وکلا انه خلاف الاجماع
القطعی الذی دخل فیه المعصوم قطعا فی خلافته علی ما قرره قال باب ابطال دعوی وراثت مین شیعہ کہتے ہین کہ اہل سنت
کا حدیث نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث ما ترکنا صدقة کو مطلب اسکا یہ ہے کہ ہم گروہ انبیا نہ تو ورثہ پاتے
ہین اور نہ ورثہ چھوڑتے ہین جو کچھ کہ چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے مین اس کے جواب مین عرض کرتا ہون کہ یہ حدیث موضوع
بچند وجوہ قابل تسلیم نہین اور چند طرح سے اسپر عمل جائز نہین اول تو یہ حدیث موضوع از قبیل اخبار احاد ہے چنانچہ
تاریخ الخلفا مین سیوطی کی اور شرح مواقف اور کشف الاسرار اور کتاب المحصول فخر رازی او منخول غزالی اور صبح
صادق مولوی نظام الدین وغیرہ کتب معتبرہ اہل سنت مین خبر احاد ہونا اسکا مذکور ہے عبارت کشف الاسرار کی
یہ ہے وکذلک الصحابة عملوا بالاحاد یعنی اسیطرح صحابہ رسول نے عمل کیا ہے ساتھ خبر احاد کے اور یہ بعد
دو سطر کے لکھا ہے منها ما تواتر ان یوم السقیفة لما احتج ابو بکر رضی اللہ عنه علی الانصار بقوله علیه الصلوة والسلام
الائمة من قریش قبلوه من غیر انکار علیه ومنها رجوعهم الی خبر ابی بکر رضی اللہ عنه فی قوله علیه الصلوة والسلام
الانبیاء یدفنون حیث یموتون وقوله علیه الصلوة والسلام نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناه صدقة انتہی تا قول
سند مین اخبار احاد کی جو صاحب کشف الاسرار نے تحریر کی ہین منجملہ اونکی حدیث نحن معاشر الانبیاء کو بھی
مذکور کیا ہے دوسرے خود اعتراف ابوبکر کا اس امر مین کہ وارث رسول خدا کی اہل اونکے ہین چنانچہ قبل اسکے
معرض بیان مین آیا اور محمد پارسا نے فصل الخطاب مین لکھا ہے جاءت فاطمة الی ابی بکر رضی اللہ عنهما فقالت
یا خلیفة رسول اللہ انت ورثت رسول اللہ ام اهله قال لا بل اهله یعنی تشریف لائین جناب فاطمہ رض طرف
ابی بکر کی پس فرمایا کہ ای خلیفہ رسول اللہ آیا تو وارث ہوا رسول خدا کا یا اہل اونکے جواب دیا نہین بلکہ اہل
اونکے وارث اونکے ہوئے ہین تیسرے رد کرنا اس خبر کو جناب امیر کا اور آیۂ قرآنی پڑھنا ایک ورث
سلیمان داؤد اور دوسرے یرثنی ویرث من آل یعقوب چنانچہ کنز العمال سے قبل ازین مذکور ہوا چوتھے
حضرت زہرا کا ورثہ طلب کرنا کیونکہ اگر انبیا سے منا نقیض ورثہ مالی نہ چھوڑتے اور ورثہ کو اونکی اولاد نہ پاتی حضرت
فاطمہ کبھی ورثہ اپنے باپ کا طلب نکرتین کیونکہ وہ سب لوگوں سے سوائے اہلبیت علم [illegible] خود از خطا
اور معصوم تہین اور حضرت امیر علیہ السلام کہ جو اعلم صحابہ تھے کبھی حضرت فاطمہ کو اس دعوی کی اجازت
نہ دیتے اور ہمراہ اونکے طلب کرنے کو ورثہ کے نجاتے پانچوین برخلاف اس حدیث موضوع کے آیات
قرآنی کا نازل ہونا یعنی نازل ہونا یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین اور آیۂ میراث [illegible] من

مین آل یعقوب اور یہ کریمہ وورث سلیمان داود کا قرآن مجید مین کہ مطلب انکا برخلاف مضمون حدیث موضوع
نحن معاشر الانبیا کے ہے چھٹے طلب کرنا حصہ ثمن اپنے کو ازواج جناب رسولخدا کا چنانچہ صحیح بخاری مین
مرقوم ہے ارسل ازواج النبی عثمان الی ابی بکر یسالنہ ثمنہن مما افاء اللہ علی رسولہ یعنی بھیجا ازواج نبی نے عثمان کو
طرف ابی بکر کے اس لئے کہ طلب کرے ثمن اونکا اوس چیز سے کہ خدانے اپنے رسول پر فی کیا تھا انتہت
خلاصۃ ساتوین حضرت عثمان خلیفہ سوم اہل سنت کا برائے طلب حصہ ثمن طرف سے ازواج رسول
کے پاس ابو بکر کے جانا اور ازواج رسول کو اوس سے منع نکرنا چنانچہ چھٹی وجہ مین صحیح بخاری سے مذکور ہوا
آٹھوین حضرت عباس کا اپنا حصہ مال متروکہ رسول خدا سے مانگنا چنانچہ کنز العمال مین کہ جو عمدہ کتاب
اہل سنت کی ہے یہ مذکور ہے جاء عباس بن عبد المطلب یطلب میراثہ حاصل یہ ہے کہ آئے عباس بیٹے عبد المطلب
کے پاس ابو بکر کے اپنی میراث لینے اور طلب کرنے کے لئے نوین نہ سننا جناب فاطمہؑ اور ازواج
رسول خدا اور حضرت عباس کا اوس حدیث موضوع نحن معاشر الانبیا کو کیونکہ اگر یہ لوگ زبان مبارک
سے حضرت رسول خدا کی اوسکو سنتے تو ہرگز اپنا اپنا حق طلب نکرتے دسوین دیدینا عثمان خلیفہ
سوم اہل سنت کا تمامی مروان کو چنانچہ مرقاۃ مین ہے ثم اقطعہا مروان ای فی زمن عثمان والمعنی جعلہا
قطیعۃ لنفسہ وتنفعہ اور فتح الباری مین درمیان شرح حدیث فدک مذکور ہے قال الخطابی انما اقطع عثمان فدک
لمروان یعنی خطابی نے کہا ہے کہ دیدیا عثمان نے فدک مروان کو اگر خلیفہ سوم اہلسنت اس حدیث موضوع کو
صحیح اور درست جانتے تو تمامی مروان کو فدک کیون دیتے کیونکہ در صورت سچی اور صحیح ہونے حدیث مذکور کے
فدک اور تمامی متروکات رسول خدا صدقہ قرار پائی اور صدقہ مین بہت سے لوگون کا حصہ تھا تنہا مروان
اوسکا مستحق نہین تھا اب منصفین برائے خدا و رسول ہر وجہ کی طرف بغور ملاحظہ فرماوین اور میری
عرض کو نظر امکان ملاک سینیں کہ خبر احاد در صورت رد کرنے جناب امیر کے دو آیۃ قرآنی پڑھ کر کسطرح
قابل قبول ہوگی کہ اہل سنت کی خلافت تاب پر جو اعتراض آتا ہے وہ اس سبب سے ہر اعتبار روا کو کہدیجے
مین کہ یہ جابری ہے اسکو کوئی عقل والا بھی اسکو مان لیگا اور مومن دیندار حضرت امیرؑ کے فرمانے پر بھی عمل
کرینگا یا نہین اور ہم کو خود اونکی خلافت تاب نے اس بات کا اقرار کیا کہ وارث رسول خدا کی اونکی اہل اللہ
تو مطلب کیا بات باقی رہی اوس حدیث کے مردود اور موضوع ہونے مین اوسکی اور آیہ یوصیکم اللہ
مین نہ ہو تعمیم ہی کچھ اسبات کی تخصیص نہین کہ حضرت رسول خدا کے وارث ترکہ نپاوین اور وراثت اون کی

اپنے آبا مرحوم کے متروکات کی وارث ہوگی اور بلحاظ منصب تبلیغ رسالت و درجۂ عصمت یہ امر کب ممکن ہے
کہ رسول خدا اس حدیث کو ابوبکر سے تو فرما دین اور اپنی بیٹی اور ازواج سے نفرما وین اگر حضرت رسول خدا
ابوبکر سے اسکو فرماتے تو ضرور حضرت فاطمہ زہرا اپنی بیٹی اور اپنی ازواج سے فرماتی اس سبب سے کہ ایسا نہو
کہ میری ازواج اور بیٹی فاطمہ اپنی آپ کو وارث تصور کرکے بعد میری وفات کے دعویدار میرے متروکات کے
ہون تو مین انسے ضرور کہدون اور خلیفہ ثالث اہل سنت کی بہی اس حدیث کو قبول نکرتے تھے چنانچہ حصہ
ثمن طلب کرنے کے لئے ازواج رسول کی طرف سے پاس ابوبکر کے چلے گئے اگر کوئی یہ کہے کہ شاید انہون
نے نہ سنی ہو اوروں نے سنی ہو تو مین کہونگا کہ انہون نے تو باوجود حضرت ابوبکر کی زبان سے سننے کی اپنے
عہد خلافت تک بہی اس حدیث کو نہ مانا چنانچہ فدک کو اپنے عہد خلافت مین تنہا مروان کو دیدیا اگر وہ
اس حدیث موضوعہ کی تصدیق کرتے تو تمام فقرا و غربا سے مسلمین کا حق ایک اکیلے مروان کو کیون دیدیتے
یہ تو ظاہر ہے کہ اگر متروکات رسول خدا صدقہ مین تو فدک بہی صدقہ تہا اوس مین درصورت صدقہ ہونے کے
سب کا حصہ تہا انہون نے فدک تنہا مروان کو کیون دیدیا **قولہ** از قبیل اخبار احاد ہے **اقول** جب
حضرت صدیق نے جناب رسول اللہ بلا واسطہ خود راوی ہوئے تو جناب رسول اللہ کی خبر حضرت صدیق کو تو
تمہارے از قبیل اخبار احاد تو تہی لیکن ایسے یقین کامل و اکمل کو مفید تہی کہ ہزار تواتر اور معاینہ سے بہی فایق اور
مفید تر تہی پس اگر ہماری تمہاری نزدیک خبر حضرت صدیق کی از قبیل احاد ہو تو کیا اندیشہ ہے کہ ہم تم تو اوس مقدمہ کے
حاکم نہین کہ اوسپر عمل کرنا ہمکو تمکو خبر احاد پر عمل کرنا ہوتا ہے بالجملہ اس حدیث شریف کے مصدق و منظر اول البتہ حضرت
صدیق ہوئی ہین ورنہ مصدق تو انکے بہت صحابہ تھے جناب امیر نے بہی اوسوقت حضرت صدیق کو وضعت
و کذب نہین کہا اور نہ جناب زہرا نے کہا بلکہ جناب زہرا نے اسکو سنکر یون فرمایا کہ انت با سمعت من رسول اللہ
اعلم وفی روایۃ انت و رسول اللہ اعلم علی ما فی ملتہ البیضا اور جناب امیر نے اپنی خلافت مین بہی عمل اسپر کیا نہ قرآن کی
آیہ یوصیکم اللہ پر کیا اور نہ آیہ وآت ذا القربی حقہ پر تو اب تم کیا ہو جلتے ہو اور کیون ہمارے کان کہاتے ہو **قولہ**
خود اعتراف ابوبکر کا الخ **اقول** سوال جناب فاطمہ کا علی تقدیر تسلیم قابلیت وراثت سے تہا جب شیخ سعو
حضرت صدیق اکبر نے جواب مین جو لفظ لا بل ابوہ کہا تو تسلیم قابلیت ہی کو گیا نہ اعتراف اسکا کر لیا کہ حضرت بنی کی میراث
ہوتی ہے اور میری یہ حدیث جو تمہی ہی لا حول ولا قوۃ الا باللہ و قد مر سابقا ایضا **قولہ** ذکر نا اس خبر کو الخ **اقول**
اسکا جواب بالتشریح ہم لکہہ چکے ہین حاجت اعادہ کی نہین **قولہ** جو نسبے حضرت زہرا کا الخ **اقول** طلب کرنا حضرت زہرا کا

کا یمکن لصحبت لاعلمی یا لاذ موتی تبیّنا الحصول علی النقود یعنی اسحدیث کی ہو اور اسمین کچھ مضایقہ نہین آخر جب انہون نے انت باسمعت من رسول اللہ صلعم لا انت ورسول اللہ اعلم کہا یا تو لاعلمی تو اسحدیث کی الفاظا یا معنی سے ظاہر ہو گئی اور خود حدیث کا ملفظہ و بمعناہ علی حسب ما کان یردیہ و یعنی بہ الصدیق بھی قبول کرلینا لو علی وجہ الاحتمال ظاہر و باہر ہو گیا تو اب تم کیون تبعیت [illegible] التکذیب اوسکی اور اوسکے معنی کی کی جاتی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ دیکھو علل الشرایع مین حضرت امام کیا فرماتے ہین کہ لا تکذبوا حدیثا اتاکم بہ مرجی ولا قدری ولا خارجی نسبہ الینا فانکم لا تدرون لعلہ شی من الحق فتکذبوا اللہ فوق عرشہ اب شاید تم اسکے جواب مین یہی کہوگے کہ ممانعت تکذیب سے اسحدیث مین صرف آئمہ ع کی احادیث کے ساتھ ہے حضرت پیغمبر صلعم کی احادیث کو شامل نہین تو اوسکی تکذیب جائز ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ

قولہ پانچوین برخلاف اہ **اقول** اس قسم کی برخلافی ہزارون احادیث فریقین مین قران شریف مین موجود ہے کہ کوئی مخصص عموم ہے اور کوئی معمم خصوص اور کوئی مفسر اجمال ہے اور کوئی تعیین مراد تو یہ حدیث مین مراد ہے کہ ضمیر کم درآیہ یوصیکم اللہ سے مراد صرف امت ہے نہ خود جناب رسول مقبول صلعم تو اس کو مخالفت کہنا تمہاری بی سمجھی کی دلیل ہے

قولہ چھٹے طلب کرنا اہ **اقول** یعنی ارسل کے ارادہ ان یرسلن کے ہین دلیل اسکی نص علیہ روایۃ البخاری فی باب الفرائض عن عائشۃ ان ازواج النبی صلعم حین توفی اردن ان یرسلن عثمان و ابتفاعیل علی ذلک مافی آخر الحدیث من قولہا فانتہی ازواج النبی صلعم الی ما اخبرتہن تو جبکہ وہ بازرہین بھیجنے سے تو معلوم ہوا کہ مجرد ارادہ ہی کیا تھا نوبت ارسال کی نہ پہونچی تھی یعنی صلاح و مشورہ ہی ٹھہرا تھا اور وہ بوجہ لاعلمی یا فراموشی کے اسحدیث سے تھا اور حضرت عثمان کو شاید خبر تک بہی اس مشورہ کی اونکے نہین ہوئی تو ساتوین دلیل بہی آپکی مندفع ہو گئی

قولہ آٹھوین حضرت عباس کا اہ **اقول** ورثا حضرت رسول خدا صلعم مین سے جس کسی نے بہی باوجود علم اسحدیث کے اپنا حصہ طلب کیا ہے جزین نیست کہ یا بوجہ ذہول حدیث کے طلب کیا ہے یا بوجہ مجہول سمجھنے کے حدیث کو مثلا اوپر اموال نقد کے ورنہ حضرت عباس سے توقع تھی اس حدیث کی ہماری صحیحین مین موجود و منقول ہے پھر ہم کیونکر اونسے انکار اس حدیث کا باور کر سکتے ہین واللہ اعلم بالصواب

قولہ نوین نہ سنانا اہ **اقول** یہ حکم ہرچند کہ قابل سنا دینے ورثا کے بہی تھا تا کہ وہی طالب نہون مگر غرض اہم یہان بیان اوسکے حکم کا تھا کہ صدقہ کا حکم ہے اور وہ امام سے چونکہ متعلق تھا اور ورثا سے اوسکا کچھ تعلق نہین تھا تو آنحضرت صلعم نے انکی خلافت موعودہ کا علم حاصل کرکے انہی کے سامنے اس مسئلہ کو ارشاد کر دیا تا کہ یہ اوسکو مصارف صدقہ ہی مین صرف کرین اور کسیطرح پر صرف نکرین اور اپنے ورثا پر اعتماد قبول انکی روایت کا اور دیگر صحابہ کی تصدیق کا انکی روایت کو کرلینا چنانچہ تمہارے مین سید حیدری قیل وقال کے اور [illegible] وصفا انجامید

فالحمد للہ رب العالمین دوست شاد و دشمن برباد **قولہ** دسویں دیدینا عثمان اہ **اقول** دیدینا حضرت عثمان کا
مروان کو فدک اول تو مسلم نہیں اسلئے کہ حدیث بخاری میں زہری سے صریح مذکور ہے کہ فکانت ہذہ الصدقۃ بید علی منعہا
علی عباسا فغلبہ علیہا ثم کانت بید الحسن بن علی ثم بید الحسین بن علی الخ وہکذا فی الصواعق المحرقۃ نقلا عن البخاری
اور ابن ہیثم نے بھی یون لکھا ہے کہ ثم فعلت الخلفاء بعدہ کذالک الی ان ولی معاویۃ فاقطع مروان ثلثہا بعد الحسن
ثم خلفت لہ فی خلافتہ الخ اور تحفہ اثنا عشریہ میں بھی باد عاء اجماع اہل سیر و تواریخ و علماء حدیث یون ہی نقل کیا ہے
کہ بعد ازان بدست مروان کہ امیر بود افتاد الخ پس آپکے جناب قبلہ وکعبہ بھی اپنی کتاب طعن الرماح میں بصدد ابطال
اسدعوی اجماع کے نہین ہوئے مگر النبیہ مرقاۃ میں ثم اقطعہا مروان ای فی زمن عثمان لکھا ہے تو شاید بتصرف بطور
شحنہ گری وغیرہ کے مروانکا فی زمن عثمان ہوا ہوگا کہ اوسکے دہوکے سے کسی نے مروانکا اقطاع زمن عثمان سے
گمان کر لیا مگر تمہارا مطلب جب بھی نہیں ثابت ہوتا کہ جب فی الواقع حضرت عثمان نے اوسکو مروانکی تملیک
کر دیا ہوا سلئے کہ تملیک کر دینا اموال صدقات میں سے کیسیکو کسی شی کا امام کی حقمین جائز ہے چنانچہ بعض اموال متروکہ
آنحضرت کے بعد از وفات آنحضرت خود حضرت صدیق نے بعض صحابہ کو استحقاق سمجھکر تملیکا دیئے تھے آلات حرب
جناب امیر کو اسی سبب سے دیئے تھے کہ یہ حضار بہ کی شاہ ہیں بلکہ شاہنشاہ تو مستحق ہین اسکے واللہ اعلم
بالصواب **قال** اور اہل سنت یہ جو کہتے ہین کہ آیۂ کریمہ یرثنی و یرث من آل یعقوب سے وراثت منصب مراد
ہے نہ وراثت مالی پس غلط ہوا سلئے کہ اونہین کی کتاب تفسیر لباب میں کہ جو تصنیف عمر بن عادل حنبلی کی
ہے یہ مرقوم ہے واختلفوا فی المراد بالمیراث فقال ابن عباس والحسن والضحاک وراثۃ المال جبکہ ابن عباس جیسا
مفسر عظیم الشان اور حسن اور ضحاک مفسرین اہل سنت نے اس آیۃ مین وراثت مالی مراد لی ہے تو منصب
کی وراثت کے معنی بہلا کسطرح درست ہونگی اور فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین تحریر کیا ہے واختلفوا
فی المراد بالمیراث علی وجوہ احدہا ان المراد بالمیراث فی الموضعین ہو وراثۃ المال وہذا قول ابن عباس
والحسن والضحاک اور بعض آخرین میں لکھا کہ وراثت سے یا تو وراثت مال اور علم مراد ہے یا بعض
وراثت علم مراد ہے اور سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شافی میں بعد نقل کلام قاضی
القضاۃ عبد الجبار معتزلی کی نہایت عمدہ کلام اور بڑی تقریر متین اس باب میں بیان فرمائی ہے میں
خلاصہ اوسکا اپنی زبان میں عرض کرتا ہون وہ یہ ہے کہ ہمارے مطلب پر یہ آیہ دال ہے اور دلالت یہ ہے
کہ خدا تعالے قول حضرت زکریا سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے وانی خفت الموالی من ورائی وکانت

وکانت امراتی عاقرا فہب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنی حضرت زکریا نے
اپنے بنی اعمام سے خوف کیا اور اسمین شک نہین کہ مراد موالی سے اسمقام مین بلا شبہ بنی اعمام ہین اور حضرت
زکریا نے اون سے خوف کیا کہ وہ وارث اونکے مال کے ہوکر اوسکو راہ فساد و فسق و فجور مین خرچ کرین اسلئے کہ
حضرت زکریا اونکے برے طریقون اور عادات ناقصہ سے خوب واقف و آگاہ تھے لہذا بدرگاہ قاضی الحاجات
اپنے دست مناجات اوٹھا کر سوال کیا کہ یا الٰہا تو مجھکو ایک ولی یعنی فرزند عطا فرما کہ وہ میری میراث کا حقدار
ہو نہ میرے بنی اعمام باقی رہا یہ امر کہ مراد میراث سے جو آیہ مین مذکور ہی میراث مال ہی نہ میراث علم و نبوت دلیل
اسکی یہ ہی کہ لفظ میراث کا بحسب لغت و شریعت دونون کے نہین بولا جاتا مگر اوس شے پر کہ جو حقیقت مین مورث
سے منتقل ہو کر طرف وارث کی آوے از قسم مال و اسباب اور استعمال اس لفظ کا سوائے مال و اسباب کے
مثل علم و نبوت کے مجازا ہوتا ہی نہ حقیقۃ اور یہی وجہ ہی کہ جب کوئی شخص کہتا ہی کہ فلان شخص کا وارث کوئی
نہین ہی مگر فلان شخص اور فلان شخص کا وارث فلان شخص پس بحسب ظاہر اور اطلاق اس لفظ میراث کے
کوئی نہین سمجھ سکتا مگر میراث مال و اسباب کو نہ علم وغیرہ کو اور ہمکو عدول کرنا ظاہر کلام اور حقیقت اوسکی ہی
بلا دلالت قرینہ طرف مجاز کی ہرگز جایز نہین ہی اور نیز خدا تعالیٰ نے قول حضرت زکریا سے خبر دی ہی کہ آنحضرت نے
اپنے وارث مین رضی ہونیکی شرط کی ہی کہ وہ وارث اون کا متصف بصفت رضا ہو اور اگر لفظ میراث آیہ قرانیہ
مین میراث مال پر حمل نکیا جائے بلکہ حمل اوسکا علم و نبوت پر ہو تو ظاہر ہی کہ حضرت زکریا کے اس شرط لگانیکے کچھ
معنی نہونگے بلکہ یہ شرط لغو محض اور عبث بحت ٹہریگی اسلئے کہ جب حضرت زکریا نے سوال اسکا کیا ہی کہ وہ وارث میرے
قایم مقام ہو اور میرے مکان کی میراث لے پس اس سوال مین آنحضرت کی رضا بلکہ رضا سے بھی بڑھ کر داخل ہی اور
جبکہ رضا خود اونکے کلام و سوال مین داخل ہوگی تو پھر اوسکی شرط لگانیکی بعد کو کیا ضرورت رہی اس لئے کہ ہم دیکھتے
ہین کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ خداوندا تو ایک نبی کو مبعوث کر اور اوسکو عاقل و مکلف قرار دے تو یہ قول اوسکا
نہایت نہ سمجھا جائیگا اسوجہ سے کہ نبی تو عاقل و مکلف ہووے ہی گا اسلئے کہ نبی غیر عاقل و غیر مکلف ہو ہی نہین سکتا
پھر یہ شرط بیکار ہی پس اسیطرح جبکہ حضرت زکریا نے اپنے لئے ایسے وارث کی درخواست کی ہو کہ وہ وارث علم و
نبوت کا ہو نہ مال و اسباب کا تو پھر یہ فرمانا حضرت کا کہ خداوندا تو اوسکو رضی بھی قرار دے نہایت عبث و بیکار
ہوتا ہی پس اس سے معلوم ہوا کہ حضرت زکریا نے درخواست فقط وارث مال کی کی تھی نہ وارث علم و نبوت کی جیسا
کہ حضرات اہل سنت کہتے ہین انتہی ملخصاً پس ایسی صورت مین خوف حضرت زکریا کا میراث مال مین تھا نہ میراث نبوت

مین اس جہت سے کہ نبوت اختیاری شی نہین وہ تو خدا کی طرف سے ہوتی ہے نبوت کے منتقل ہونے کا اشرار بنی
اعمام کی طرف حضرت زکریا کو کیون خوف ہوتا خداے تعالی ایسے لوگونکو کہ جو لایق نبوۃ نہون کیسے نبوت دیدیگا
شریر لوگون کو کیسی نبی کر دیگا تو خوف حضرت زکریا کا درباب نبوت قرار نپایا آب رہا مال تو حضرت زکریا اوسی کا خوف
کرتے تھے کہ اگر اشرار بنی اعمام میرے مال کے بعد میرے وارث ہوئے تو میرے مال کو وراثت مین لیکر بطور ناجایز
صرف کرین گے اور اچھی طرحسے اور عمدہ جگہ صرف کرنے سے اونکو سروکار نہوگا اور یہ بڑی عمدہ حکمت اور حسن تدبیر
تہی حضرت زکریا کے دین کی تقویت کے لئے یہ امر تو ظاہر ہے کہ تقویت فساق سے دین مضمحل ہوتا ہے اور اونکی
امداد اونکے طریقہ مذمومہ کی اعانت کرتی ہے پس ایسی صورت مین ہم کسیطرح بخل حضرت زکریا کا تجویز نہین
کرسکتے قسم اول کی حصول سے حضرت زکریا کے خوف کی کوئی وجہ قایم نہین ہوسکتی ہان البتہ قسم ثانی کے حصول
سے وجہ خوف حضرت زکریا ع کی ظاہر ہے اور عجب ہے شاہ عبد العزیز سے کہ اونہون نے اپنی تحفہ مین سلطانی کا
وہم ہے کے درمیان طعن دوازدہم یہ لکھا ہے پس مراد درینجا وراثت منصب است کہ اشرار بنی اسرائیل بعد از من بر
منصب نبوۃ مستولی گشتہ مبادا تحریف کلام الہی و تبدیل شرایع ربانی نمایند و علم را محافظت نکنند و بران
عمل بجا نیارند و موجب فساد عظیم گردند پس مقصد ایشان از طلب ولد ولی اجراے احکام الہی و ترویج
شریعت و بقاے نبوت در خاندان خودست انتہی کوئی شاہ صاحب سے دریافت کرے کہ خدا تعہ ایسے
لوگون کو نبوت دیتا ہوگا کہ جو شریر ہون اور وہ ایسے کام کرین کہ جو شاہ صاحب نے تحریر فرماے
نبوت خدا کی طرف سے ہوتی ہے نبوت تو نپچایتی نہین مانند حضرت ابوبکر کی خلافت کے شاہ صاحب
یہ نہین جانتے کہ نبوت کو خداے تعالی ایسے لوگونکو عطا فرماتا ہے کہ جو جمیع صفات حمیدہ و پسندیدہ
موصوف ہون غور کرنے کی جگہ ہے کہ نبی کتاب خدا کو کیون تحریف کرے گا شرایع ربانی کیون بدل
ڈالے گا اور علم کی محافظت کیون نکرے گا جناب شاہ صاحب جس مقام پر کوئی کلام وارد فرماتے
ہین وہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جسکو دیکھکر پاسنگ لوگون کو ہنسی آئے صاحبان عقل سلیم و فہم مستقیم
اس ارشاد کو جناب شاہ صاحب کے یاد رکہین کہ وہ فرماتے ہین کہ حضرت زکریا نے اس لیے
ڈرکر کہ اگر میرے بیٹا پیدا ہوا اور میری نبوت وراثت مین اشرار بنی اعمام کو میرے پیچہے ملی تو وہ اشرار
نبی ہوکر اور میری نبوت کو وراثت مین لیکر کتاب خدا کی تحریف کرین گے شرایع دینی بدل ڈالین گے
علم کی محافظت نکرین گے اپنی بیٹا پیدا ہونیکی دعا کی تہی شاہ صاحب کا عقیدہ مین نبوت وراثت مین

مین پہونچتی ہی اور خداے تعالی ایسے شہر پر لوگونکو کہ جو دین کو خراب کرین ہوت و یا کرتا ہی نعوذ باللہ من ذالک
اور اہل سنت کی کتابون سے یہ بہی ظاہر ہی کہ حضرت سلیمان نے اپنے پدر عالی قدر حضرت داؤد کے
مال سے حصہ پایا چنانچہ تفسیر بیضاوی مین مذکور ہی اور عبارت تفسیر معالم التنزیل کی یہ ہی قال الکلبی غزا سلیمان
اہل دمشق و نصیبین فاصاب منہا الف فرس وقال مقاتل ورث من ابیہ داؤد الف فرس اس سے
ملنا ہزار گہوڑونکا حضرت سلیمان کو ورثہ اور ترکہ سے حضرت داؤد کے ثابت ہی اور حیوۃ الحیوان مین وربیان
تفسیر آیہ کریمہ اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد یہ مذکور ہے جمہور المفسرین علی انہا کانت خیلا موروثۃ
اور مراد آیہ کریمہ علمنا منطق الطیر سے جو علم مراد لیتے ہین تو وہ ہمکو اصلا ضرر نہین پہونچاتی اس لئے کہ ممکن
ہی کہ خداے تعالی نے اول اسبات سے خبر دی ہو کہ حضرت سلیمان نے اول میراث مال اپنے باپ
سے پائی پیشتر قول حضرت سلیمان کاکہ جو متضمن تعلیم زبان طیر ہی حکایۃ ذکر فرمایا ہو ایسی صورت مین یہ
امر ثابت ہوا کہ علم اور مال دونون حضرت سلیمان کو ملی اور جناب امیر علیہ السلام بہی حسب خبر کنز العمال جو
کہ کتاب معتبر اہل سنت کی ہے ان آیات سے وراثت مالی مراد لیتے ہین چنانچہ حضرت نے یہ دو آیہ قرانی
و ورث سلیمان داؤد یرثنی و یرث من آل یعقوب جواب مین حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء کے پیش کین
قولہ جو کہتے ہین اہ اقول یہ کہنا اہل سنت کا بہت صحیح و صواب ہی اسلئے کہ کمال الدین ابن میثم شارح نہج البلاغۃ
آپکے خود فرماتے ہین کہ فانہ اراد ورث علمی و منصبی فی النبوۃ و کان اسم المیراث صادقا علی ذلک و فی مقام آخر
تحت شرح قولہ العلم وراثۃ کریمۃ اراد الوراثۃ المعنویۃ کقولہ تعالی یرثنی و یرث من آل یعقوب ای العلم والحکمۃ اور حضرت
امام صادق ع کلینی مین فرماتے ہین کہ ان سلیمان ورث داؤد و ان محمدا ورث سلیمان و با آنکہ ان دو تو دلیل کا جواب
مذکور ہو چکے رسالہ قول فیصل مین آپ کچھ جواب نہین ارشاد فرماتے پہر اتنی سمع خراشی کسواسطے کرتے ہو صاحب
قول فیصل نے تو ان آپکی دلایل کی جواب کی جانب اسمین صاف اشارہ کر دیا ہی کہ ان آیات مین وراثت مالی
بطور سہام فرایض مراد نہین پس اگر کسی مفسر کا قول وراثت مالی کا بہی ہوگا تو بطور فرایض اوسکو سمجہنا نچاہیے
بلکہ بوجہ تولیت اوقاف و صدقات سمجہنا چاہیے اب عقدہ مختصر کیجیے اور وراثت علمی و منصبی و غایۃ ما فی الباب
مالی بطور تولیت ہی کو قبول فرمائیے ایک تو ابن میثم کو جہوٹا بنائیے اور دوسرے حضرت صادق کو جو جانیے سو کہیے
یا حضرت پیغمبر کو مال حضرت سلیمان کا دلوائیے وانی الکم ذلک فاین تذہبون قولہ اور حضرت زکریا نے اونسے خوف کیا اہ
اقول اس خوف کا تو یہ بہی علاج تہا کہ اپنے اوس مال کو اپنی حیات مین اپنے ہاتہون راہ خدا بالکل صرف کر دیتے یہ

علاج تو اپنے قابو کا تہا اور بیٹے کا پیدا ہونا اور زندہ رہنا خداے تعالے کے قابو کا پس اپنے قابو کا علاج چھوڑ کر خداے تعالی کے قابو و اختیار کی طرف نظر امید کرنی قیاس مین نہین آتی اور نہ آل یعقوب سے اوس ولی کا سواے وارث علم و منصب کے وارث مال ہونا قیاس مین آتا ہے ایسے خلاف قیاس معنی قران شریف کے پیدا نکرو کہ جسکو کسیکا قیاس باور نکرسکے و ایضاً برین تقدیر کہ وراثت مالی مراد سمجھی جاوے نامقبول ہونا دعا کا نبی معصوم کے لازم آجائیگا اسلئے کہ حضرت یحیی قبل حضرت زکریا کے شہید ہوئے تھے تو وارث مالی اونکے کہان ہوسکے البتہ جبکہ علم و حکمت اور منصب نبوت اونکو انکی حیاۃ مین عطا ہوگیا تو بیشک وہ وارث اونکے ہوگئے اب خواہ اونکے بعد زندہ رہے یا نرہے فی الجملہ تو دعا اونکی مستجاب ہو ہی گئی واللہ اعلم بالصواب **قولہ** ونیز خداوند تعالی نے اہ **اقول** فقرہ واجعلہ رب رضیا بطور شرط وارد نہین ہوا بلکہ یہ تصریح ہے لما علم ضمناً تاکہ ثابت ہو کہ مطمح نظر انکو رغبت بشریت نہین ہے جو اولاد کی جانب ہر بشر کو ہوتا ہے اور اوسکے سبب سے ہر بشر اولاد طلب کرتا ہے بلکہ انہون نے دعا مین اپنی یہ اظہار کیا کہ محض واسطے اقامت دین کے اور بقاء دین کے مین یہ طلب کرتا ہون کہ مرضی و پسندیدہ تیرا اپنے لئے ولد چاہتا ہون واللہ اعلم بالصواب **قولہ** اگر کوئی شخص یہ کہے اہ **اقول** حقیقتاً اوسنے حضرت عیسیٰ سے جو تمہارا حکایت فرمایا ہے کہ جعلنی نبیا و جعلنی مبارکا اینما کنت تو یہان بھی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی تو مبارک ہی ہوتا ہے پھر یہ کہنا انکا اس قوۃ مین ہو گیا کہ جعلنی نبیا و جعلنی عاقلاً یا انسانا مکلفا تو اسکا تم کیا جواب دوگے فما ہو جوابکم فہو جوابنا لا حول ولا قوۃ الا باللہ **قولہ** کوئی شاہ صاحب سے اہ **اقول** شیعے جو حضرت شاہ صاحب سے دریافت کیا تو صاف فرمایا کہ تم بڑے احمق ہو اتنا بھی تم نہین جانتے کہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی نے منصب نبوت پر مستولی ہو کر کیا کیا شیعہ صاحب یہی سمجھیں کہ وہ تو اعمام حضرت زکریا کے ایسا ہی کچھ کرتے اور ایسے ہی منصب نبوۃ پر مستولی ہوتے میری مراد یہ منصب نبوت مستولی گشتنی آیندہ بھی نہ تھی مین انپنا میری مراد تو [illegible] لا حول ولا قوۃ الا باللہ **قال** اور اہل سنت جو روایت ابو البختری کی پیش کرتے ہین کہ ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درہما ولا دینارا پس معنی مین اس حدیث کے چند احتمال ہین **اول** یہ کہ انبیا علیہم السلام درہم و دینار جمع کرکے نہ چھوڑ گئے کہ جو کوئی انکو ورثہ مین پاتا بلکہ جو کچھ اونکو ملتا تہا وہ سب راہ خیر مین صرف کرتے تھے اور تحقیق یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام نے [illegible] ترکہ نہین چھوڑا اور یہ معنی [illegible] ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ [illegible] دوسرے معنی اس حدیث کے یہی ہوسکتی ہین کہ انبیا علیہم السلام سوا علم [illegible]

نے میراث مین نہین چھوڑا اور یہ تو ظاہر ہی کہ علما کو حصہ درہم و دینار اور متروکات انبیا علیہم السلام سے کیون
پہونچتا وہ تو فقط علم ہی کے وارث ہوے لہذا حدیث مین بھی وہ ہی وارد ہوا ہر نوع نفی توریث درہم و
دینار سے عدم توریث اراضی و اسباب خانگی اور دیگر اشیا کی لازم نہین ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح
صحیح بخاری مین اس امر کو بطرف حضرت زہرا کی منسوب کرکے لکہا ہے وہ یہہ ہے واما سبب غضبہا مع احتجاج ابی بکر
بالحدیث المذکور فلاعتقادہا تاویل الحدیث المذکور علی خلاف ما تمسک بہ ابوبکر فکانہا اعتقدت تخصیص العموم
فی قولہ لا نورث ورأت ان منافع ما خلفہ من ارض وعقار لا یمتنع ان یورث عنہ **تفسیر** یعنی اس حدیث کے یہ
ہین کہ پیمبرون نے پیغمبرون کی حیثیت سے درہم و دینار میراث مین نہین چھوڑے بلکہ اس حیثیت سے صرف علم شرائع
چھوڑ گئے جسکے وارث علما ہوے اور یہ اسکے منافی نہین کہ پیغمبر لوگ اس حیثیت سے کہ مثل اور آدمیون کے تھے
جملہ متروکات کو اپنے نبی اور جیسے وارثون کے لئے چھوڑین اور اونکی وارث اونکے متروکات کے مالک ہون اور
یہ توجیہ کتاب اللہ کے مطابق ہے جو ساتھ توریث انبیا کی ناطق ہے پس بموجب ان دلائل باہرہ اور حجج زاہرہ
کے یہ حدیث ابوالبختری کی موید اور ہم معنی حدیث موضوع نحن معاشر الانبیا کی کسیطرح نہین اور اگر ہم معنی اوسکی
ہوتی تب بہی ہم اسکو محمول بر تقیہ کرتے اور راوی اس حدیث کا ابوالبختری عامی المذہب اور کذاب ہے چنانچہ
کتب ہمارے علما کی شاہد ہین مخالفین ہمارے پہلے اعتماد اور اعتبار اوسکا ہماری کتابون سے مقابلہ مین
ہمارے ثابت کرین بعد ازان ابوالبختری کی حدیث کو اپنا حجت مین سوبرو ہمارے پیش کرین **قولہ** اور اہل سنت
جو روایت الخ **اقول** حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے اس روایتکو اپنے تحفہ مین کلینی سے استشہاداً نقل
فرمایا ہے اور آپکے جناب مجتہد قبلہ و کعبہ نے اپنی کتاب طعن الرماح مین بجواب اوسکے چند تاویل رکیک واہیہ گڑی ہین
تو صاحب قول فیصل نے ایک رسالہ مستقل اونکی ابطال و بیان رکاکت مین تحریر کیا تہا مگر افسوس ہے کہ بقضاء
الہی وہ رسالہ ایک مولوی صاحب امیر حسن نام ساکن سہسوان نے واسطے طبع کرنیکے لیا تہا کہ اونکا انتقال ہو گیا
اور دوسری نقل اوسکی نہوئی تہی جو باقی رہتی اگر وہ موجود ہوتا تو آپ کی خدمت مین پیش کیا جاتا اور دو شنی انکوان
تاویلات کی حقیقت کہل جاتی خیر اب آپ فرمائے جائیے اور جواب با صواب سنتے جائیے واللہ المستعان **قولہ**
اول یہ کہ انبیا الخ **اقول** اول تو اسمین انبیا کی کیا مدح اور کیا فضیلت ثابت ہوئی کہ صرف نقدین کو تو ترکہ چھوڑا
اور دیگر اشیا دنیاویہ غیر شاہد کو چھوڑا دنیا کا لوث تو اونکا دیگر اشیا دنیاویہ کی چھوڑنے سے مندفع نہوا تو پہر کیا مدح اور کیا
فضیلت اونکی ہوئی اگر کوئی شخص ذخائر و عقارات اور اثاث البیت از قسم ظروف و فروش و ثیاب و مراکب

وغیرہ وغیرہ امتعہ دنیا و یہ بکثرت چھوڑی مگر نقدین بہت تھوڑی تو وہ کچھ دنیا ہی نہ تھی لوٹ اوس شخص سے زیادہ نہین سمجھا جائیگا کہ سب نے نقدین کو بھی چھوڑا ہو دوم انحصار اونکے ترکہ کا علم وحکمت مین ہے نہ کہ نقدین مین رہنے کا کہ جو مفاد فقرۂ ثانیہ کا ہی کہ انما ورثوا العلم والحکمۃ والحدیث بالجملہ بوجہین مذکورین یہان درہم و دینار سے ہی مراد مطلق اموال دنیا ہے اور امتعہ فانیہ اوسکے بین یعنی کچھ خاص کو کیا ہے اور مراد عام لی ہے بوجہ خاص کے شہرت اور اصالت کی اور یہ مجاز ہو شایع ذایع ہے کما لایخفی فذلک علی من له ادنی شعور **قوله** دوسرے معنی اس حدیث کے اه **اقول** تو حضرت فاطمہ کہ عالم بلکہ اعلم تھین سوای علم کے وارث درہم و دینار و دیگر متروکات آنحضرت کی نہوئین وہو المطلوب **قوله** تیسرے معنی اس حدیث کے اه **اقول** تو بہ حیثیت وصف عنوانی موضوع کی علت تامہ ہوگئی حکم انتفاء میراث کی اموال متروکۂ انبیاء ہے جیسے کہ کل مسکر حرام مین حیثیت وصف عنوانی موضوع کی یعنی سکر علت تامہ ہے حکم حرمت کی اور یہ حیثیت یعنی حیثیت نبوت ذوات انبیاء سے ممتنع الانفکاک ہے تو انتفاء میراث بھی کہ معلول اوسکا تھا ممتنع الانفکاک ہی بالضرورۃ ہوگا والا لایکون العلۃ علۃ تامۃ وہو خلف والاول ہو المطلوب فتامل فانہ برہان دقیق حقیق بان یسمی **قوله** محمول بر تقیہ کرتے اه **اقول** یہ آپکے مجتہد جناب قبلہ وکعبہ کا اونکی کتاب طعن الرماح مین آخری جواب ہے بہلا صاحب ابو البختری بیچارے سچے کہنے کو تو گردن مار رہی ہو مگر یہ تو کہو کہ یہ حدیث تو آپکی کلینی شریف مین جہان ابو البختری سے مروی ہے وہین دوسرے باب مین بطریق دیگر بھی مروی موجود ہے کہ عن محمد بن الحسن وعلی بن محمد عن سہل بن زیاد ومحمد بن یحیی عن احمد بن محمد جمیعا عن جعفر بن محمد الاشعری عن عبد الله بن میمون بن القداح وعلی بن ابراہیم عن ابیہ عن حماد بن عیسی عن القداح عن ابی عبد الله علیہ السلام قال قال رسول الله صلعم الی ان قال وان العلماء ورثۃ الانبیاء الخ اور کتاب امالی مین اسکی اسناد یون مذکور ہے کہ المکتب عن علی عن ابیہ عن القداح عن الصادق عم عن ابیہ عن آبائہ عم کذا فی بحار الانوار اور یہی اس حدیث کو آپکے شیخ صدوق نے اپنی کتاب من لایحضرہ الفقیہ کے آخر باب نوادر والوصایا مین کہ جو جناب امیر نے اپنی بیٹی محمد بن حنفیہ کو کی تھین اس حدیث کو بلفظ الفقہاء ورثۃ الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما الخ ایراد کیا ہے تو اب آپکو کیا مجال ہے کہ اسکو آپ تقیہ پر محمول کر سکین یا باعتبار نا اعتباری کے راویوں کے نامعتبر بتا سکین مگر چونکہ آپکے مجتہد صاحب کہ قد ضلوا واضلوا کثیرا کی شان رکھتے تھے ایسا ہی کچھ کہگئے مین تو تم بھی ہر بات ویسی ہی کہتے ہو جیسے وہی کہگئے شعر در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند آنچہ اوستاد ازل گفت ہمان میگویم فانا لله وانا الیه راجعون دیکھو تم ہمیشہ یہی کہچکے اور اب بھی کہتے ہین کہ تم کس کس عالی المذہب ہو خبائث و کذاب سے بہا ٹونکے صحاح اربع وغیرہ جتنی کتب تمہاری ہین ایسون ہی سے لبالب بھری ہین فراجع الکتب قبل کتاب الفتن کافی کلینی کی شرح ملا صدرا وغیرہ موجود ہے دیکھو تو دوسری حدیث کی بھی روایت سے ایسے ہی ایسے راوی

راوی ایسے ہین کہ کوئی عامی المذہب ہے اور کوئی فاسد المذہب اور کوئی وضاع ہی اور کوئی کذاب اور کوئی غالی ہے اور کوئی
فطحی اور جارودی اور زیدی اور ضعیف اور مجہول او لا یعتمد علیہ پس بیچارے ابو البختری ہی نے کیا گناہ کیا ہی جو وہ معتمد
نہین کیا اسی بیچارے کو تنہا پیچھے کیئے ہو گردن مارتے ہو اگر اسکو گردن مارو تو اوسکو بھی مارو ورنہ وہ بھی تو تمہارا ایسا
راوی کچھ ہمارا تو نہین اور تمہارے ہی حضرت امام جعفر صادق ع کا صحابی ہی کیا آنحضرت نے اسی کو تنہا جھوٹ
سکھایا تھا کسی اور کو نہ سکھایا تھا پس اگر اسکو سکھایا تھا تو پھر کیون تمہارے شیوخ نے اسقدر روایتیں اپنی صحاح
مین کیون کیا ہی غرضکہ ہمیشہ ابو البختری کا معتمد ہونا تو تمہاری کتب رجال سے ثابت نہین ہو سکتا مگر یہ البتہ ثابت
ہو سکتا ہی کہ تمہارے نزدیک غیر معتمدونکی بھی روایات معتمد ہوا کرتی ہین آخر ہو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ قال اہل
اہل سنت یہ جو کہتے ہین کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے عہد خلافت مین فدک کیون نہ لے لیا اور حسنین ع
کو اوسکا حق کیون نہ دیا تو جواب اس کے مولانا سید المتکلمین جناب مستطاب سید محمد قلی طاب ثراہ نے تشئید
المطاعن مین بہت خوب طولانی چند طور سے تحریر فرمائے ہین اول جواب یہ ہی کہ جناب امیر المومنین علی
بن ابی طالب علیہ السلام را آنقدر قدرت [1] و استقلال حاصل نشدہ بود کہ جمیع بدعات اصحاب ثلثہ را رفع توانند
کرد مین اسکی تصریح مین چند عبارتین کتب سے اہل سنت کی اس مقام پر تحریر کرتا ہون کہ وہ سب عبارتین موید
کلام صداقت التیام مولانا موصوف طاب ثراہ کی ہین شاہ عبد [2] العزیز دہلوی نے تحفہ مین لکھا ہی وقتیکہ امیر المومنین
بر آرائے خلافت راشدہ متمکن شدند بقدر مقدور در تسکین فتنہ و فساد و دفع مخالفان کہ طلحہ و زبیر و ام المومنین عایشہ
صدیقہ و یعلی بن امیہ و ابو موسی اشعری و دیگر صحابہ کرام بودند کوشش و سعی فرمودہ و از قتل و قتال و جنگ و جدال
با ایشان باک نفرمود ہر چند تقدیر الہی معاضد نشد و انتظام امور خلافت صورت نہ بست اہل ایمان ملاحظہ فرماوین
شاہ صاحب کی اس تحریر کو کہ وہ فرماتے ہین کہ مخالفین جناب امیر طلحہ و زبیر اور عایشہ اور یعلی بن امیہ اور ابو موسی
اشعری وغیرہم صحابہ رسول نے حضرت امیر علیہ السلام کو مہلت نہ لینے دی اور حضرت اون سے لڑتے رہے مگر
تقدیر معاضد نہوئی اور انتظام امور خلافت نے صورت نہ پکڑی بھلا ایسی صورت مین کسطرح فدک پر قبضہ کرتے
فدک لینے مین اور فسادات [3] کھڑے ہو جاتے اور شاہ ولی اللہ والد صاحب تحفہ نے کہ بڑے عالم اہل سنت کے ہین
اپنی کتاب ازالۃ الخفا مین لکھا ہی ہر چند برائے حضرت مرتضی بیعت کردہ اند و خلافت منعقد ساختند و در حکم شرع
کہ بنائے آن خلافت لازم شد اطاعت او لیکن مراد حق اصلاح عالم ست کہ خلافت وسیلہ آنست برائے
تقریب آن مقصود شروع ساختہ اند و اگر مراد حق ہمی بود آن وجہ تخلف نمی شد و مرتضی درین خلافت مانند سائر

وردہ یاران ثانی بنو دوند مانند صحابہ بہ پر سے امام بر حق و قوم مامور شدند کہ تحت رایت او قتال کنند چنانکہ مامور شدند
بقتال تحت رایت مشایخ ثلثہ و مطابق آنچہ ازین احادیث مفہوم شد بجا آمد در خارج دیدیم کہ در زمان حضرت مرتضیٰ
عنایت الٰہی کہ سابق فوج فوج نازل می شد منتشر گشت کوشش بسیار فائدہ اندکے ہم نداد و حیثیت کہ عبارت از
الفت مسلمین فیما بینہم و ترک منازعت است و اتفاق بر جہاد کفار روز بروز شکست بر کفار افتادن رو باستتار نہاد
و معنی لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم یعنی لیمکنن دینہم و نیز ہم صورت نہ بست و تمکین و دفع کفار و اعلاء کلمۃ الاسلام کہ
مقرر بود واقع نشد واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا درین زمان متحقق نگشت و در تمام مسلمین حکم او نافذ نشد و
مسلمین کلہم تحت حکم او در نیامدند انتہی بقدر الحاجۃ جبکہ حسب تصریح شاہ ولی اللہ جناب امیر کا حکم تمام مسلمین
مین نافذ نہوا تہا اور مسلمین کلہم تحت حکومت جناب امیر نہ آئے تہے اور حسب تحریر شاہ عبد العزیز حضرت امیر کو
موقع تحفظ و فساد معاویہ و عائشہ و ابو موسیٰ وغیرہم مین کوشش رہی اور ایک دم کی ان مخالفین جناب نے حضرت کو
مہلت نہ لینے دی تو فدک کو لینا مروان سے کیون کر ممکن تہا اور حسب روایات معتبرہ اہل سنت اوسوقت فدک
مروان کے قبضہ مین تہا جیسا کہ قبل ازین کتب سے اہل سنت کی مذکور ہوا کہ عثمان خلیفہ ثالث سنیان نے اپنی
عہد خلافت مین فدک مروان کو دیدیا تہا پس ان عبارتون سے بخوبی قادر ہونا جناب امیر کا خلافت ظاہری
مین ثابت اور متحقق ہے اندرین صورت اعتراض مخالفین بیجا ہے اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے شافی مین تحریر فرمایا
فذکر انہ کان فی انتہا الامر یجری فی تقیۃ من التقیۃ تو تہا سے تقیہ بہی ایسے فسادات کی حالت مین مانع لینے فدک
کا ہوا اور جناب امیر نے فرمایا ہے لا یعاب المرء بتاخیر حقہ انما یعاب من اخذ ما لیس لہ یعنی عیب نہین کیا جاتا کوئی
شخص تاخیر کرنے مین اپنے حق کے لینے کی جز این نیست کہ عیب کیا جاتا ہے اوسی چیز کے لینے مین کہ جو حق اوسکا
نہو تو اگر جناب امیر کی طرف سے اپنے حق کے لینے مین تاخیر واقع ہوئی وہ موجب الزام کیون ہوگی ہان اگر
حضرت امیر غیر کا حق مانند ابوبکر کی لے لیتے تو وہ باعث الزام تہا اور حسنین بہی جو اپنے حق نہ لینے پر راضی
ہوئے اور حق اپنا اپنے پدر عالی قدر سے نہ مانگتے تہے لہذا باعث طعن حضرت امیر پر نہین اور اہل سنت کی کتب
مین مذکور ہے کہ جناب امیر فدک کو زمان خلافت خلیفہ ثانی حق حضرت زہرا کا جانتے تہے چنانچہ [illegible]
الحق سے قبل ازین مذکور ہوا [illegible] اہل سنت کی کتب [illegible] حضرت امیر علیہ السلام نے
[illegible] فدک کی بنام حضرت [illegible] حضرت کی [illegible] جناب [illegible]
[illegible]

سے قبل ازین مذکور ہوا اور دیگر کتب مین جا بجا مذکور ہے لیکن اہل سنت بہا تو اعتقاد حضرت امیر کی
خلافت کا اگرچہ چوتھے ہی درجہ پر بہو رکہتے ہین اور بعضی اہل سنت اونحضرت کو معصوم اور
بعضے محفوظ از خطا بتلاتے ہین جواب اسکا دین کہ حضرت نے آپ کیون نہ لیا اور اپنی خلافت کے
وقت شیخین کو کیون نہ دیا جو جواب کہ اہل سنت دین گے وہی جواب ہمارا ہے اگر اہل سنت کہین کہ حدیث
نحن معاشر الانبیا کو حضرت نے قبول کر لیا تو یہ کہنا اونکا غلط محض ہے اس سبب سے کہ حضرت نے وقت
خبر کنز العمال دو آیہ قرانی پڑھ کر اوسے رد کر دیا تہا اور بلکہ بذریعہ ہبہ جو حضرت زہرا نے فدک طلب کیا تہا
حضرت نے اوسکی گواہی دی تہی اور بلکہ تا زمان خلافت ثانی فدک کو حضرت امیر حق حضرت زہرا جانتے
تھے بہرحال اہل سنت پر بہی اسکا جواب ضروری ہے باقی اجتہادیہ شافیہ تفصیل تمام و توضیح مالا کلام مطلوب ہو
ہمین مذکور ہین من شاء فلیرجع الیہ اور اہل سنت یہ جو کہتے ہین کہ ائمہ اطہار شی مغصوبہ کو نہین لیتے تو فدک حضرت
امام محمد باقر نے کیون لے لیا اور حضرت امیر اور جناب امام حسین خواہان خلافت کیون ہوئی ہمین جواب مین
عرض کرتا ہون شرح مقاصد مین ہے کہ فدک ائمہ اطہار نے نہین لیا اور فدک کو لینا حضرت امام محمد باقر کا دو حال
سے خالی نہین یا بطریق تولیت یا بطریق تملیک در صورت اول اعتراض مخالفین بیجا اور در صورت ثانی ظلم
وجور غاصبین فدک ظاہر ہوا کیونکہ نزد آنجناب علیہ السلام فدک حق فاطمہ قرار پایا اور خلافت دیگر تو ہے اور
متروکات مالی اور چیز ہین خلافت اور دیگر متروکات مالی مین بہت بڑا فرق ہے بہو حضرت امیر اور جناب امام
حسین خواہان خلافت ظاہری تہی اور خلافت باطنی کی صفت مین جانب خدا اون حضرات مین موجود
تہی وہ شی مغصوبہ نہین قولہ آنقدر قدرت و استقلال **اقول** در صورت ضعف قدرت و استقلال نیز بر کسی کہ حمیت
دینیہ و حکمۃ عملیہ و ہمت و غیرت ذاتیہ میباشد ضرور بالضرورۃ تقاضا حمیت دینیہ با استعانت حکمت عملیہ یا ہمت و غیرت
ذاتیہ ہمانا الحق محو بدعات و ازالہ سیئات میکند مگر شاید کہ جناب امیر را نہ حمیت دینیہ بودہ و نہ حکمت عملیہ و نہ غیرت
و ہمت ذاتیہ میداشت کہ با وصف آنقدر قدرت و استقلال کہ با زوجہ محبوبہ حضرت پیغمبر و دختر خویش دختر خلیفہ
اول و اکثر کبار اصحاب او در جنگ و جدال و قتل و قتال دریغ نکرد و لی انجا با مبارزت برخاست لیکن در رفع بدعات
سابقین اصلا و مطلقا نکوشید تا آنکہ از بدعات ایشان بدعتی کہ رفع آن باشد ضروری بودہ و آن غلط این قران غلط مجموعہ
ایشان بودہ ہرگز آن را رفع نکرد و محو ننمود و نظم صحیح و نسخہ خود اجاری و ساری نفرمود فانا للہ و انا الیہ راجعون کہ جناب
امیر را ہیچ جز ضعف و وانی بودہ و نہ تشفی لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و اکنہ ظلی الحدیث کفر داغول الذین ... من النار

قولہ شاہ عبد العزیز دہلوی اہ اقول یہ قول تو حضرت مولانا کا عجب تماشا ہی کچھ حجۃ علیہا نہیں اب کیا سمجھے کہ اپنی یہ نہ دیکھا کہ
اسمین یہہ جو لکہا ہی کہ کوشش وسعی در مودوہ از قتل و قتال و جنگ و جدال با الشان باک نمی بود ہی چاہتا تھی جو حقیقۃ صدیق کو سرسبز کرتا ہی کہ
جناب امیر پیر اور پیغمبر کے پیرو مین دین کے دریغ نفرماتے تھے اور اقامت دین اوسکی کسے سے باک نرکہتے تھے خواہ قضا
وقدر الہی سبب کو اوسکے مساعد ہو یا نہو پس ایصال حق مستحقین فدک مین جو ظہور انت یا بہ وجہ سببہ اگر امر دینی ہوتا تو
بیشک وشبہ اوسکی ایصال مین جناب امیر اصلا و مطلقا دریغ نفرماتے خواہ وہ ہو سکتا یا نہو سکتا قضا وقدر مانع ہوتے تو
اتنی بات ہی ہوتی کہ اوسکی تمام ہوتی مگر یہ تو اپنا کام بلا ریب کرتے ہی کرتے واذ لم یفعل ولم یلتفت الیہ ولم یغیرہ عما کان علیہ من السابق
اصلا ومطلقا علم بالضرورۃ انہ لم یکن فی شی من امور الدین حیث لم یکن فیہ وراثۃ ولم یتحقق فیہ ہبۃ وہو المطلوب قولہ
اور فسادات کہڑے ہو جاتے اہ اقول یہ سب وجوہ سابقہ کے ہیں کہ جب جناب امیر فدک پر قبضہ کر لیتے تو بیشک مال دار ہو جاتے
پہر تو اوس مال کے ذریعہ سے سب فسادات کو دفع کر دیتے سبکو اپنا مطیع و فرمان بردار بنا لیتے جسکی ناک پر مکہ
رکہہ دیتے اور جسکے پچہاڑی کی جوتی مار دیتے وہی انکا طرفدار ہو جاتا چنانچہ اب بھی مال کے ذریعہ سے ایسا ہی کچھ ہوتا ہے
سب دشمن دوست بن جاتے ہیں اور لاف یاری مارنے لگتے ہیں پس یہ عذر آپکا فسادات موہومہ کا عذر بدتر
از گناہ ہے ہمنے تسلیم کر لیا اور مانا کہ جب فسادات کہڑے ہو لیتے تب ہی آپ خاموش ہو رہتے اور تب یہ تو معلوم ہو جاتا کہ
آپ نے حق رسانی چاہی تہی مگر چونکہ فلان فلان فساد اوس سے اوٹہہ کہڑے ہوئے ناچار آپنے سکوت کیا اور
اب جو آپنے لب ہلایا اور حضرت نے کی ایک ایما و اشارہ بھی نفرمایا تو ہمکو تو بڑی سند ہو گئی کہ فدک کسیکا حق نہیں تہا
نہ توریث تہا نہ ہبہ تہا وذلک ہو المطلوب قولہ تو فدک کا لینا مروان سے کیونکر ممکن تہا اقول جب ہمنے سابق
مین کتب فریقین سے ثابت کر دیا کہ مروان نے فدک جو اقطاع کیا تہا تو اپنی خلافت مین اقطاع کیا تہا پہلے سے جناب امیر
کی اور اونکی اولاد کے قبضہ مین چلا آتا تہا چنانچہ ہماری صحیح بخاری اور تمہاری شرح ابن ہشیم سے ظاہر ہے تو اب کیا
بات باقی رہی و نیز اگر حضرت عثمان اپنے وقت مین اوسکو اقطاع کر کے مروان کو دیدیتے تو اونکے مطاعن مین یہہ مذکور ہوتا
حالانکہ اونکے مطاعن مین صرف اتنا ہی مذکور کرتے ہیں کہ و منہا انہ اعطی مروان مائۃ الف دینار و روی خمس افریقیۃ و
ذلک مخالف لسنۃ الرسول ومن بعدہ من الخلفاء کذا فی الشرح المذکور اور اگر کسی نے یہ لکہا بھی ہے تو شاید کچھ بطور سہو گری
کی ہو گا کہ اوسکو بلفظ اقطاع تعبیر کر دیا ہے مگر واقع مین حق وراثت وہی امر ہے کہ صحیح بخاری اور ابن ہشیم سے ہمنے
منقول کیا ہے سلفا کر یون ہی تہا ہو لیکن جناب امیر کی عہد خلافت مین یہ تو معلوم کر دو کہ مروان کہان رہا ہے مدینہ مین
مقیم رہا ہے یا جنگ جمل مین حضرت طلحہ کو شہید کر کے شفاعت حسنین جناب امیر کی قید سے رہا ہو کر علی بالائی ابن ہشیم

ابن ہشیم شام کو فرار کر گیا تھا اگر گیا تھا تو پھر جناب امیر کو قبضہ فدک سے کیا عذر مانع ہوا اور اگر بالفرض فرار بھی کر گیا
ہو تو مروان سے تو آپ اوسیوقت مین اسیری اوسکی کی دو دو ہولین مار کر چھین سکتے تھے سو طرح جیسے اوسکو قلع و قمع
فرما سکتے تھے اور جناب حسنین ع بھی اوسکی شفاعت کر وہ انکی حق پر قابض و متصرف تھا جناب امیر اسکو کے
کیون قید سے رہا کراتے اور اگر اسمین بھی تقدیر الہی موافق انکی تدبیر کی نہین ہوئی تو ہمکو معلوم تو ہو جاتا کہ جناب امیرؑ
نے حضرت سیدہ کا حصہ اونکے بطور وراثت یا بطور ہبہ چاہی تھی لیکن باوجود اتنا کشت و خون ہونیکی بھی لوگون نے نہونے دی
پس ہمارا مونہہ بند ہوجاتا اور تمہارا کھلجاتا اب یہ کیسی ہوئی کہ ہمارا تو کھل رہا ہے اور تم ہونٹ چاٹتے ہو اور مونہہ تمہارا
بند ہے فویل لکم ثم ویل لکم قولہ لا نیاب لمراد اقول عیب کا یہان کیا ذکر ہے عیب کو کون کہتا ہے ہمتو یہ کہتے ہین کہ السکوت
فی معرض الدعوی دلیل علی عدم الدعوی پس سکوت جناب حسنین ع کا بلکہ خود جناب امیرؑ کا فدک کے دعوے سے باوجود
اقتدار و اختیار کے کیونکر اسپر دلیل نہوگا کہ اونکو دعوی اوسمین ہرگز نہین تھا اور وہ اوسکے کسیطرح حقدار نہین تھے
نہ توریث کی رو سے نہ ہبہ کی وجہ سے وذلک ہو المطلوب علی ما مر آنفا قولہ اور بعضی اہلسنت اونحضرتکو معصوم اھ
اقول مثل انبیاء ع کی معصوم تو انکو اہل سنت سے کوئی بھی نہین جانتا یہہ بہکی بہکی باتین کہان سے تم کہتے ہو و ہکذا قد
مر سابقا قولہ جو جواب کہ اہل سنت دینگے اھ اقول اہلسنت تو یہی جواب دیتے ہین اور دینگے کہ ہبہ کی روایات
علی ما حققہ المحققون کما ذکرہ العینی عن ابن قیم اھ منقول ہے کہ لا اصل لہ و لا تثبت روایۃ اور میراث کا دعوی البتہ صحیح ہے
اور غضب اور مہاجرت اور ترک کلام جو اوسمین مروی ہے وہ ماؤل ہے تاویلات سدیدہ وقد فصلنا سابقا اور
آخر انجام بصلح و صفا انجامید بھی ہے پس خلاصہ یہہ ہے کہ اگرچہ یہہ روایت ہے مگر مذہب ہمارا نہین تو مولوی حامد حسین صاحب
تمہارے خود در باب روایات تحریف قرآن استقصا مین لکھتے ہین کہ روایت ہونیسے مذہب ہونا لازم نہین آتا تو اب ہمارا
تو جواب منکشف ہوگیا پس اگر تمہارا بھی یہی جواب ہے تو نعم الوفاق و بئس النفاق اللہم اصلح بیننا وبین قومنا بالحق وانت
خیر الفاتحین قولہ وہ اپنے فرمان پرنکر رد کر دیا تھا اھ اقول رد کر دینا علی تقدیر تسلیمہ اوس وقت تھا اپنی خلافت مین کچھ رد
نہین کیا اور محتمل کہ رد کرنیکے بعد آپنے رجوع کیا ہو اور اونکی رای کی موافق آپکی رائے بھی ہوگئی ہو واللہ اعلم بالصواب
قولہ در صورت اولی اھ اقول صورت اولی ہمارا مذہب ہے اور صورت ثانیہ تمہارا مذہب پس اب ہم یہہ اعتراض تمپر وارد
کرتے ہین کہ عمر بن عبد العزیز نے جو فدک حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق کو واپس دیا اور اونہون نے وہ کیسے
لیلیا جو ہبہ لینا ہمارے نزدیک تو بطور تولیہ ہوا اور تمہارے قول پر بوجہ ہبہ یا میراث ہوا جس علیہا ما قالت الشیعہ فکانا
اول خلافتہ و ما کان ابن ہشیم تو اب تمہارا یہہ قول اسنے باطل ہوگیا کہ ائمہ معصومین مین نے شیٔ مغصوبہ کو پھر آپ نہ لینے کو دہ غیرہ

لینے کا ہو جاتا ہی اور اسی سبب سے جناب امیر اور حسنین علیہم السلام نے بھی اپنی خلافتوں میں باوجود اختیار و اقتدار کے فدک نہ لیا تہا
الغرض دروغگو را حافظہ نباشد و ماذا بعد الحق الا الضلال فانی تصرفون قولہ اور خلافت دیگر شیئ ہی اہ اقول
ما بہ الاشتباہ و ما بہ الافتراق انہیں ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ جسکی رو سے خلافت کی طلب میں تو بسبب غصب کے کچھ مضائقہ
نہیں ہی اور فدک کے طلب میں بھی بس جبکہ دونو دستے اور حق تہے تو تفرقہ اونہیں کیوں کرتے ہو کہ طلب خلافت تو حلال
تہی اور طلب فدک حرام **قال** اور صاحب قول الفصل نے یہ جو لکہا ہی کہ ناراض رہنا حضرت زہرا کا حقوق دینیہ
و دنیاویہ میں بھائی مسلمان سے اور اوپر دعاے بد کرنا اور کوستے رہنا اوسکو تا زیست اور اوپر ترک سلام و
کلام کرنا اوس سے اور عذر صحیح اوسکی کو پذیرا نکرنا اور باوجود فرط تضرع و الحاح اور استغفار کے اوسکو عفو نکرنا اور
کینہ اوسکا اوس جہان کو اپنے ہمراہ لیجانا اور باوصف سننے حدیث نبوی کے اور عہد کرنے طرف ثانی کے موافقت
عمل رسول کا اوسکو باور نکرنا اور خصومت اور مرارت پر مستمر رہنا جسطور کہ شیعہ اظہار کرتے ہیں شایان سیدہ
نہ یہ سب ناشی ہی فرط حب دنیا سے کہ جو راس کل خطیئۃ ہی اور رذائل قبیل رجس اور خبث اکبر ہی بحسب طریقت و
حقیقت بلکہ بحسب شریعت بھی جواب اسکا یہ ہی کہ فرقہ شیعہ کا ان امور کو حضرت زہرا کیطرف منسوب کرنا جو صاحب
قول الفصل نے بلفظ افترا تعبیر کیا ہی وہ محض افترا ہی اسلیئے کہ بسبب نہ ملنے فدک کے حضرت زہرا کا تا حیات خود
ناراض رہنا ابوبکر سے صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور شرح مشکوۃ اور فتح الباری وغیرہا کتب کثیرہ اہل سنت میں
جابجا مذکور ہی عبارت بخاری کی یہ ہے فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ فغضبت علی ابی بکر فی ذلک فہجرتہ فلم تکلمہ
حتی توفیت اور شرح مشکوۃ میں ہی برگشت از غضب تا آنکہ زندہ ماند وہجرت کرد ابوبکر را پس بعد ثبوت اس امر کے
میں کہتا ہوں کہ حضرت زہرا اظہار ظلم کے سلیے تہے ناراض رہیں اور حضرت نے ہم لوگوں پر اپنا مظلوم ہونا ظاہر کر دیا
اگر حضرت زہرا کے پاس فدک آتا وہ تو اوسوقت بھی بسبب اپنی فیاضی کے اپنی طرف سے غربا اور مساکین کو
تقسیم کر دیتیں اور حضرت زہرا کو اسکا بھی خوف نہ تہا کہ یہ لوگ ناجائز طور سے آمدنی فدک کی صرف کریں گے
بڑی عجیب بات ہی کہ مال بھی اونہیں حضرت کا چہینا اور اوسکے رنج کرنے میں مورد طعن بھی آپ ہی حضرت ہوئیں اور
چہین لینے والے محفوظ رہیں چہین لینے والوں نے فدک کے یہ خیال کیوں نکیا کہ بیٹی ہے رسول کی ہم حق اون کا
کیوں لیں انکو کیوں ناراض کریں مال دنیا کو ہم لیکر کیا کریں گے برخلاف اسکے باوجود یہ نامہ پیش کرنے اور حضرت
امیر کی گواہی ہو سنے کے فدک کو چہین لیا اگر حضرت زہرا اپنے حق نہ ملنے پر ناراض ہوئیں تو کیا امر بیجا ہی آیا کوئی ہوا
ہی کہ کوئی اپنا حق واقعی طلب کرے اور بسبب اوسکے نہ ملنے کے ناراض ہو یا یہ بات بری اور فعل قبیح ہی کہ غیر کا حق

حق کوئی چھین لے اور دعا سے بد کرنے کو بھی حضرت زہرا کے اہل سنت کے علما نے اپنی کتب مین نقل کیا ہے چنانچہ
ابوبکر جوہری نے لکھا ہے قالت فاطمة یعنی لابی بکر لا کلمتک ابدا قال ابوبکر لا اہجرک ابدا قالت واللہ لادعون اللہ
علیک قال واللہ لادعون اللہ لک فلما حضرتها الوفات اوصت ان لا یصلی علیها فدفنت لیلا انتہی اور عذر
صحیح کونسا حضرت ابوبکر نے کیا تھا کہ جسکو حضرت زہرا نے قبول نکیا تا آن ایک حدیث وضع کرکے بیان کی تھی اوسکو
حضرت کیسے قبول کرلیتین اون حضرت نے اپنے پدر عالی قدر سے وہ حدیث نہ سنی تھی حضرت یہ جانتی تھین کہ
اگر میرے باپ اوسکو فرماتے تو مجھے پہلے ضرور فرما دیتے اور اپنی ازواج کو بھی اس سے خبردار کرتے لہذا
حضرت نے اوسے رد فرمایا باقی تحقیق اس حدیث کے موضوع ہونے کی قبل ازین مذکور ہوئی اور حضرت زہرا بیگا
الحاح اور مباداث کی تضرع کو کیون مانتین ہان اگر حق اونکا دیدیتے اور پھر عذر خواہی کرتے تو بیشک حضرت زہرا
معاف کردیتین حق تو اونکا نہ دیا اور حسب تحریر شاہ عبدالعزیز در تحفہ پس ابوبکر فاطمہ زہرا را در دعوی ہبہ تکذیب کرد
بلکہ تصدیق نمود انتہی حق حضرت زہرا قبول کرلیا پس باوجود تصدیق دعوی ہبہ بھی حضرت کو اونکے حق سے دیدہ و
دانستہ محروم کیا اور اوپر عذر خواہی کو پہونچ گئے سبحان اللہ یہ اچھی عذر خواہی ہے سیدھی بات تھی [illegible] اونکا
دیدیتے حضرت زہرا از خود راضی ہوجاتین تضرع اور الحاح کی کیا ضرورت تھی اور عہد ابوبکر او [illegible] عہد رسول کب تھا
حضرت رسول تو فدک کو بنام حضرت زہرا ہبہ کرکے ہبہ نامہ اوسکا لکھکر قبضہ حضرت زہرا کا اوسپر کرا چکے تھے چنانچہ
یہ مضمون کتب اہل سنت سے قبل ازین مذکور ہوا اور ابوبکر نے فدک کو حضرت زہرا سے منتزع کیا ایسی صورت
مین موافقت عمل رسول کی ہرگز ثابت نہین **قولہ** تمہارا ظلم کے لئے الخ **اقول** مین کہتا ہون اچھا کہنے سے اخفاء ظلم
کوئی فرض و واجب شئ نہین ہے تو وہ حجت شرعیہ نہین ہوسکتی بلکہ عیوب ناس کے اظہاری واجب ہوتی ہے یہ جان لو کہ
ہمارا تو قلب لیتا ہے اون احادیث کو دیکھکر کہ جو صاحب قول فصل نے متن اور حاشیہ اوسکے مین تمہاری کتب وغیرہ سے
نقل کی ہین کہ اگر ان روایتون کو ظاہراً مان لیا جاوے تو انکی روات کا جھوٹ سچ دیکھا جاوے اور نہ انکو قابل تبرا و ولایت
سمجھا کیا جاوے تو حضرت زہرا بموجب اون احادیث کی کچھ کہا نہین جاسکتا کہ کیا ہوئی جاتی ہین مگر یہ تمہاری ہی
چالاکی ہے کہ تم یہ سوچ لیا ہے کہ حضرت زہرا کا حال ہونا ہو سو ہو تمہاری روایتون کو ماننگے اور اپنے مذہب پاک کو داغ لگاوینگے نعوذ
باللہ ثم نعوذ باللہ **قولہ** اور حضرت زہرا اسکا بھی الخ **اقول** یہ خوف تو حضرت زہرا کو خلافت کے بابت زیادہ تر چاہئے
تھا نہ کہ فدک کی بجا صرف کرنیکا خوف ایک باستثناء ہے اور یہ خوف ہے کہ جو اونکے خلیفہ تھے وہی تمام دین کی تخریب کا
تو حضرت زہرا نے اسمین کوشش کی ہوتی جسقدر بھی ممکن تھی حالانکہ اوسکی جانب انکا التفات تمہاری روایات سے

کچھ بھی نہین پایا جاتا شاید کوئی شاذ و نادر روایت ایسی ڈھونڈ ہے سے نکلے کہ جسسے یہ معلوم ہوتا ہو کہ جناب زہرا فدک
کے واسطے جناب امیر کی دعویدار تہین بلکہ مین کہتا ہون کہ جب جناب حضرت ابوبکر کے پاس گئین اور فدک اونسے مانگا اور
گواہ سنا کروا بہی کا وثیقہ اونسے لکہوا لیا علی مافی الکلینی وغیرہ مرارا تو بیشک اونکی خلافت کو تسلیم کر لیا اور وہان گئین تو
پہلے ہمارے واسطے اونکی صحت خلافت کے لئے دلیل قوی ہاتھ لگی اب صادق آگیا مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
قوله مورد طعن بہی وہی حضرت ہوئے **اقول** ہم کیا کرین مورد طعن تو اونکو تمنے اور تمہارے اون حدیثون ہی نے کیا ہے
کہ جو تم کلینی وغیرہ مین بیان کرتے ہو کہ ان العبد لیکون مظلوما فما یزال یدعو حتی یکون ظالما اب دیکہو کہ صغری تو اون روایات
سے بناؤ کہ ان فاطمة المظلومة ما زالت تدعو اور کبری اس حدیث سے بموجب کہ کل مظلوم ما یزال یدعو حتی یکون ظالما اب نتیجہ اسکا
نکال لینا تمہارا کام ہے یعنے تو قیاس صحیح الانتاج شکل اول بدیہی الانتاج سے بنا کر تمہارے آگے رکہدیا اور لو کہ بموجب ان
روایاتکی ان فاطمة غضبت فلم ترض ابدا صغری ہوا اور کبری بحسب ان احادیث کی کل من غضب ولم یرض ابدا حتی یرضی النار ہوا
اب نتیجہ دیکہلو کہ کیا ہوا اور لو بحکم ان روایات کے ان فاطمة لم تقبل صدقة صغری ہوا ہے اور بحکم حدیث من الخیر کے
کلمن لا یقبل صدقة صادقا کان او کاذبا فلیس شفاعتی کبری تو اسکا بہی نتیجہ دیکہلو کہ کیا ہوا و علیٰ ہذا اور بہتیرے اوسی مالا یتناہی
غرضکہ اس دلیل سے صاحب قول فصل کی تمکو ایسا جکڑ دیا ہے اسکے مارے تم پانی بہی نہین مانگ سکنے کے مگر ہدایت تمکو ہوتی ہی
نہین کہ سواء علیہم اونذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون **قوله** ابوبکر جوہری کی الخ **اقول** کوئی ابوبکر جوہری ہون یا کوئی عمر ہون
مگر اوسکی روایت کو ہم نہین مانتے کہ جسکی روایت مین ہماری جناب فاطمہ کی خبر رہتی ہوگی ورنہ ہم کب اسکی روایتکو مانتے ہین
اور اس روایت مین ہماری جناب فاطمہ کی خبر نہین رہتی بلکہ با تمام شل حدیث ان العبد لیکون مظلوما الخ کے اونکو بہی حق ہو تو
پہر ہم اسکو کیسے مان سکتے ہین نعوذ باللہ منہا ولا حول ولا قوة الا باللہ **قوله** کیسے قبول کرتے ہین الخ **اقول** بحکم حدیث علی الخ
کے قبول کرلی ہین کہ جسمین ایسا ارشاد فرمایا ہے کہ لا تکذبوا صدیقا انا اکبر جری اور صدیق اور خاص جناب الیہا فانکم لا تشدون
سلونی من الحق فکذبوا انفسہم فوق عرش وقد رسا بقا **قوله** بیکار الحاح اور منادت کی الخ **اقول** بحکم حدیث من لا یجزی
باتین کہ اونمین صاف وارد ہے کہ صادقا کان او کاذبا وقد رفضنا الخ **قوله** حب تحریر شاہ عبد العزیز الخ **اقول** تعجب ہے
کہ اسکو پانیکا بھیجہ ہوا اور اتنا نہین سمجہے کہ یہ کا ہے کے ساتھ مصدق ہے کیا اسکے صدر مین کہا ہے دیکہو تو کہ بلفظ شیعہ این
روایت را قبول کردیم اونہونے صدر مین کہا ہے یا نہین جو بات علی التقدیر تسلیم کی جا یا کہ فرض ہو وہ بہر ثبوت کر دوسی جگہ
احتجاج نہین ہوسکتی ذرا مناظرہ کا علم سیکہو اور اسکے قواعد دیکہو تب مناظرہ کچہو ابہی سے اتنی لیاقت کیون
اظہار کرتے ہو کہ من تشیع بما لیس فیہ الخ **قال** اور صاحب قول الفصل نے جو یہ لکہا ہے بس آتا ثابت ہوا ناراضی اور کینہ ورعی کی

اونکی بابت ادنی متاع دنیا کے کیونکر قبول کیجاوے **اقول** بموجب روایت صحیح مسلم اور صحیح بخاری اور فتح الباری اور حسب تحریر شاہ عبد الحق اپنی محدث جلیل القدر کی تا زیست نا رضامند رہنا حضرت زہرا کا مان لو ہماری روایات کو قبول نکرو گو فدک کیسے ہی متاع قلیل دنیا کے تہا بہر نوع وہ حق تو حضرت زہرا کا تہا اگر اوس حق کے چھین جانے پر وہ حضرت ناراض ہوئین اور تا زیست کلام کرنا ابوبکر سے موقوف کر دیا جیسا کہ روایات اہل سنت مین آیا ہی یہان تک کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے معتبر کتابون مین مندرج ہی تو حضرت زہرا سے کیا ناروا فعل نعوذ باللہ واقع ہوا تاان جنہون نے تصدیق دعوی کر کے حق حضرت زہرا اور حضرت امیر کی گواہی دینے پر بہی ندیا الزام تو اونکی ذمہ ہی اور اگر حضرت زہرا تا زیست ابوبکر سے ناراض رہتین تو ہم لوگ اوس ظلم سے کیونکر خبردار ہوتے ہمارے مخالف تو باوجود اس کے بہی کہ یہ امر صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے کتابون و غیرہ دیگر کتب سے اونکی بخوبی واضح ہے کسیطرح اسکو نہین مانتے اور حسب الیہ مین کہ حسب تحریر شاہ عبد العزیز در تحفہ کتب اہل سنت سے ہی جلد اول کے جزو چہارم مین درمیان صفحہ ۱۴۳ سطر ۱۶ مطبوعہ بمبئی یہ مذکور ہی و دران اثنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہ بسبب نقصان وظیفہ از امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ رنجیدہ بود در مردم را بر قتل او تحریص نمودہ گفت اقتلوا نعثلا مراد ازوے طویل اللحیہ بود کہ با امیر المومنین عثمان مشابہتے داشت پس ام المومنین عائشہ بسبب نقصان وظیفہ و کمی تنخواہ حضرت خلیفہ ثالث عثمان سے کیون ناراض نہین اور بابت متاع قلیل بل اقل دنیا سے دلی کینہ اپنے دل مین رکہکر حکم قتل حضرت ثالث کا دیتی تہین فدک تو بذریعہ ہبہ و توریث حق حضرت زہرا تہا اوسکے نہ ملنے پر حضرت زہرا ناراض ہوئین جناب خلیفہ صاحب نے جو انکے خرچ کو کچھ مقدار ماہانہ مقرر کر دیا تہا اوسمین جو انہون نے کچھ کمی کی تو ام المومنین نے ناراض ہو کر اور بابت ادنی متاع دنیا کے اپنے دلمین کینہ رکہکر حکم قتل دیا یہ تنخواہ کب اونکی باپ نے دی تہی اور یہ تنخواہ کب اونکو پدری ترکہ مین ملی تہی اور الفاظ نا زیبا در حق حضرت زہرا مثل کینہ وری وغیرہ شایان حضرت زہرا کی لکہنا صاحب قول الفصل کا ہے کام ہی ہماری کیا مجال ہم تو فقط اوسقدر لکہتے ہین کہ جسقدر روایات مین اہل سنت کی وارد ہوا ہی **قولہ** ان لوگ اوہ **اقول** ہم کیون مان لین ہمارے ایمان مین کچہ فساد تو نہین کہ جو ہم قطعیات و یقینیات ایمانیہ کے خلاف کو مان لین ہم اونکی صحت اور عدم صحت کی تفتیش کر کے تاویلات سدیدہ اونکو ادل کیون نکرین یہ کام تو تمہارا ہی ہا کہ یقینیات کے خلاف کو مانو اور دین و ایمان سے دستبردار ہو منقبض ہا یا اور کم یہا کر ان کنتم مومنین **قولہ** دوم ربا قتل اماہ **اقول** علی تقدیر فرض المحال تو معنی اقتلوا کے اضربوا ہو قتل حقیقی مراد نہو گا کما قال تعالی قتل اصحاب الاخدود النار و قتل الانسان ما اکفرہ ای لعن او کل مراد ہو واللہ اعلم بالصواب

قولہ صاحب قول فیصل کا یہی کام ہے الخ اقول البتہ مجرد لکھنا تو صاحب قول فیصل کا ہی کام ہے مگر اعتقاد کرنا اوسکا
تمہارا ہی کام ہے تم تو ہر بات سچ کہنا ہی گردان مارے جاتا ہے صاحب قول فیصل کا جواب ہے تو تم سے بن نہیں آتا ایسے چکر دیتے ہو
کہ گھن چکر بن گئے ہو لاچار ہو کر صاحب قول فیصل پر ایسے ایسے اتہام کرتے ہو ورنہ اپنے مخاصم کو الزام دیتے ہو قال
قول الفیصل نے لکھا ہے اہل طریقت فرماتے ہیں شعر کفر است در طریقت ما کینہ داشتن ۔ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن
اقول ان صاحب کو شاید پچھلے حالات سے اطلاع نہیں معلوم ہوتی جو یہ شعر اس مقام پر تحریر کیا جمال الدین محدث
صاحب روضۃ الاحباب نے کہ جو بڑے مشائخ اہل سنت سے ہیں کتاب مذکور میں لکھا ہے بعد از وقوع حرب جمل چون آیات
ولایت شاہ ولایت پناہ آثار ہدایت و ثار جود بمنزل عائشہ تشریف فرمود بعد از استیذان در آمدن با دیدن گشت عائشہ
با بعضی از زنان اہل بصرہ نشستہ بود بوی گریستند امیر المومنین برفق و نرمی کتاب عتاب آمیز خواندن گرفت و گفت خطاب
ربانی ورشان زنان پیغمبر آخر الزمان این است و قرن فی بیوتکن تو متمسک شدی بسببہ ہیجان کہ ترا و مثوی ترکیب امرے
شدے کہ مناسب حال تو نبود و باوجود بکہ قرب قرابت مرا با حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میدانستی و از ان سرور کر شنیدہ بودی
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ طریق معادات پیش سلوک داشتی و با معاندان مدد
علم طریق مرافقت و موافقت افراشتی انتہی پس اس عبارت سے کینہ و عناد ام المومنین عائشہ کا امیر المومنین سے [illegible] ظاہر ہوا اور اسکے
زیادہ کینہ و عناد کیا ہو گا کہ ام المومنین عائشہ کو حضرت امیر کا نام لینا گوارا نہ تھا بلکہ بوقت ذکر تشریف لانے جناب رسول خدا کے حضرت [illegible]
اسم مبارک حضرت امیر کا نہ لیا اور رجل آخر کہکر تعبیر کیا راوی نے اس حدیث کی ام المومنین سے [illegible] ابن عباس سے ذکر کیا ابن عباس
نے پوچھا کہ عائشہ نے اوس رجل کا نام نہ لیا تھا اوس راوی نے کہا نہیں ابن عباس نے کہا وہ علی ابن ابیطالب ہیں
فتح الباری میں جو شرح اس حدیث کے یہ لکھا ہے عن معمر لکن عائشہ لا تطیب نفسا لہ بخیر ولابن اسحاق فی المغازی عن
الزہری ولکن لا تقدر ان تذکرہ بخیر یعنی اس روایت سے کہ نفس عائشہ خوش نہ تھا ساتھ حضرت امیر کے ذکر کے ساتھ بھلائی اور ابن
اسحاق نے کتاب مغازی میں زہری سے روایت کی ہے کہ عائشہ کو حضرت علی کی خیر یاد کرنے کی قدرت نہیں تھی
حاصل یہ کہ ما بخالفت ان روایات کو جیسے کہ روایات اوسی کے کہ کتابوں میں ہم نے اپنی کتب سے [illegible] نہیں کچھ
نہیں زیادہ کیا بلکہ محض نقل اور ترجمہ پر اکتفا کیا ہے اور اس سے بڑی دلیل بغض و کینہ و عناد عائشہ ام المومنین کے
ساتھ حضرت امیر کے یہ ہے کہ جب خبر شہادت جناب امیر کے ام المومنین نے سنی مسرور ہوئی اور غم ظاہر نہ کیا چنانچہ جلد
[illegible] مذکور ہے ولما انتہی الی عائشۃ قتل علی رضی اللہ عنہ قالت فالقت عصاہا واستقر بہا النوی کما قر عینا بالایاب
المسافر یعنی مراد القت عصا سے اطمینان ہے چنانچہ اسی کتاب میں مذکور ہے والقاء العصا کنایۃ عن الاطمینان اور

اور البوادر یہ بہ بین بحوالہ کتاب بحارت الامم بہی ایسا ہی مذکور ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ حضرت زہرا کو تو سبب نہ ملنے اوسچین جلنے اپنے حق کے کہ جو بذریعہ ہبہ اونکو پدر بزرگوار نے دیا تہا اور اونکے قبضہ میں تہا ابوبکر پر غصہ تہا اور وہ تا مرگ خود ناراضامند رہیں انکو حق پر ناراضامند ہونا کوئی حرام بات نہیں وہ غصہ اونکا بجا تہا بلکہ جائز طور سے تہا بلکہ جو کچھ کہ حضرت زہرا محل میں لاوین وہ صحیح اور درست ہے اور ہمکو اوسکا مان لینا ضرور ہے حقوق منا گرو اور کہ جو اونکو حق کے باب میں ہے اور بروایات متفقہ فریقین ثابت ہو چیکے کہ درباب فدک نارضامندی اونکی کتب فریقین سے جا بجا بکثرت ثابت اور متحقق ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ام المومنین کو جناب امیر سے یہ بغض اتنی اور کینہ اور عناد زبردستی کا کیوں تہا حضرت امیر نے کب انکے پدری متروکہ یا کسی اراضی مقبوضہ موہوبہ کو ضبط کر لیا تہا اور یہ کب گوارہ کیا کہ اپنا حق طلب کرنے کو گئی تہیں کہ جو حضرت امیر نے انکو واپس نہ دیا ان امور کی صاحب قول الفصل کو اصلا خبر نہیں کہ جو شوہر کو بے خطر لکہہ دیا اگر صاحب قول الفصل کی اسمیں خوشی ہے تو بسم اللہ ہم اور وہ دونوں اس شعر کو ملکر پڑہیں

کفر ہست در طریقت ما کینہ داشتن * آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

قولہ حضرت امیر کا نام لینا گوارا نہیں تہا **اقول** علامہ کرمانی شارح بخاری اس حدیث کی ذیل میں فرماتے ہیں قالت فقلت لہم قالت رجل آخر وما سمتہ قلت لان العباس کان دائما یلازم احد جانبیہ واما الجانب الآخر فتارۃ کان علی فیہ وتارۃ اسامۃ فلعدم ملازمتہ لذالک لم یذکرہ لا لعداوۃ ولا نحوہا حاشاہا من ذلک لیکن یہ پہیر اور ہیری احمد شیخ ابن حجر نے بقول تمہارے نقل کیا بعد تصحیح نقل کسی منافق کی کاریگری ہے کہ جسکو بلا تحقیق و تشواری بعدہ خود رافضی و شافعی میشود لاادری کہ حضرت ام المومنین عایشہ سے تو ہماری کتب میں بیشمار احادیث مناقب اہلبیت میں عموما و خصوصا نام بنام حضرت علی اور جناب فاطمہ کے موجود و مشہور ہیں پہر کیسے بقول محمود زہری کا صحیح ہو سکتا ہے سمجہا کہ یہ تہمتان عظیم اور جناب امیر تو اپنی ام اور ام المومنین انکی حضرت عایشہ کے واسطے اپنے کلام میں کہ جو نہج البلاغہ میں عیاد انکی خطبہ تفہیم رانے کے خود یوں فرماتے ہیں کہ ولہا بعد حرمتہا الاولی کرم اونکی ہی حرمتی وہی اگلی انبیاء میں کوئی دقیقہ اور کوئی مرتبہ فروگذاشت نہیں کرتے فحش و دشنام سے بہی یاد انکو کرتے نہیں فرق نہیں **قولہ** کہ یہ نہیں معلوم ہوتا ہے **اقول** تمہارا جو علم کچہ تو ہو بیشک تمکو نہیں معلوم ہوتا ہے تمکو انکی وجہ معلوم کردیں ذرا توقف کرو اور ابن ابی الحدید کی شرح لے بیٹھو دیکہو تو وہ لکہتا ہے کہ وانما الضغن فقد نقل اسبابہ مفصلۃ تہا ما کانت بینہا وبین فاطمۃ بسبب تزوج الرسول لہا عقیب موت خدیجۃ ام فاطمۃ واقامتہا مقامہا ومن المعلوم المستاد ان تبقع بین المرأۃ وابنتہا من غیرہا من الکدر بسبب البغض من المرأۃ لبنت الزوج حرکۃ السخیلۃ بانہا تنافسہا مقام الام لہی حرکہا اشبہہا بما تقسمہا مقام الفرقۃ وتوہم فیہا العداوۃ والبغضاء ثم فیما فکذلک الحال

ویقوی ہتیا کہ البغض خصوصًا ان کان للزوج اکرام لغیرہا کما ہو المنقول من الرسول فی حق فاطمۃ واما من جہۃ البنت فلتخیلہا
انہا ضرۃ امہا وتوہمہا السبب فی ذلک تبغضہا الیہا والمیاغض للام باغض للبنت لا محالۃ ویتاکد ذلک بالمیل المنقول عن
الرسول فی حق عائشۃ وایثارہا علی سائر نسائہ والنفوس البشریۃ خصوصًا نفوس النساء تتغیظ علی ما دون ذلک فکیف بذلک
منہ سیما والاشتراک فی تعدی ذلک الی نفس بعلہا فان النساء کثیرا ما یحصل بسببہن الاحقاد فی قلوب الرجال وعن بعض الحکماء
انواع بت فی الدنیا حضورتہ لیست بسبب امرءۃ فاحمد اللہ تعو فانہا امر عجیب وکثیرا ما کانت فاطمۃ تشکو الی بعلہا من عائشۃ انتہی
تواب معلوم ہوا کہ یکسان نفوس جانبین کے نفوس قدسیہ نہیں تہے ہمارے تمہارے ہی سے بلکہ بدتر ہمسے تمسے معاذ اللہ نفوس
خبیثہ تہے اور دونو طرفسے یکسان بغض تہا اور اوسکو حضرت پیغمبر خدا نے جانبین پر الطاف وعنایات فرما کر پرورش
کیا تہا اور کسیکو اوسسے منع نفرمایا تہا تواب کیا شکایت ہے دونو جانب کی اگر طیبات ہین تو دونو جانب یکسان ہین اور اگر
معوذ باللہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ خبیثات ہین تو یکسان دونو جانب ہین تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال
ہدا او ذرا انصاف تو کرو کہ جبکہ حضرت فاطمہ نے حضرت امیر کے کان بہرے اور انکے دلمین انکی طرف سے برہمی ڈالی تو حضرت علی پہلے ہی
سے بنا بر اوس عناد کے قصہ افک مین حضرت رسول مقبول کو مشورہ طلاق کا دیا تو پہر حضرت عائشہ کا دل حضرت
علی کے امام بنانے کو کیونکر چاہ سکتا تہا اور کیون اونسے وہ حرب وقتال مین صرفہ دریغ کرتین وذلک ظن الذین کفروا
فویل للذین کفروا من النار۔ قال اور صاحب قول الفصل نے یہ جو لکہا ہے کہ فرط الحاح اور استغفار وعجز وانکسار
حضرت صدیق کا اس مقدمہ مین خود کتب شیعہ سے ہویدا ہے اقول وہ عجز اور استغفار اور الحاح اور انکسار
محض واسطے بعض اصحاب رسول کے دکہلانے کے تہا بیکار عجز وانکسار سے کیا ہوتا تہا خلاصہ حضرت زہرا
کا دل کیون راضی کیا اس عجز وانکسار پر صاحب قول الفصل اطمینان کریگا اور وہ اس سقیفہ کے داعی ہین
اگیا یا عوام کالانعام مقلدین اوسکے اوس الحاح پر عمل دین گے حضرت زہرا تو اوسوقت عجز وانکسار کو قبول
فرماتین کہ جب حق انکا واپس ہوتا بغیر حق کے دئے عجز وانکسار بیکار تہا یہ سو کبہی خوشامد اہل ایمان کب
مانتے ہین بلکہ اس الحاح اور عجز وانکسار پر بہی جو حضرت زہرا رضامند نہوئین اور تا وقت وفات اپنی کے
کبہی ہم کلام نہوئین جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے یہ امر تو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ حضرت زہرا حد سے زیادہ
ناراض تہین اور وہ حضرت اپنا حق طلب کے جاتی تہین تو ایسے حال مین جناب خلافت مآب نے حق
زہرا کیون نہ دیا کنز العمال مین ہے کہ ابو بکر نے ابو بشیر مازنی کو مال بحرین سے محض اوسکے اظہار پر کہ
رسول مقبول نے مجہے اس مال سے دینے کا وعدہ کیا تہا بغیر گواہون کے دیدیا اور علی ہذا القیاس

علی القیاس جابر کو بھی اس مال سے بغیر گواہوں کے دیا جناب فاطمہ زہرا کو گواہ بھی پیش کر چکی تھین اور بیبی رسول کی
کبھی جھوٹا دعوی کرتی نہین انکو فدک ابوبکر نے واپس کیون نہ دیا جو سو کہا استغفار کیا قولہ صاحب
قول فصل الطغیان کرینگا اقول صاحب قول فصل اسپر الٹا ہی کیون نہ کریگا جب اوسکے بیان پر حدیث موجود ہو
کہ لا تکذبوا حدیثنا اذا اتاکم به مرجئی او حروری او خارجی نسبه الینا فانکم لا تدرون لعله شیء من الحق فتکذبوا الله فوق عرشه و حدیث من
علل الشرائع تو جب وہ حدیث حضرت رسول کی الا ان فقد تحتاج و استغفار اوسکا سو کہا نہوا اور اوسکا کوئی جواب نہین ہو سکتا
سوائے اسکے کیون کہا جاوے کہ انت یا سمعت من رسول الله اعلم الا انا انبیاء لا نورث بعض ... و انت و رسول الله اعلم بکلام من
لعنة السفہا و علیک بالانصاف قولہ کہ حضرت زہرا حد سے زیادہ ناراض نہین ہا اقول تو یہ صغری ہوا اور کبری اسکا جو
شخص کہ حد سے زیادہ ناراض ہو اور لا یرضی ابدا ہو تو وہ بروفق حدیث کلینی مذکورہ بالا کی حق مین اہل النار ہو جائیگا پس
اب اسکا نتیجہ نتیج کر دو اور دیکھو نتیجہ کیا نکلا نعوذ بالله من شرور انفسکم و من سیئات اعمالکم و افعالکم و اقوالکم قال اور صاحب
قول الفصل نے یہ جو لکھا ہے کہ الله اکبر کہ یہ فظاظت و خشونت اور غلظت و رعونت اور قساوت اور نخوت اور شقاوت
اور صلابت اور سنگینی قلب جناب فاطمہ کی اور یہ تحمل اور بردباری حضرت صدیق اکبر کی کہ وہ انکو کہین کہ مین بعد ہر
نماز کے تم کو بددعا کرونگی اور یہ کہین کہ مین بعد ہر نماز کے دعائے خیر کیا کرونگا انتہی پس جواب ان الفاظ کا بروز قیامت
حق تعالی دیگا مگر اہل ایمان ان الفاظ کو صاحب قول الفصل کے کہ جو اقتدا مین اہل نہروان کی شان پاک بضعہ رسول
پاک کے صادر ہوئی ہین ملاحظہ فرماوین اور جملہ اہل سنت اور اہل تشیع جو مقتضائے ایمان اور حرارت اسلام کا ہو
ویسا ہی ارشاد فرماوین مین اقتدا مین جناب امیر علیہ السلام کی کچھ نہین کہتا اور سپرد بخدا کرتا ہون نہین معلوم یہ شخص
ایسے الفاظ شنیعہ بابت جگر رسول کے کہکر رسول خدا کو کیونکر منہ دکھائیگا مگر مومنین با ایمان اس پر غور اور خیال فرماوین
کہ حضرت زہرا صلعم حسب تحریر ابوبکر جوہری در کتاب سقیفہ و موافق تصریح شیخ اسعد در کتاب فایق وغیرہ کتب معتبرۂ اہل سنت
چادر اپنی مین جسم مبارک چھپا کر جیسے کہ دستور زنان عرب کا پہلے بھی تھا اور اب بھی رائج ہے اور زنان قریش کو اپنے
ہمراہ لیکر فدک مانگنے کیلئے تشریف لے گئین کہ جس سے فریادی ہونا حضرت کا ظاہر تھا چنانچہ سارے لوگ دیکھ دشمنان
حضرت زہرا کی دیکھکر رونے لگے ابوبکر جوہری نے لکھا ہے اجہش له القوم بالبکاء پس بعد فرو ہو جانے اوس بکا کے حضرت
زہرا حمد و ثنا خدا کی بجا لائین چنانچہ ابوبکر جوہری نے بعد فقرۂ اولی کے تحریر کیا ہے ثم امہلت طویلا حتی سکنوا من فورتهم ثم
قالت ابتدی بحمد من هو اولی بالحمد و الطول و المجد اور حضرت نے بعد اس کے اکلاح اپنا حق طلب کیا اور دعوی ہبہ کی اور
شہادت بھی حسب تحریر صاحب معارج النبوة وغیرہ علمائے اہل سنت ہبہ نامہ لکھا ہوا رسول مقبول اپنے پدر عالی قدر کا

پیش کیا اور گواہی مین حضرت امیرؑ اور ام ایمن زوجہ رسول خداؐ اور حسنینؑ کو اپنے ہمراہ لائین اور شہادت انسے دلوائی اور جبکہ وہ
بھی حضرت کا قبول نہوا تو بذریعہ وراثت بموجب آیہ کریمہ یوصیکم اللہ فدک مانگا اور پھر اسپر بھی رسول خداؐ کی بیٹی پارہ
جگر کو اونکے حق واپس نہ دیا کہ حضرت زہراؑ بے آس ہو کر قبر پرنور پر اپنے پدر عالی قدر کی براے شکایت تشریف لے گئین
چنانچہ ابو بکر جوہری نے لکھا ہی ثم انکفت الی قبر ابیہا متمثلہ بقول ہند الخ اور پھر مسجد انصار مین پاس انصار سرور مختار کے
شکایت سے گئین چنانچہ ابو بکر جوہری اسنے لکھا ہی ثم عدلت الی مسجد الانصار وقالت یا معشر البقیہ و یا عضاد الملۃ الخ
غرض اسپر بھی حق انکا نہ دیا اب اہل ایمان غور فرماوین کہ غلاظت اور خشونت اور غلظت اور رعونت اور قساوت اور
سخونت اور شقاوت اور صلابت اور سنگینی قلب کے کس کی ہی حیف ہی کہ حضرت زہراؑ جگر کا ٹکڑا جناب رسول خداؐ کی
اور اونکی آنکھون کی نور باالحاح و زاری و نہایت نالہ و بیقراری اور بہر دو تسلیمین اس اہتمام سے فدک اپنے حق کو کہ
دیا ہوا جناب رسول خداؐ کا تہا طلب کرین اور اون سے گواہ طلب کرین اور جابر اور ابو بشیر مازنی کو مال بحرین سے
محض اونکے دعوی پر کہ رسول مقبول نے ہمین اس مال مین سے دینے کا وعدہ کیا تہا بعد وفات سرور کائنات
بے گواہ لے دیدین افسوس صد ہزار افسوس کہ اونہین کا تو حق چہینین اور اونہین کے واسطے ایسے الفاظ نازیبا
اور گستاخی کے کہ جسکو دیکہکر اہل ایمان کو قشعریرہ ہوتا ہی تحریر کرین ان ہذا الشی عجاب فاعتبروا یا اولی الالباب شعر
مرا باور نمی آید ز روے اعتقاد ۞ حق زہرا بردن و دین پیمبر داشتن ۔ اور حضرت زہراؑ کا تا زیست اپنے ہمکلام نہونا
اور بد دعا کرتے رہنا اور جواب سلام نہ دینا مقتضی اسی امر کا ہی کہ وہ جناب انکو اس لایق ہرگز نہ جانتی تہین ورنہ کبہی اپنے
تاحیات خود ناراض نرہتین اور سلام و کلام چہوڑ نہ دیتین اور تا وقت آخر ناخشنود رہنا صحیح مسلم اور صحیح بخاری وغیرہا
کتب اہل سنت سے بخوبی ثابت ہی انکار اوسکا مکابرہ صریحہ ہی قولہ پس جواب ان الفاظ کا اہ اقول حقتعالے بروز قیامت
جواب ان الفاظ کا انشاء اللہ یہی دیگا کہ معتقدین ان الفاظ کو تو عتاب و عذاب فرماویگا اور انہین کو اس اعتقاد سے
کہ جنہون نے براے تنبیہ و استیقاظ و الزام اون معتقدین کے ان الفاظ کو بتصریح کیا ہی تاکہ وہ متنبہ ہو کر اوس سے باز رہین اور
تائب ہو جاوین اجر و ثواب دیگا بالجملہ یہ اتہام صاحب قول فیصل پر آپکی ذریعہ اور وسیلہ اپنی خلاصی کا اوسکی دلایل باہرہ
اور حجج و بینات ساطعہ سے گردانا ہے ورنہ اوسکی حجج نے تو تمام آپکے علما و فضلا کے ہوش باختہ کر دئے ہین کہ کسی سے جواب
اونکا بن نہین آتا اور کاتب اتقوا الحجر ہی قولہ کہ حضرت زہراؑ صاحب بشیر ابو بکر جوہری اہ اقول ہم سابق مین لکہ اور
لکہ چکے کہ یہ روایت فقط مخالف دلایل و عقاید قطعیہ و نقلیہ یا دوان بدگون کا کام ہی کہ جو بوقت استدلال [illegible]
ورنہ ایسا نقیہ محقق دشواری ہو وہ خود [illegible] بالکل مین ساہ ولایت [illegible] یا انہ [illegible]

قرآنیہ کی اور احادیث نبویہ کی سکوت عنہا و لا یشتغل بہا و لا یلتفت الیہا ہین اینہا اظاہر معنی پر اونکے ہم اعتقاد نہین رکہتے کہ یقینیات کے مخالف ہے اور یہ روایت تو اگر یہ کتابین تمہارے پاس موجود ہون تو ہمکو اونسے تصحیح کر نقل اوسکی کرا دو ہم بہی تو دیکہین کہ اونمین کیا لکہا ہے اور اگر یہ کتابین تمہارے پاس نہون تو پہر تم کیون اس قدر بلند پروازی کرتے ہو کہ چہوٹا سا منہ اور بڑی سی بات مثل مشہور ہے بہلا اگر منہا انظواہر آیات متشابہات کوئی اتفاقاً کرے تو تم کیسے ساکت و مجحوج ہوگے ایسے ہی تم بہی ہمکو ان جہوٹی سچی روایات سے محجوج کرتے ہو اور قد ضلوا و اضلوا کثیرا کا مظہر بنے ہو ہو سمجہے ہو کر جہوٹ کے آگے سچا روتے ہو قال اب ایک جواب اہل سنت کا کہ جسپر اونکو بڑا فخر و مباہات ہے بیان کرتا ہون وہ یہ ہے کہ شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین لکہا ہے در روایات شیعہ و سنی ثابت ست کہ این امر خیلے بر ابوبکر شاق ناگوار آمد و امیر المومنین علیہ السلام تشفیع خود ساخت تا آنکہ حضرت زہرا از وے خوشنود شد اور فصل الخطاب اور شرح مشکوۃ شیخ عبد الحق کی روایت خوشنودی کی تحریر کی ہے پس برائے خدا اس جواب کو شاہ صاحب کے ملاحظہ فرمانا چاہیئے اے صاحبان عقل و انصاف حضرت زہرا بسبب نہ ملنے فدک کے ناراض ہوئی تہین اور اوسکا یہ نامہ اونکے پاس تہا اور بذریعہ نامہ وہ حضرت فدک کو اپنا حق جانتی تہین اور اونکی دعوی پر حضرت امیر گواہی دے چکے تہے پہر بغیر ملنے فدک کے بیکار خوشنود اور سعی کی مخبر کیونکر راضی ہو جاتین سوا اس کے یہ لکہنا جناب شاہ صاحب کا تکذیب اون لوگون کی کرتا ہے کہ جو حدیث کو یعنی غضب کے مستعمل نہین کرتے اس لئے کہ اگر جناب فاطمہ زہرا کو غضب نہین تہا تو اونکے راضی کرنے کا اہتمام کیا اور حضرت امیر کو شفیع اپنا کیون گردانا یہ سب امور اسکی خبر دیتے ہین کہ حضرت زہرا بسبب نہ ملنے اپنے حق یعنی فدک کے ان لوگون سے ناراض تہین پس غضب اور غصہ حضرت زہرا کا کہ جو بموجب حدیث ان اللہ یغضب لغضبک موجب غضب خدائے تعالی ہے باحسن وجوہ ثابت ہو گیا علاوہ برین اہل سنت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب ہم کوئی حدیث اونکے خلاف مقصود اونکی کسی کتاب سے سوائے صحاح ستہ پیش کیا کرتے ہین تو یہ حضرات کہدیا کرتے ہین کہ یہ حدیث ہماری صحاح کی نہین کہ جو ہم اسکو مان لین چنانچہ در باب حدیث غدیر شیخ عبد الحق نے ایسا ہی لکہا ہے کہ اسکو صاحب صحیح مسلم اور بخاری نے نہین لکہا بر خلاف اسکے شاہ صاحب یہان روایت مرسل غیر کتابون سے روایت غضب صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے مقابلہ مین کہ اہل سنت جن پر دعوی اجماع اور قبول کے ہوئے ہین پیش کرتے ہین حالانکہ احادیث مسلم و بخاری وغیرہا تکذیب اوسکی کرتی ہین یعنی حدیث فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ فہجرت ابا بکر فلم تزل مہاجرتہ حتی توفیت اور حدیث فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت کہ ان روایات سے تا وقت وفات حضرت زہرا ناراض رہنا بصراحت ظاہر ہے پس جو حدیث

سوا اسکے صحیحین کے خلاف اونکے ہوگی وہ کسطرح قبول کی جاوے گی عاقل لوگ ذرا تو اس بات کو سمجھیں
قولہ ہرگز نہ پھیرے فدک کو الخ اقول سبحان اللہ روایات شیعہ و سنی کی حضرت زہرا نے فدک کے راضی تو ہو گئیں [illegible]
ہی کیونکہ یہ خواہ بیکار خوش آمد ہو یا کبھی غیر پر راضی ہو نہیں پایا کار عشق آمد اور تنہا غیر پر یہ سکو نہیں معلوم مگر یہ
معلوم ہو گیا کہ بصورت دعوی توریث اونہوں نے حدیث لا نورث کو بلفظہ و معناہ قبول کر لیا اور بصورت
دعوی ہبہ اونہوں نے ناتمامی ہبہ کو تسلیم فرما لیا ہر صورت راضی ہو گئیں اور او ان ایشان بصلح و صفا انجامید مگر کتاب
نہایت و شہادت سے یہ بھی ثابت لا حول ولا قوۃ الا باللہ قولہ تو اونکے راضی کرنے میں یہ اہتمام کیا الخ اقول یہ اہتمام لیا
کہ پوچھو یہ صحبت حسن ارادت اونکے استغنا کو طلب فدک سے باوصف عدم ناراضگی کے اور ترک مطالبہ کو اونکے
کہ جو ہو لیا یا تا ایسا نہ ہو کہ بسبب تعلیمی سے مستفاد ہوا خائف ہو کر شائبہ ناراضگی قرار دیکر یہ اہتمام اختیار کیا کہ جو لازمہ
فرط ارادت و عقیدت و محبت و مودت کا ہے مگر چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر قولہ تکذیب
اوسکی کرتے ہیں الخ اقول جب حدیث صحیحین کی بوجہ مخالفت تعلیمات کے قابل تاویلات سعیدہ ہو گئی تو اب یہ
دو تو ایک دوسرے کی تکذیب بھی وقد مرت التاویلات فی السابق فاحفظہا فانہا تخلصک من الزیغ والاعوجاج
ومن اللہ التوفیق قال در کتب میں اہل سنت کی جو روایت رضامندی شعبی سے منقول ہے وہ بچند وجہ قابل قبول
نہیں اول یہ کہ وہ روایت اہل سنت کی ہے ہم کیونکر قبول کریں دوسرے مرسل ہے اہل سنت کا بھی اوسپر
اعتقاد نہیں تیسرے ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے فان ثبت حدیث الشعبی ازال الاشکال یعنی اگر حدیث
شعبی ثابت ہو تو اشکال زائل ہو جاوے ابن حجر نے اس قضیہ کو ان شرطیہ کے ساتھ مذکور کیا ہے اور وہ دلیل اس بات
کی ہے کہ یہ حدیث اوسکے نزدیک ثابت نہیں پس جسطرح یہ قول ابن حجر کا عدم ثبوت حدیث شعبی پر دال ہے اسیطرح
عدم ورود حدیث صحیح کا کہ جو اس باب میں کسی اور طور سے مروی ہو مجرد مانند حدیث اوزاعی کی اس لئے کہ
ابن حجر اوسکو ضرور ذکر کرتا کیونکہ حدیث شعبی تو اوسکے نزدیک صحیح نہیں ہے اور وہ اوسکو ذکر کرکے اشکال مرتفع کرتا
اور حدیث اوزاعی ابن حجر کے نزدیک کیوں درجہ صحت کو پہونچتی وہ بھی تو مرسل ہے چنانچہ ریاض النضرہ میں یہ
الفاظ مذکور ہیں عن الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمۃ الحدیث پس ظاہر ہے کہ اوزاعی نے نام کسی راوی کا اس روایت
میں [illegible] نہیں لیا [illegible] کہ جس سے یہ روایت پہونچی ہے [illegible] بغیر واسطہ کے یہ روایت مرسل کیونکر قابل اعتماد
ہوگی [illegible] روایت صحیح بخاری و مسلم [illegible] ابن حجر کا [illegible] شرطیہ اس روایت کی
صحت میں دلیل [illegible] روایت کی ہو [illegible]

تھا چنانچہ تصریح اسکی تقلیب المکاید میں موجود ہے من شاء فلیرجع الیہ پھر روایات صحیح مسلم و بخاری تکذیب اس روایت کی کرتی ہیں اور اہل سنت کا صحیحین پر بڑا اعتماد اور اعتبار ہے قولہ ہم کیون قبول کرین اہ اقول اگر تم اسکو قبول نہیں کرتے تو بانضمام حدیث الرجل لیغضب لغضب فاطمہ و یرضی لرضاہا یہ شکل اول صغری و کبری مرتب کرکے نتیجہ لو مگر نہیں کر سکوگے کہ نہ خنجر کند و نہ قلعہ و نہ شہد لاحول ولا قوۃ الا باللہ قولہ دوسرے مرسل ہے اہ اقول یہ مرسل مطابق یقینیات کے ہے تو وہ یقینیات اسکی موید و معاضد ہیں اور یہ صحیح مخالف ہے اسکی تو لامحالہ واجب التاویل ہی ہوگا و قد عرفتہ سابقا قولہ تیسرے ابن حجر نے اہ اقول ان شرطیہ و ہمیشہ شک کلام ابن حجر میں باعتبار نقل الفاظ روایت کے ہے کہ نفس الفاظ اوسکے مروی بروایت قطعیہ نہیں ہیں کچھ باعتبار مضمون کے نہیں تاکہ مضمون میں اسکے ابن حجر کو شک ہوتا اس لفظ سے ثابت ہوا اسلئے کہ مضمون تو اوسکا امر یقینی و قطعی ہے کہ رحماء بینہم و الف بین قلوبہم سیجعل لہم الرحمن ودا اب میان ہم بالکل ہارتے ہیں اور نہ ہم تنزل ہی کرتے ہیں تو آپ نزعنا ما فی صدورہم من غل سے کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ اگر حضرت صدیق سے بفرض محال ناراض ہی مرگئی ہونگی تو وہ تو فریقین چونکہ قطعی جنتی ہیں بیشک جنت میں ناراضی اونکے قلوب سے رفع دفع ہو جاویگی اور دخول جنت سے کسیکو اونمیں سے مانع نہیں ہو سکتی و ہذا ما اردنا بیانہ فما لکم کیف تحکمون قولہ وہ بھی تو مرسل ہے اہ اقول جب دو مرسل جمع ہوئے تو ایک نے دوسرے کی تقویت کیا اور یقینیات مذکورۃ الصدر نے دو بالا کئے تو مجموعہ اوسکا نور علی نور ہوگیا و ہو المطلوب اب یہدی اللہ لنورہ من یشاء کا اگر تم پر ظہور ہو تو لاکھ بار الحمد للہ رب العالمین قولہ جیا حمی بھی دشمنان اہلبیت سے اہ اقول عدو کا کام مثالب و مذام کی نقل کرنا ہے کسی سے راضی ہو جانا بیان کرنا کہ جسمین اسکا مناقب و محامد نکلتے ہوں اور برے مثالب و مذام دور ہوتے ہوں وہ کسواسطے نقل کریگا اوسکی عداوت اسکو کیون مقتضی ہوگی کہ حضرت فاطمہ کی رضامندی حضرت صدیق سے جھوٹ بنا کر نقل کرون تاکہ حضرت فاطمہ کلینی کے وعیدات شنیعہ سے محفوظ ہو جائیں اور والکاظمین الغیظ وغیرہ کی آیات میں شامل ہو جائیں [illegible] عجائب قال اور منہاج السالکین کے حوالے جو اس امر کا پتہ دیتے ہیں تو وہ کتاب ہماری نہیں اور نہ یہ معلوم کہ مصنف اوسکا کون ہے وہ ہمپر کسیطرح حجت نہیں اور شرح نہج البلاغہ ابن میثم کا جو حوالہ دیتے ہیں تو اوسکا حال یہ ہے کہ ابن میثم نے قصہ فدک کو بروایات طرفین لکھا ہے روایت رضامندی اہل سنت کی یہان سے لکھی ہے چنانچہ بلفظ روی بصیغہ مجہول اوسکو وارد کیا ہے نہ اوسمین کسی راوی کا نام مذکور ہو تو ایسی روایت مجہول کو شیعی کی روایت سمجھنا کسی جاہل اور جہول کا کام ہے اور محدثین کا قاعدہ ہے

کہ جو روایت ضعیف ہوتی ہے تو بلفظ روی بصیغہ راے مہملہ و بصیغہ مجہول اوسکو اپنی کتاب میں وارد کرتے ہیں اور صحیح کو صیغہ جزم کے ساتھ لکھتے ہیں چنانچہ نووی نے منہاج شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے قال العلماء ینبغی لمن اراد روایۃ حدیث او ذکرہ ان ینظر وان کان صحیحا او حسنا قال قال رسول اللہ صلعم کذا او فعلہ او نحو ذلک من صیغ الجزم وان کان ضعیفا فلا یقل قال او فعل او امر او نہی او شبہ ذلک من صیغ الجزم بل یقول روی عنہ کذا او جاء عنہ کذا او یروی او یذکر او یحکی او یقال او بلغنا او اشبہ واللہ اعلم اور قول ابن ہثیم کا ساتھ ہے اوس روایت کے وفی ہذہ القصۃ خبط کثیر بین الشیعۃ ومخالفیہم ولکل من الفریقین کلام طویل خبر اس بات کی دیتا ہے کہ روایات شیعہ اور اہل سنت کا ایراد اوسمیں ہوا ہے بلکہ برخلاف اسکے اول میں اونہوں نے ایسی روایات لکھی ہیں کہ جو اسکے مخبر ہیں کہ حضرت زہرا آخر وقت وفات تک اپنی نارضامندی میں چنانچہ ایک روایت از انجملہ یہ ہے ثم رجعت الی بیتہا واقسمت ان لا تکلم ابا بکر ولیدعون اللہ علیہ ولم تزل کذلک حتی حضرتہا الوفاۃ فاوصت ان لا یصلی علیہا فصلی علیہا العباس ودفنت لیلا یہ روایت مطابق ہے روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور ابو بکر جوہری کہ جو معتبر کتابیں اہل سنت کی ہیں بڑے تعجب کی بات ہے کہ اہل سنت روایات متفقہ بین الفریقین کو تو نہیں مانتے اور روایت مجہول کے لیے اپنی صحیحین کی روایت کو رد کرتے ہیں باوجودیکہ صحیحین پر انکو بڑا اعتماد ہے کہ اونکو بعد کتاب اللہ اصح الکتب جانتے ہیں **قولہ** اور نہ یہ معلوم کہ مصنف اوسکا **اقول** ہم تمکو معلوم کرا دیں کہ مصنف اسکا شیخ تمہارا عماد الدین طبرسی صاحب تفسیر مجمع البیان و تفسیر جامع الجوامع ہے اور اوسکی ان دونو تفسیر کے ملاحظہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ باوجود تشیع کے کسقدر متعصب تھا نہیں تو اگر اس روایت کو اوس کتاب میں اپنی بلا تعصب لایا ہو تو کیا عجب ہے کیونکہ اسکا انکار کرتے ہو اگر ابن ہثیم ہی تو اسکو لایا ہی ہے تو وہ بھی اگر لایا ہوگا تو کیا بعید ہے کہ الکذوب قد یصدق **قولہ** بروایات طرفین لکھا ہو **اقول** ایسے ہی اگر کسی نے علماء اہل سنت سے بھی اپنی کسی کتاب میں اس قصہ کو بروایات طرفین لکھا ہو جیسے ابو بکر جوہری وغیرہ تو تم بھی تو اونکی سند ہمیں بتلاؤ اور ابن ہثیم نے ہرگز کسی لفظ سے یہاں اسطرف اشارہ نہیں کیا کہ یہ روایت رضامندی کے ہیں نے اہل سنت کے بیان سے نقل کی ہے بلکہ اوسنے اول روایت نارضامندی کی جو شیعہ کے یہاں ہے اوسکے ثبوت کو متفق علیہ شیعہ کا لکھکر یوں کہا ہے قد رووا ذلک من طرق مختلفۃ منہا عن ابی سعید خدری الی اخر القصۃ المثبتۃ لغضبہا وعدم رضاہا الی وفاتہا پھر لکھا ہے کہ وروی انہا ماتت کلا الخ الی اخر القصۃ المثبتۃ رضاہا تو جو کہ اسمیں بھی ہبہ فدک کا ثبوت ہے اور طرق اول ثابت ہوسکا ہے تو صاف معلوم ہو گیا کہ یہ طرق بھی اگر ہے بھی تو بہ نسبت طرق اول کی ضعیف ہے مگر شیعہ ہی کے طرق سے ہے نہ اہل سنت کے طرق سے نہیں اور لفظ روی بھی اوسکے ضعف پر دال

ہے کچھ اہل سنت کے یہاں سے ہونے پر اوسکے دال نہیں ہر مصنف اپنی التصنیف میں لفظ روی یا قیل کہتا ہے مگر کوئی اسے اپنے
مخالف مذہب کو ارادہ نہیں کرتا بلکہ اپنے ہی اہل مذہب کو ارادہ کرتا ہے لیکن ضعف پر اوسکے اشعار کے واسطے یہ لفظ
ایراد کرتا ہے چنانچہ شروع قصہ میں اسی ابن میثم نے اہل فدک کی مصالحت کو علی النصف بیان کر کے جو کہا ہے کہ وروی انہ
صالحہم علی الکل تو اوس سے مراد اوسکے یہ نہوگی کہ یہ قول سنیوں کا ہے شیعوں کا نہیں بلکہ یہی مراد ہوگی کہ اسکی بھی راوی
وثقات شیعہ ہی ہیں مگر ضعیف ہیں دیگر یہ کہ تم جب کہو کہ جب تم یہ ثابت کرو کہ ابن میثم کی یہ عادت ہے کہ طرفین کی روایات
لاتا ہے بلکہ یہ دکہلا دو کہ اوس نے یہ کہیں کہدیا ہو کہ میں اسکتاب میں فریقین کی روایات لاونگا والا فبدونہ خرط القتاد لان
ایراد روایۃ بلا نکیر و بلا اشعار علی انہا من روایات المخالف دلیل قوی علی انہا من الروایات المقبولۃ عندہ علاوہ برین ہمو
دیباچہ کتاب میں اوسنے کہا ہے وشرعت فی ذلک بعد ان عاہدت اللہ سبحانہ انی لا اتعصب لمذہب غیر الحق فوجب ایضاً دونو طرف
کی بھی روایات بیان کیں اور نصرت کسیکی نکی تو علانیۃ ثابت ہوا کہ اوسکے نزدیک کوئی ان دونوں میں سے مذہب حق بالیقین
نہیں بلکہ یہ دونو یکساں مروی و منقول ہیں ہاں ایک ضعیف ہے اور ایک قوی مگر ضعیف بھی اوسکے نزدیک باطل بالیقین نہیں
واللہ اعلم بالصواب دیگر یہ کہ اس روایت کو اپنی بصیغہ تضعیف و تمریض بوجہ وہل مذہب کی تعبیر کیا ہو مگر روایت تو اپنی ہی
اوسنے قرار دیکر لکھی ہے لان الکذوب قد یصدق واللہ علی ما نقول وکیل **قولہ** نہ اوسکی تعیین کسی راوی کا نام اہ **اقول** غور
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روی دوسرا تتمہ ہے اوس سے پہلی روایت کا کہ جو انہا ما واقتصر او حضرت ابو سعید خدری کے نام زد
کی گئی ہے اور اول تتمہ اوسکا ثم رجعت الی بیتہا واقسمت ان لا یکلم ابا بکر الخ ہے اور چونکہ ان دونوں تتموں میں تخالف و تضاد
تہا تو اسواسطے آخر میں اوسنے وفی ہذہ القصۃ خبط کثیر بین الشیعۃ و مخالفیہم الخ کہا اور قرینہ اسپر کہ یہی تتمہ اوسی روایت سابقہ
کا ہے لفظ انہا لا تتکلم کلامہا کا ہے کہ اوس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوسی کلام سابق کے بعد کہ جو ابو سعید خدری سے روایت
کیا یوں بھی اونسے روایت ہے اور چونکہ اوسمیں اور اسمیں تخالف ہے تو یہ خبط ہے فیما بین شیعہ کے ہر چند کہ یہ تتمہ بروایت ضعیف
ہے اور وہ پہلا بروایت قوی بالجملہ اہل سنت کے یہاں سے ہونے پر اسکی کوئی دلیل کلام ابن میثم میں پائی نہیں جاتی اور اوسکے
کلام سے صاف یہی مترشح ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ کا دعوی تو متفق علیہ شیعہ کا ہے مگر تا زیست ناراض ہی رہنا یا بعد قیل وقال کے
راضی ہو جانا انہیں سے کوئی بات متفق علیہ شیعہ کے نہیں بلکہ دونوں روایت جایز الامر اول قوی ہے اور ثانی ضعیف اسیجہہ
ہم نے اوسکے نہیں اور نہ وہ ہر تنزل ہی کرتے ہیں کہ یہ روایت رضامندی کی منقولہ ابن میثم بھی سنیوں ہی کی روایت ہے اور وہ
روایت لم یہجرا الخ بھی کہ منقولہ ثقۃ البیضا ہی اہل سنت ہی کی ہے تو اہل سنت کے مذہب خاک ہوئی تائید تمہارے اعتراض کے
سبب سے ہو سکی کہ تم خود معترف ہو کہ اہل سنت کے یہاں روایات بے اصل ہوتے ہیں اور دعوی ہبہ کے اور راضی برضا ہونے

جناب زہرا کے حضرت صدیق سے موجود ہین تو بھلا ذرا انصاف تو کرو کہ ہم کیونکر بیٹے باک ہو کر ہبہ اور دعوی ہبہ
کو اور ناراض رہنے کو جناب زہرا کے تا زیست اپنا عقیدہ کرلین ہمارے بیان تو خود بموجب تمہاری اعتراف
کی روایت بے اصل ہونے ہبہ کے اور دعوی ہبہ کے اور روایات اصل ہونے رضا مندی کے موجود ہین پس اب
تمہارا تو منہ بہ ہی سے بند ہوا کہ تم ہمسے اس عقیدہ خبیثہ کو جا بجا کر ہم اوسکو بے مہابا اختیار کرین مگر ہمارا منہ اگرچہ بذریعہ
ان روایات تمہاری کے تو بند ہوا کہ ہم اپنے عقیدہ طیبہ کو تمسے اختیار کرانا چاہین لیکن بذریعہ تمام کتاب اسناد اور ہر قسم
کی روایات واحادیث کلینی وغیرہ کی کہ ہمنے سابق مین ذکر کی ہین ہمارا منہ کھلا ہی رہا اور ہرگز بند نہین ہو سکتا
ہمکو بالیقین اب بھی تمسے گنجایش ہے کہ تمکو ہدایت اپنے عقیدہ طیبہ کی اختیار کرنیکے بذریعہ ہدا کرین اور یہ پاک اوسکو تم
بلحاظ اس ذریعہ ہمارے کی کہ عروۃ الوثقی ہے اختیار کرو اور ان اپنی روایات کو کہ جو برخلاف اس عقیدہ طیبہ کے عقیدہ
خبیثہ تمکو سکھا رہے ہین آگ مین پہونچاؤ اور خاک مین ملاؤ اور ہمیں دستور اکرسکے اور ابو داؤد واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

قولہ کہ حضرت زہرا آخر وقت وفات تک اپنی ناراض رہین ۱۲ **اقول** کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا
یکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ہدا سبحانک ہذا بہتان عظیم آیا کیا حضرت زہرا الکاظمین الغیظ
والعافین عن الناس اور ولیعفوا ولیصفحوا اور فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ اور من عفی واصلح فان ذلک من عزم
الامور کی مصداق نہین تہین آیا کیا حضرت زہرا ان العبد لیکون مظلوما فما یزال یدعو حتی یکون ظالما اور الرجل لیغضب
غضبا حتی یدخل النار وغیرہ کے معاذ اللہ مصداق تہین نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ تمہاری اس روایت کو آگ مین پہونچاؤ ورنہ
تمہارا ایمان بالکل ہی پہونک جاویگا ولکن لا تشعرون **قال** ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ مین روایت کی
ہے کہ ابوبکر نے دریافت کیا کہ زبیر کہان ہے لوگون نے کہا کہ تلوار لیے حضرت علی کے پاس بیٹھا ہے پس عمر بن الخطاب
کو ابوبکر نے حکم دیا کہ خالد کو ہمراہ لیکر زبیر اور حضرت علی کو براے بیعت پکڑ لاؤ وہ دونون گئے اور خالد کو دروازے
پر کھڑا کیا اور خلیفہ دوم اہل سنت کے اندر داخل ہوئے اور زبیر سے پوچھا کہ یہ تلوار کیسی ہے جواب دیا کہ
مین علی کی بیعت کرونگا خلیفہ نے زبیر سے تلوار چھین کر پتھر پر مار کے توڑ ڈالی اور زبیر کا ہاتھ پکڑ کر اوٹھا لیا
اور دھکیلتے ہوے باہر لاکر خالد کی سپرد کر دیا پھر حضرت علی سے کہا کہ اٹھو اور بیعت ابوبکر کرو حضرت نے
دوبارہ انکار کیا پس انکو بھی اوٹھایا اور جیسے کہ زبیر کو دھکیلتے ہوے باہر لائے تھے اوسی طرح حضرت امیر
کو باہر لائے اور حضرت فاطمہ نے اس سبب سے غصہ کو ظاہر کیا چنانچہ لکھا ہے و رات فاطمہ ما صنع بہما فقامت
علی باب الحجرۃ یعنی کھڑی ہوئین ناگاہ حجرے کے دروازے پر وقالت واللہ لا اکلم عمر حتی القی اللہ یعنی فرمایا حضرت زہرا نے

نے قسم بخداے عزوجل مین تجہسے کلام نکرونگی ای عمر جب تک کہ مین خداسے ملاقات کرون یعنی تا حیات اپنی
کے انتہیٰ خلاصتہ اس روایت سے یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ یہ لوگ اکثر حضرت زہرا کو ناراض کیا کرتے تہے اور وہ
حضرت ان لوگون سے اکثر نارضامند رہتی تہین اور حضرت زہرا نے قسم شرعی کرکے فرمایا تہا کہ مین تا حیات
وینی ہمکلام نہونگی تو اس روایت سے بہی نارضامندے حضرت زہرا کی شیخین سے تا وقت وفات اون معصومہ
کی ثابت ہی پس یہ روایت بہی روایت صحیحین کو تقویت دیتی ہی اہل سنت پر اسکا بہی جواب دینا ضرور ہی
بلکہ ماننا اس کا خواہ مخواہ ضرور ہی کیونکہ مطابق روایت صحیحین ہی اور ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح
بخاری مین سبب تشریف نہ لانے حضرت امیر کا براے بیعت ابی بکر زبانی ام المومنین عایشہ کے یہ نقل کیا ہی
کہ جناب امیر تا مدت حیات جناب فاطمہ زہرا تسلی اور تسکین مین اونکی مصروف رہی اسلیئے کہ اون جناب کو
اپنے پدر عالی قدر جناب رسالت مآب کی وفات کا رنج تہا اور ابو بکر سے وہ حضرت ناراض تہین اور
بسبب واپس نہ دینے فدک کے اونکو ابو بکر پر غضب اور غصہ تہا جناب امیر بہی تا حیات حضرت زہرا اونہین
کی موافق رہی اور بموافقت حضرت زہرا مین ابی بکر سے انقطاع مناسب سمجہکر براے بیعت تشریف نہ لے
گئے عبارت فتح الباری کی کہ جسکا خلاصہ مین نے عرض کیا یہ ہی قالت عائشہ فی آخر الحدیث لما جاء وبایع کان
الناس قریبا الیہ حین راجع الامر بالمعروف وکانہم کانوا یعذرونہ فی التخلف عن ابی بکر فی مدة حیاة فاطمة
لشغلہ بہا وتمریضہا وتسلیتہا عما ہی فیہ من الحزن علی ابیہا ولانہا لما غضبت من رد ابی بکر علیہا فیما سالتہ
من المیراث رای علی ان یوافقہا فی الانقطاع عنہ اس روایت سے بہی اہل سنت کی کہ موجب زبانی حضرت عائشہ
زوجہ رسول خدا کی اونہین کی کتابون مین مذکور ہی تا وقت وفات نارضامند رہنا حضرت زہرا کا ابو بکر سے
بخوبی ثابت ہوا کہ حضرت امیر تا مدة حیات فاطمہ زہرا اونکی تسکین اور تسلی مین مشغول رہی اور تسلی اور تسکین بسبب حزن
وفات اونکے پدر عالی قدر اور اوس غضب کی تہی کہ جو بسبب رد ابی بکر میراث کی بابت مین تہا تو معلوم ہوا کہ
وہ غضب تا مدت حیات فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اون جناب کو باقی تہا حضرت امیر علیہ السلام نے
موافقت مین جناب فاطمہ کے انقطاع ابو بکر سے مناسب سمجہا اور تا مدة حیات حضرت زہرا بیعت ابی بکر کی
چنانچہ فقرہ رای علی ان یوافقہا فی الانقطاع عنہ سے صاف بصراحت تمام ظاہر ہی غرض کہ نارضا رہنا
حضرت زہرا کا ابو بکر سے تا حیاة خود کتب صحیحہ اہل سنت سے مانند صحیح مسلم و صحیح بخاری و شرح مشکوة و فتح
الباری و کتاب سقیفہ ابو بکر جوہری وغیرہا سے بخوبی و بصراحت تمام صحیح تو یہ دو براہین صریحہ ظاہرہ و باہرہ

زیادہ اس سے بخوف طول مین اس مقام پر تحریر نہین کرتا اگر اہل سنت اسپر بھی اسکا انکار کرین تو مکابرہ محض ہے
ہی مکابرہ کا ہمارے پاس کچھ علاج نہین ہم اونکو مکابرہ کے جواب مین حضرت زہرا کو کہان سے لا کر دین
کہ جو وہ حضرت فرماوین کہ بیشک مین تاوقت وفات خود ابوبکر سے ناراض رہی اور اب بھی ناراض ہون
البتہ حضرت زہرا کی پوتے عبداللہ بن حضرت امام حسن کی گواہی درباب اس غضب حضرت زہرا کے کہ جو ابن
ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ مین ابوبکر جوہری سے اوسے نقل کیا ہے مین بھی اس مقام پر نقل کرتا ہون حدثنی
المومل بن جعفر قال حدثنی محمد بن میمون عن داؤد بن المبارک قال اتینا عبداللہ بن موسی بن عبداللہ بن
الحسن ونحن راجعون من الحج فی جماعۃ فسألناہ عن مسائل وکنت انا احد من سالہ فسألتہ عن ابی بکر وعمر فقال
سئل جدی عبداللہ بن الحسن عن ہذہ المسئلۃ فقال کانت امی صدیقۃ بنت نبی مرسل وماتت وہی غضبی علی
انسان فنحن غضاب لغضبہا انتہی خلاصہ یہ کہ داؤد بن مبارک نے کہا کہ ہم مع ایک جماعت کے عبداللہ
بن موسی بن عبداللہ بن حضرت امام حسن ؑ کے پاس آئے اور ہم حج سے واپس آتے تھے پس ہم نے عبداللہ
بن موسی سے چند مسائل دریافت کئے اور مین بھی اون سوال کرنے والون مین تھا پس مین نے درباب ابی بکر
وعمر سوال کیا عبداللہ نے جواب دیا کہ میرے جد بزرگوار عبداللہ بن الحسن سے اس بارہ مین سوال کیا گیا تھا اونھون نے
فرمایا تھا کہ میری مادر گرامی صدیقہ تھین اور نبی مرسل کی دختر نیک اختر تھین وہ کسی آدمی پر یعنی ابوبکر و عمر پر غضبناک
دنیا سے رحلت فرما گئین تو ہم بھی بسبب اونکے غضب کے غضبناک ہین انتہت خلاصۃ پس بعد دیکھنے ایسی روایات
کے اہل سنت کو اصلا مجال قیل و قال اس امر مین نہین کیونکہ وہ حضرات اسقدر روایات کو کیونکر رد کر دین سکے اور
ان صراحتون کا انکار اونکی طرف سے کیسے مان لیا جاوے گا اور ایک مدت تاویل اونکی اسطرح باوجود اسبات کے ثبوت
کبری اور صغری کے قبول کر لیجاویگی نادانون کے بہکانے کو البتہ تاویلین اونکی خوب ہین قولہ اعدا اثنا عشریہ ابی الحدید سے کلام
اقول مفتری کذاب لوگون نے کیا کیا بہتان و افترا باندھی ہین اور سولی کا پہاڑ بنایا ہے جہان کچھ الجھن باقی ہے دیکھو

حاشیہ تحریر کیا ہے اصل عبارت اوسکی یہ ہے کہ لو صمد ابوبکر للنہر ونظر فی وجوہ القوم فلم یر الا غیرہ علیہ الخ انتقضت دعوتہ الخ
کذا فی الصواعق المحرقہ اب ابن ابی الحدید صاحب پر حاشیہ اوسپر زیادہ فرماتے ہین کہ ... اور گھر سے نکلنے کے نوبت پہونچ گئی
ہین اور غضب ہے بیہودہ سے ترک کلام کے ملنے کے اونسے روایت لاتے ہین اور آپ ایسے آ جاتے ہین بھلا اوسکا جواب
ہمارے پاس اور کیا ہے سوا تکذیب علماءہم و امثالہم کے اور تصدیق ابن ابی الحدید کی لاحول ولا قوۃ الا باللہ نعوذ باللہ
من ... قولہ تاوقت وفات ناراض ماند رضی اللہ عنہا اہ اقول جبکہ بموجب روایات رضامندی مروی شیعی نہ ...

راضی ہونا حضرت زہرا کا بروقت مرض الموت ہوا تھا لہٰذا قولہ انّ ابا بکر عاد فاطمۃ تو شاید اس اعتبار سے راوی نے
از روی مبالغہ حتی توفیت کہا یعنی قریب عن الوفات اور حضرت امیر کا انقطاع بھی لاجل فاطمہ اسی معنی سے ہم ہیں گے
اگر اوسکو مسلم کرین گے مگر تمہارا وہ بھی حصہ ہے کہ دیوانہ را ہوئی بس ست ذرا سی بات تمکو دیوانہ بنا دیتی ہے اور آخر
انجام تم مجھے بھی تو سن چکے ہو کہ ہمارے پاس حضرت فاطمہ کے غضبناک مرجانے کی آیہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل
اخوانا علی سرر متقابلین وارد موجود ہے ہم اپنے ایمانکو جانبین مین سے کسی جانب سے بداعتقادی کر کے ہلاک ہونے نہین
دینے کے مگر تم نے دونون جانب کی بداعتقادی سے اپنا ایمان برباد کر لیا بئسما یامرکم بہ ایمانکم ان کنتم مومنین **قولہ**
البتہ حضرت کے پوتے عبد اللہ بن حسن الخ **اقول** حضرت زہرا کے دو پوتے ایک معصوم حضرت امام محمد باقر اور دوسرے اونکے برادر
حقیقی حضرت زید شہید تو یون فرماتے ہین کہ لا والذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ما ظلمانا من حقنا ما یزن حبۃ خردلۃ
وذلک حین قیل لہ اظلمکما الشیخان من حقکم شیئا والسند لو رفع الامر فیہا الی لقضیت بقضاء ابی بکر کذا فی الصواعق المحرقۃ
الاول عن الاول والثانی عن الثانی فی تتمۃ الروایۃ التی ذکرناہا من جواہر العقدین فی رسالۃ التاسع الغرض صواعق محرقہ سے
کتاب اور امام باقر اور زید شہید سے مرشد کو چھوڑ کر ہم کس ابن ابی الحدید یا کس ابو بکر جوہری کی گھسیٹنے سے اپنے ایمان مین خبث بھرین
کہ جناب زہرا کو مات دی غضبی سمجھکر بموجب حدیث الرجل لیغضب فما یرضی حتی یدخل النار کی مستحق نار بنا دین توبہ
توبہ نعوذ باللہ **قال** ایک بار اتمہ کا آخری جواب اہل سنت کا یہ ہے کہ فدک کو حضرت ابوبکر نے تو حضرت زہرا کو دیکر
دیدیا تھا اور ایک کاغذ واپسی کی سند مین لکھدیا تھا چنانچہ سبط ابن جوزی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے اور نور الدین علی ابن
برہان الدین شافعی نے انسان العیون مین اسطرح اسکو مذکور کیا ہے وفی کلام سبط ابن جوزی رحمہ اللہ انہ یعنی ابابکر رضی اللہ عنہ
کتب لہا بفدک مگر ساتھ ہی اسکے اوس کتاب مین یہ بھی مذکور ہے دخل علیہ عمر فقال ما ہذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ بمیراثہا
من ابیہا فقال ماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ خلیفہ دوم اہل سنت
عمر بن الخطاب نے ابوبکر سے آکر پوچھا کہ یہ کیا ہے جواب دیا کہ بیٹی فاطمہ زہرا کو اونکے باپ کی میراث کے بارہ مین ایک کتاب لکھدی
ہے جواب دیا کہ مسلمان لوگ کہانسے نفقہ پاوینگے اور اوس کاغذ کو لیکر پھاڑ ڈالا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ طعن بار اونہ عمر بن الخطاب
کے بھی قایم ہوا اور حسب تحریر اہل سنت حضرت ابوبکر کے ذمہ دوبالا ہو گیا یعنی نہ تو وہ نعوذ باللہ باوجود قبول ادعای صدق گرشتہ
دعوی حضرت زہرا کے فدک واپس دیا اور نہ کاغذ پھاڑ ڈالنے پر حضرت عمر سے کچھ کہا اور پھر راضی ہو کر سکوت اختیار کیا
اور اس روایت اور قصہ مفصلہ سے کہ ابوبکر نے حضرت فاطمہ کو رسول خدا کی میراث پانے کی سند لکھدی تھی اور عمر نے چاک
کر دی تکذیب حدیث موضوع نحن معاشر الانبیاء کی بھی ظاہر ہے کہ اگر وہ حدیث صحیح اور سچی تھی تو حضرت ابوبکر نے دربارہ میراث

جناب فاطمہ کو کتبہ کیون لکھدیا اس سے تو صریح میراث رسول خدا کا کر لینا ظاہر ہے قولہ آیا ہے مارا تہکا آخری جواب وہ
اقول یہ جواب تو ہم تمہاری اصح الکتب قبل کتاب اللہ کافی کلینی کی روایت سے دیتے ہین بہلا یہ کیسے مار سکتا تہا
تہاب سکتا ہے او سیمین ہی تو یہ مذکور ہے کہ فکتب لہا بترک التعرض فخرجت والکتاب معہا فلقیہا عمر فقال ما ہذا معک یا بنت
محمد قالت کتاب کتب لی ابن ابی قحافۃ قال ارینیہ فابت فانتزعہ من یدہا ونظر فیہ وتفل فیہ ومحاہ وخرقہ الخ تو اب حضرت
صدیق تو بری الذمہ ہو ہی گئے اور حضرت فاطمہ اونسے بیشک راضی بہی ہو ہی گئیں اب ناراضی کہان رہی تو ہم دوبارہ
لکہتے ہین اور سکوت کرتے ہین تم یون ہی سمجہلو کہ عمر کے فتنہ و فساد کا خوف دیکہا تو ناچار اونسے تقیہ کرکے خاموش ہو رہے
اب برای خدا انکو اس طعن سے معاف کرو اور جناب امیر اور حضرت زہرا کی گھسیا کی کا جواب دو کہ جناب امیر انکو بعد
ادای شہادت کے تنہا کیون چہوڑ آئی تہے اپنے ہمراہ کیون نہین لائے تہے تاکہ کسی زید عمرو کو راہ مین مجال اوسکی چہین
پہاڑ کی نہوتی دوم یہ جناب [illegible] کیون اوسکو باوجود تنہائی کے ہاتہ مین بچاتی لاتی تہین اگر بغل مین چہپا کر لاتین تو میان
عمر صاحب کیسے اوسکو دیکہتے اور چہینتے اور پہاڑتے لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایسی ایسی مخبط روایات انہی حضرات
منافقین نی سنی شیعو نین شایع کی ہین کہ جنکو ہم مجالس المومنین وغیرہ کے حوالہ سے پہلے بیان کر چکے ہین مگر خدا کی شان
دیکہو کہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد یہانسے تسلیم خلافت کی تو بخوبی مفہوم ہو گئی کہ نوشتہ اونسے اونکو خلیفہ رسول سمجہکر
لکہوایا ورنہ اونکا نوشتہ کس کام کا تہا دفدک [illegible] ایضا اگر کوئی کہے کہ اونکو غاصب و متغلب سمجہکر لکہوایا تو مین کہونگا کہ
بہر تقدیر اس لکہوانے سے گویا اونکے تغلب اور غصب کو جایز کر اونکے احکام کو نافذ کرنے پر کمر باندہی فماذا بعد الحق الا الضلال
فانی تصرفون قال اب طالبان صدق و صواب اسطرف خیال فرماوین کہ جب اہل سنت پر اس قصہ غضب فدک مین
راہ قیل و قال سب طرف سے مسدود ہوتی ہے اور حق مانند آفتاب نیم روز روشن ہو جاتا ہے تو مجبور ہوکر فی الجملہ کیک تاویلین بہر
حفظ اپنی خلافت آب کے اس طعن سے پیش کرتے ہین چنانچہ مدعا جا بجا اس رسالہ مین لکہ کر ظاہر ہو لیا مثل اسکی کہ وہ حدیث کو
بمعنی غضب نہین مانتے باوجودیکہ قرآن غضب حدیث مین موجود ہین اور لفظ غضبت بہی روایت مین بصراحت مذکور ہوا
اور خلاف آب اونکی ہی رائے رضامندی جو حضرت زہرا کی دو قسم پر [illegible] اگر غضب نہین تہا تو رضامندی کو جانا
کیسا کبہی کہتے ہین کہ غضب اونکا براہ بشریت تہا یہ نہین جانتے کہ اگر غضب حضرت زہرا از راہ بشریت ہوتا تو جناب رسول خدا
نفرماتے کہ ان اللہ یغضب لغضبک جیسا کہ قبل اذین مذکور ہوا اس لئے کہ غضب اللہ تو بسبب غضب حضرت زہرا غضب مین
آتا ہے اور حضرت زہرا از راہ بشریت غضب مین آئین تو نتیجہ اس سے یہ حاصل ہوا کہ خدا اسی لئے بہی براہ بشریت غضب مین
آتا ہے اور یہ امر محال ہے اسلئے کہ غضب از راہ بشریت نا جایز طور سے بہی ہوتا ہے اگر حضرت فاطمہ کو بقول اہل سنت حدیث

حدیث نحن معاشر الانبیا خلیفۂ رسول کی زبانی سنکر غضب ہوا اور اونہون نے وہ حدیث قبول نکی اور ناجایز طور سے اونہین
غضب ہوا تو اللہ تقو کو بہی ناجایز طور سے معاذ اللہ غضب ہوا اور بطلان اسکا اہل عقل کے نزدیک ظاہر ہی کبہی آیات
قرانی کی تاویل کرتے ہین کہ وراثت سے وراثت علم مراد ہی باوجودیکہ حضرت امیرؑ برخلاف اسکے ظاہر فرماتے ہین اور بعض معین
بہی اونکی وراثت سے وراثت مالی مراد لیتے ہین مانند ابن عباس وغیرہ کے کبہی گواہی مین حضرت امیرؑ کے نصاب پورا ہونے
کا عذر اور تاویل پیش کرتے ہین باوجودیکہ حسب تحریر صاحب کنز العمال وتلویح شرح توضیح جناب رسول خدا ایک گواہی پر
حکم دیتے تھے اور مذہب ابی بکر وعمر وعثمان کا جواز حکم بشاہد والیمین ہی عبارت تلویح کی یہ ہی المروی عن علی رضی اللہ عنہ
ان النبی قضی بشہادۃ شاہد ویمین صاحب الحق وروی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر وعثمن کانوا یقضون بشہادۃ
الواحد والیمین انتہی خلاصہ اسکا یہ ہی کہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہی کہ رسول خدا نے حکم دیا ساتھ شہادت ایک
شاہد کی اور یمین صاحب حق کے اور اونہین حضرت سے روایت ہی کہ تحقیق جناب رسول خدا اور ابوبکر اور عمر اور عثمان
حکم دیتے ہی ساتھ شہادت واحد اور یمین کے انتہت خلاصہ پس گواہی ام ایمن اور حسنین ومولای جناب رسول خدا کی تو
لونڈی نوکر تہی دعوی نورہیت مین حدیث موضوع نحن معاشر الانبیا پڑھ سناتے ہین جسکا موضوع ہونا بہت سی دلایل سے
بلکہ حضرت ابوبکر کے کتبہ لکھدینے سے درباب وراثت متروکہ رسول خدا حضرت زہرا کو ثابت ہی لم تکلم کے معنی مین یہ تاویل
کرتے ہین کہ کبہی حضرت زہرا نے درباب فدک کلام نکیا باوجودیکہ صاحب تنقیح اور بیاسی نے اسکو رد کیا ہی اور یہ عالم انہین
کے ہین اور شیخ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہی تا آنکہ زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را اپنی روایت کو حجت لاتے ہین
کیا خوب تاویلین ہین ان حضرات کے اہل انصاف ذرا ان تاویلون کی طرف بغور ملاحظہ فرماوین **قولہ** تو جناب رسول اللہ
یہ فرماتے اہ **اقول** جب جناب رسولؐ کا غضب اوسکا ظاہر ہی بعض اوقات مین ازراہ بشریت ہوتا تہا چنانچہ آپ فرماتے ہین
کہ اللہم انی بشر فایما دعوت علی انسان فاجعل دعائی لہ لا علیہ واہدہ الی صراط مستقیم کما مر من ابن تیمیہ تو حضرت فاطمہ کا بہی غضب
اور ہیجان کرنا بعض الاحیان ازراہ بشریت وضعف الوقت ونوبتی وبغیر ازاں کی ہو تو کیا عجب ہے اور اوسکی ساتھ مین خدا تعالی
کا غضب کہان سے ہوگا اول جناب امیر کرتو اوس سے بجا اوب صدیق اکبر کو اوسکا مستحق کیجیو علاوہ برین یہ بہی تو ہماری خاطر
ان لوگ پر لازمت جناب سیدہ کو بہی عطا ہوئی ہوگی کہ جب حق تعالی اونکے قلب سے اس صفت بشریہ کو بالکل سلب کردیا ہوگا
درنہ اوسہی تو خدا کے بندے ہین ایسی حضرت فاطمہ اگر ناراض وغضبناک ہونگی تو کوئی خدا کا بندہ کا ہیکو بچیگا **قال** اور صاحب فصول
الفصول نے آپ کو حاکم قرار دیکر اور بطور ناجایز حاکم بنکر اور دعوی فدک بنت رسول خدا حضرت زہرا بزعم خود اپنے رد بود اور انکے
احسن منقولہ ہین ناستقول ہا بولئی فدک مین بنیاد ڈالکے کہ جسکا رد اس رسالہ مین جابجا لکھا گیا اور اوس دعوی فدک کو

از طرف شیعیان اہل بیت اپنے ذہن مین تجویز کرکے اور آپ کو عدالت عالیہ حقہ فرض کرکے حکم مین یہ لکہا ہو لہذا عدالت
عالیہ حقہ سے حکم ہوا کہ دعوی مدعیون کا خارج کیا جاوے اور دعوی اونکی داخل دفتر ہو اور مدعیا نکو عدالت عالیہ حقہ سے
بدین نمط خارج کیا جاوے کہ پا بدستہ دگرے دست بدست دگرے۔ اور اہل سنت وکلا صحابہ کو ہدایت ہو کہ وہ
نالش کرنے کے تہاک عزت صحابہ کی از طرف صحابہ مجاز ہین عدالت عالیہ حقہ سماعت اونکی دعوے کی کریگی انتہی اقول
نہین معلوم کہ ان حضرت نے آپ کو کونسا حاکم مقرر کیا ہی آیا یہ حضرت زعم خود ککلکٹر ہین یا صدر الصدور یا انجنت ایکو تجویز کیا
اور حکم موافق قواعد عدالت مال دیا ہی باقی مضامین دیکہنے سے رسالہ قول الفصل کے لوگو نپر آشکار ہونگے کہ جینے ناواقفیت مصنف
رسالہ کی قواعد مقررہ عدالت اور احادیث و اخبار فرقہ شیعہ اور آثار اہل سنت سے پیدا ہی ہر نوع صد اولی غور و تامل وہ
تحریر صاحب قول الفصل کی موجب مضحکہ اطفال ہی اور قلوب صافیہ ارباب بیان اور صاحبان عقل و ہوش پر یہ بہی مخفی نرہے
کہ صاحب قول الفصل نے جو آپ کو حاکم تجویز کرکے بزعم خود فیصلہ لکہا اور اتلاف حق حضرت زہرا مین گو کہ وہ در حضور جناب خلافت
مآب ثابت ہو چکا تہا چنانچہ اونہون نے حسب تصریح سبط ابن جوزی ایک کتبہ لکہکر فدک واپس دیدیا کوشش کی اور روح
پاک دختر صاحب لولاک کو رنجیدہ کیا اور سنت قدیمہ مین اپنے نان کے حصہ لیا مگر اتنا خیال نکیا کہ یہ دعوی جسوقت بعد
قیامت روبروے حق جل علا پیش ہوگا اور اوس روز جناب رسول خدا اسکے کفیل ہونگے اوسدن یہ حضرت کیا کرینگے
مین اس مضمون کو اپنے ذہن کی موافق بیان نہین کرتا بلکہ موافق ارشاد فیض بنیاد دختر رسول امجاد صلوات اللہ علیہا الی یوم التناد
مین اسکو عرض کرتا ہون کہ اون حضرت نے اپنے خطبہ مین ارشاد فرمایا ہی بعض فقرات شریفہ اوسکے یہ ہین ایہا المعاشر

المسلمۃ ابتز ارثیہ اصدان ترث اباک ولا ارث ابی لقد جئتم شیئا فریا فدونکہا مخطومۃ مرحولۃ تلقاک یوم حشرک فنعم

الحکم اللہ والزعیم محمد والموعد القیامۃ وعند الساعۃ ما توعدون ولکل نبا مستقر وسوف تعلمون من یاتیہ عذاب یخزیہ ویحل علیہ
عذاب مقیم پس اس ارشاد سے ظاہر ہی کہ روز قیامت مطالبہ فدک ابوبکر سے ہوگا اور اوسوقت خدا سے تو حاکم ہوگا اور
جناب رسول خدا اوسروز کفیل اسکے ہونگے پس اوسوقت لوگ جانینگے کہ کس شخص پر عذاب عظیم آتا ہی اور عذاب مقیم کسکو گرفتار
کرتا ہی اور یہ خطبہ حسب تصریح ابوبکر جوہری در کتاب سقیفہ و حسب تحریر شیخ اسعد در کتاب فائق اور خبر تاریخ یافعی اور بموجب تحریر
ابن تیمیہ حرّدی وغیرہم کی جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کا ہی اگر اہل سنت اسکا انکار کرین تو قابل قبول نہین پس حکم لگانا صاحب
قول الفصل کا اوسروز کہل جائیگا قیامت قریب ہی اوسدن کا جواب صاحب قول الفصل سوچ رکہین وہنا آخر ما اوردنا فی ہذا
التقریر بعون اللہ القدیر والحمد الکبیر علی اتمام التحریر والصلوۃ علی رسولہ البشیر وآلہ والطیبۃ اصحاب التطہیر وصیہ الامیر وعلیہ اللعنۃ
علی عدوہ التنزیل اللہم احشرنا مع رسولہ والطیبۃ واجعل اعداءہ عذاب السعیر فقط بحول اللہ خاص کلفتر دینے اوہ اقول فی

قول فصل کے دلایل و براہین و حجج و بینات نے تمکو کیا کہ تم کیا بیچارہ ہو جو تمہارے تمام علما کو بھی جکڑ دیا ہے جناب مولوی حامد حسین
صاحب تمہارے سکھ دریا قلزم میں غرق کیے میں انکا اعتراضات بعینہ یہی جو رسالہ قول فصل مع دیگر رسائل ارسال کیا گیا تھا تو بجز سکوت کے اجتناب جواب کے نصیب میں آیا
اب تم اوسکی رد و جواب لکھا تمہارا سے مجلہ سود احکام جو بیچایا تو یہہ جواب سکا لوکر اطرق الا اطرق کرن السماحة فی الفری یعنی جو تمہارا خامہ تہ وہ تو جواب میں رسالہ کے عاجز
ہو کر شکار ہمارا ہوگیا اب تم جیچہ رکر کہاں جا سکتے ہو گردن جھکا و اور قدم قلم نہ بڑھاو کہ ان لا تعلوا علی وائتونی مسلمین لا تعتذروا انکم تجوروا لا قبل لکم بہا ولنخرجنکم منہا اذلة وانتم صاغرون
اور ذرا نگاہ کا جو صاحب رسالہ قول فصل کے تمنو ذکر کیا تو بہا بیضا فرمایہ تو تم تخصیص کر چہ انبیں جدہ مجیدہ سیدہ نساء العالمین کو یہہ کہی کہ انہا خذت تیلک بیت حجبہ فقدیۃ الیہا کرازی
الکلینی اب تمکو چاہئے تھا کہ دہایہ دادرس الا ارزل بہی انپر صداقت کی السی زرالت کہ بیان نہو سکا کر تو میں نا نہ یہ کہ اجنبی شخص کے گریبان کو پکڑ کے اوسکو اپنی طرف کھنچے الا اور اجنبی شخص نے
لات اور طمانچہ اور گہونسہ وغیرہ کے سو جو کچھ اوسکی خبر اوسکا تو کچھ بیان نہیں کہ حمل ہی او سیوقت ساقط ہو اور پہلی ہی اوسیوقت ٹوٹی اور کان ہی لہو لہان ہوا بہر اتحاد السموات
یتفطرن منہ و تنشق الارض و تخر الجبال ہدا **قولہ** اور خطبہ جب بتریح اہ **اقول** اگر یہہ خطبہ تسلیم کیا جاوے اور باور کیا جاوے تو جناب فاطمہ پر الزامات عزت ایسا کا ہجوم ہو جا بیگا اول
تو تم سے یہہ بات پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالی تو اپنے کلام پاک میں صنف نسوں کے لوازمات میں یہ ارشاد فرماتا کہ او من ینشؤا فی الحلیة وہو فی الخصام غیر مبین اور تم انکو خطبہ میں فی الخصام
مبین تو بیان کرتے ہو تو یہہ کیسا الزام او نپر عاید کرتا ہو پہر حق تعالی و قرن فی بیوتکن ارشاد فرماتا اور تم انکو گہر سے باہر مجلس جانب میں حاضر ہونا اس خطبہ میں ثابت کرتے ہو پہر حق تعالی
ولا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبہ مرض فرماتا اور تم اوسکے اس طرح اسکے خطبہ میں نا محرم کی کرتے ہو یعنی ہم اس سے بہر حق تعالی فرماتا الکہن قولا
معروفا اور تم اوسکے خطبہ میں وہ منکر قول نسبت مہاجرین و انصار کے پیر پدر بزرگوار کی نقل کرتے ہو کہ معاذ اللہ معاذ اللہ پہر چند کہ تم دیکہو کہ پردہ دار کو اوسکا خطبہ خوانی
کرنی ہی مگر اسکا تو جواب دو کہ تمہاری کتاب امالی کی حدیث میں وارد ہو کہ انہ نہی النبی عن ان تتکلم المرأة عند غیر زوجہا و غیر ذی محرم منہا اکثر من خمس کلمات الا بما لابد لہا منہ اور
تم خطبہ کو اتنا طول طویل نقل کرتے ہو کہ خمس کلمات کا تو کیا ذکر خمس خطبات جیسی بن سکتی ہیں غرض تمہاری حجت ایسی بات پر معرض ہے کہ ہونا ہو سکو مگر یہ تو نہیں ہو سکیگا
اپنے بارے میں کہ وارد ہی لقد ختم اللہ علی قلوبکم و علی سمعکم و علی ابصارکم غشاوة و لکم عذاب عظیم فقط **خاتمہ** ہر چند کہ از اول تا آخر اس رسالہ جوابوں میں ہماری
حضرت فاطمہ الی ذلک علی ابی بکر تا آخر دلایات و محامل سو بیرہ کا بیان خوش اسلوب ہی لیکن کچھ قدرے اور ہی اوس کے متعلق بحث
کچھ بیان باقی ہی او سکو بطور خاتمہ کلام بیان کرتا ہوں تا کہ مستوفی شرکا فی و شافی بیان اوسکا منضبط ہو جا اسلئے کہ باعث قوی غوایت
ضلالت کا سفر تم کی یہی حدیث بخاری صحیحین کی ہی ہی ہے اور وہ کیف بیان بہی کہ از قبیل بدیہی اولی بلکہ اجلی بدیہیات سے ہو کہ جناب
فاطمہ از صنف اناث تہیں اور حضرت صدیق اکبر از قسم ذکور اور باہم یہ دونو ذوات محترمہ بھی نہ کرتے تھے بلکہ ایکدوسرے سے اجنبی تہا اور جناب فاطمہ
نہ مسجد و جماعت میں حاضر ہوتی تہیں اور نہ مجالس مشورہ فتوی جہاد و غیرہ میں تو اتفاق کہ باہم دگر کلام و مقام مواجہت و ملاقات و ہمکلامی کا
قیاس میں نہیں تا کہ جس سے استدلال ہجران و ترک کلام پر گردانی جاسکے کہ فلاں موقع میں مثلا جمعہ و جماعت کی جو ملاقی ہوتی تہیں تو حضرت فاطمہ
انہ کلام و سلام نہ کرتی تہیں یا مسجد میں جو نماز کو آتی تہیں تو حضرت صدیق کی اقتدا میں جماعت سے اوسکو ادا فرماتی تہیں یا مشورہ جہاد میں

یا جاہل شہر جنکے افتا مین حاضر ہونا چہوڑ دیا تہا اور اگر حاضر ہوتی نہین تو فتوی یا مشورہ نہ دیتی تہین یہ باتین نہ عقل و نہ شرع جائز سمجہتی ہین اور نہ کہین کتب اہل سنت مین منقول ہین تو اب ہجران و ترک کلام اگر حضرت صدیقہ راویہ حدیث کا بیان واقعی ہے تو ضرور بالضرور بطور مبالغہ ذیل مین غضب کے مذکور کر دیا ہے کہ غضب کی ذیل مین ہجران و ترک کلام بہی بنا بر مبالغہ اگر مذکور ہو جاتا ہے اگرچہ وہ فی الواقع بے اصل ہو اور نیت صاحب غضب مین وہ مستحکم نہو بلکہ غضب اوسکا فرو ہو گیا ہو اور اوسنے نیت و ارادہ ہجران و ترک کلام کا نکیا ہو یا کرکے اوسکو دفع کر دیا ہو اور اگر فی الواقع بیان حضرت راویہ کا نہین تو یہ کلام بلا شک و شبہ کسی اور بیچکار راوی فیلسوف کا مستزاد کیا ہوا ہے کہ بحالت تقیہ اسجگہ گنجائش پاکر یہ حاشیہ اوسنے چڑہایا ہے اور ہمتہ اوسمین لگایا ہے چنانچہ دلیل اسپر یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیث امام بخاری اپنی اس کتاب مین چار جگہ باختلاف متون و اسناد جو لائی مین تو ایکمقام مین تو استیعدلائی مین کہ نہ اوسمین ضمیمہ غضب مذکور ہے اور نہ ہجران و ترک کلام کا کہین شبہ و نشان ہے اور وہ تا امام زہری محدود وارد ہے اور تین جگہ جو لائی مین تو اونمین تین و صل امام زہری تک واقع ہے مع ایک جگہ آخر حدیث یون کہا ہے کہ قال فہجرتہ فلم تکلمہ حتی ماتت تو اسجگہ قال کے کہنے سے امام بخاری کی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہجران وغیرہ کا بیان کسی اور راوی کا ہے اصل راویہ حضرت ام المومنین کا نہین حضرت ام المومنین کا بیان واقعی اوسیقدر کہ جسمین نہ قصہ ضمیمہ غضب ہے اور نہ ذکر ہجران و ترک کلام اور یہ بیان کسی مدرج اہل النفاق کا ہے کہ امام بخاری یا اور کسی شیخ نے بحکم لا تقطعوا ہم اوسکو بکار سازی نہین سمجہی کہ امام بخاری اسکو باختلاف روایات متنا و اسنادا لائی اور زہری اپنی اس کتاب مین صحیح کر گئی جو کچہہ کر گئی واللہ اعلم بالصواب تحقیق یہ ہے کہ اسغلطی کو امام بخاری یا اور کسی شیخ کی جانب منسوب کرنا میرے نزدیک اہون و اسہل اس سے کہ صعیبت غضب و ہجران و ترک کلام کو نسبت کیا جاوے طرف حضرت زہرا سیدۃ النساء کی ہر چند کہ وہ مقتضای بشریت ہی فرض کیجاوے اسلیے کہ بشریت امام بخاری اور انکے شیوخ کی الطف لطیف تر نہین اہی بشریت سے جناب زہرا کی بلکہ بالعکس انکی تہا کہ جناب زہرا کی بشریت کو امام بخاری اور انکی تیرہ کی ملکوتیت کیا ہے بر حجت۔۔۔ سکتی ہو۔۔۔ ایمانی و کہی حقیق بالقبول علی انہ لم ینزل الآیۃ الکریمۃ انہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ولا فی شان کتاب سواہ ۔۔۔ کان او مسلما و کذا قولہ تعالی و انا لہ لحافظون فعلیک بالانصاف و ترک الاعتساف واللہ الموفق والمعین اللہم ایاک نعبد و ایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم درب احوذ بک من ہمزات الشیاطین و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین فقط قطعہ تاریخ تالیف و طبع رسالہ رضا الزہرا عن اول الخلفا طبع زاد جناب مولوی محمد امانت اللہ صاحب غازیپوری صدیقی امروہوی سلمہ اللہ القوی قطعہ

ایک ہین اہل محمد دین پر طعن تقی	دوسری آل محمد دین پر طعن غوی	ایک وہ آل محمد جسین بغض و عناد
ایک ہے آل محمد حافظ شرع نبی	ہین محبت اہل حق و کرتین حسن الحسن کی یار	آپ ہو تا جدا اہل بغض و تعصب کری
نہ ہار تعظیم کا جو اونکی اولاد کرام	حسن شان ہے جو وہ اوصاف تقی	مرشد کامل کی صحبت سے طہارت کا ثمر
امام ہادی ہے جو ہے کہ افضل اعلی	سید تقی و عالم حاجی و حافظ فقیہ	فضل نمایاں رسول طاہر حسین ابن علی
مصرعہ تاریخ القابون امانت کو ہوا	حجت ہے ہیں آل محمد دین قوی	نعم نمایاں قلم سید آل نبی امروہوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۱	کسیقدر	کسیقدر بزعم خود
″	۱۲	بہی	بہی او سہیں
۳	۱۳	نقط	ونقط
۵	۸	رہتا	رہتا و بیچی انشاء اللہ تم
″	۹	رہتا	رہتا و سیاقی انشاء اللہ تم
″	۱۰	موجب	موجب قرط
۷	۳	صاحب	صاحب تو
″	۵	شرح	در شرح
″	۶	سلی	کا ہی
″	۷	امیرسلی	امیر کی
۸	۲۳	روایات	روایات
۹	″	وہ انکی بدولت	وہ باقرار انکی بدولت انکی
۱۰	۴	عامہ صحابہ	علی العموم صحابہ
۱۱	۷	اعتبار	اعتبار و سیاقی
″	۶	ابابکر	امرائی بکر
″	″	ابوبکر	امرا ابو بکر
۱۲	۳	تغیر لازم آتی ہی	لزوم تغیر ثابت ہوتا ہی
″	۱۵	ہوسکتی	ہوسکتی ولا سیما اذا کان جاء بہ رضیا رافضیا
۱۳	۲	بر	بر سر
″	۸	کرنا	کرنا اور شہور ہو
۱۶	۱۳	ہذا الحدیث	ہذا الحدیث و ما سمعت من سوا الحبل [illegible]
۱۸	۱۱	تو انکی اسی وجہ سے	تو شاید یہ سمجہا ہو کہ انکی [illegible]
۲۱	۱۲	کلینی	کلینی وغیرہ
″	″	قول فصل مین	قول فصل کے متن اور حاشیہ مین
″	۲۰	محمول اوپر	محمول پر
″	۲۳	شیطرون	شیغطون
۲۳	۱۲	[illegible]	[illegible]
۲۸	″	رہنیا	رہنیا کہ کلام نکیا یعنی سوال غدک نکیا
۳۰	۴	کہنا	کہنا مختار رہا
۳۲	۸	اما کا	کا اما
۳۵	۴	نہ اسکا وہو لی	اسکا وہو سے نہ
۳۶	۹	جیسہرہی	جیسہ ہی وہ قدر سا تہا
″	۱۸	خلافت سے	خلافت تمہو انہی اقتدار و اختیار سے
۳۹	۲۱	بالی انداز	بالی نزاد
۴۰	۱۶	روایت کو	روایت کو
۴۳	۲۱	ہیسہ کو	ہیسہ کو
۴۵	۱۲	بجوز کہ	بجوز کہ
۴۷	۸	عبداللہ	عبداللہ بنی
۵۲	۲۱	حضرت	ای حضرت
۵۳	۷	او	اور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۳	۳	کراد سکی	کرنا یاد و سکی
۵۴	۱۶	عمر	عمرو
″	۱۹	افسوس	افسوس صد افسوس
″	۲۳	کا جہ سالہ	کا جہ سالہ و جیہ
۶۰	۱۷	اسبر	اسپیر
۶۱	۱۶	بوجہ	بوجہ لاعلمی رہا
″	۸	شریفین	شریف سے
″	۲۱	خلافت موعود	خلافت کے موعود
۶۳	۱۶	میراث کے	میراث لی
″	۱۸	قبول	قبول
۶۷	۸	کرفیل	کردہ فیل
۶۷	۱۸	یہہ مذکور	یہہ بہی مذکور
″	۲۱	کہ صحیح	کہ جو صحیح
۷۴	۳	احق	حق
۷۸	۲	کا ہی	کام ہی
۸۲	۳	حق	اونکا حق
۸۴	۱۱	تکذیب ہی	تکذیب زمین
۸۵	۶	دہمہ	موہمہ
″	۱۶	جیسی مناقب	جیسی نہی مناقب
″	۱۸	وعیدات سے	وعیدات شنیعہ سی
″	″	کرامات شنعہ	کرامات شنیعہ
۸۹	۱۰	جوہری جگہ	جوہری کی
۹۲	۱۳	و حقیر	و کم و ذکر حقیر
۹۵	۱۶	[illegible]	حدیث غضبت فاطمہ [illegible]
″	۲۰	کو [illegible]	کو لی
۹۶	۶	چار جگہ	چند جگہ
″	۷	ایکمقام	دو مقام
″	″	دفتابہی	دفتان ہی
۵	۱۳	بر چند	ہر چند
۶۴	۱۳	[illegible]	قول [illegible] اسکا غیر صحیح قریب القیاس ہی سا بو بیان کردیا غرض اصلی او مطلع نظر انکا الحدیث [illegible] زیادہ [illegible] تہا کہ جو متعلق تہی انکی کردہ بیان صدقہ ہونے متروکات [illegible] اور بیان عدم توریث کا دراصل ہی اسکو اعتماد [illegible] اللہ اعلم بالصواب م
۷۵	۱۶	[illegible]	[illegible] بہائی صاحب م